ٹائیٹل بار اول

نجم الهدیٰ

الحمد للّٰه الذی خلق الأشیاء كلها فأودع من جمال خلقها، وبرء نفوس الناس لنفسه فسوّاها وعالج بوجهه قلقها. وأتقن كل ما صنع وحسّن وأبدع وأحكم، وأضاء الشمس وأنار القمر وأنعم على الإنسان وأعزّه وأكرم. والصّلٰوة والسّلام على رسوله النبیّ الأمّی محمد أحمد الذی كان إسماه هذان أول أسماء عُرضت علٰی آدم بما كانا علّة غائیة للنشأة الاولٰی

نجم الہدیٰ (اردو)

﴿۲﴾ اُس خدا کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اور ہر ایک چیز میں ایک قسم کی خوبصورتی رکھی۔ اس نے انسانوں کے نفسوں کو اپنے لئے بنایا۔ اور اپنی ذات کے ساتھ ان کی بے آرامی کو دور کیا۔ اور جو کچھ بنایا نہایت استوار اور خوب اور نئی طرز کا اور محکم بنایا۔ اور سورج کو روشن کیا اور چاند کو چمکایا اور انسان کو عزت اور شرف اور مرتبہ بخشا۔ اور اس کے رسول اُمّی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمد اور احمد ہے۔ یہ دونوں نام اس کے وہ ہیں کہ جب حضرت آدم کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اوّل یہی دو نام پیش ہوئے تھے کیونکہ اس دنیا کی پیدائش

﴿۲﴾ **نجم الہدیٰ فارسی** جملہ ستایشہا مر خدا راست کہ ہمہ چیز ہا را بیافرید۔ ودران گونہء خوبی و آرایش سپرد۔ وروان آدمیان رامحض خاطر خود از نیستی بہ ہستی کشید۔ و رنج و آزار آنہا را با ذات خویش از ہم بپاشید۔ وہر چہ را ساخت چنانچہ شاید خوب واستوارش پرداخت نیّر گیتی افروز را چہرہ ہمان پالود۔ وماہ را بزم آرائے شب ہماں نمود۔ وانسان را بزرگی ومزیت کرامت فرمود۔ و درود بر نبی اُمّی وے کہ نامِ گرامی اش محمد واحمد واین دو نام اول نامہائے است کہ برآدم عرض شد۔ زیرا کہ علّت غائی آفرینش ہمیں دو نام ودر نزد خدا بیشی و پیشی ہمیں دو نام راست۔

وکانا فی علم اللّٰہ أشرف وأقدم. فھو أوّل النبیین درجۃ لھذین الاسمین وآخرھم بما ختم اللّٰہ علیہ کل ما علّم النبیین وفھّم، وأکمل کل ما أوحی إلیہ وألھم. وبما أعطاہ اللّٰہ آخر المعارف وجمع فیہ ما أخّر وقدّم، وأرسلہ إلی کل أسود وأبیض، واختارہ لإصلاح کل أعمٰی وأصمّ وأبکم وضمّخہ بعطر نعمہ أزید مما ضمّخ أحدا من الأنبیاء ، وعلّمہ من لدنہ، وفھّمہ من لدنہ، وعرّفہ من لدنہ،

میں وہی دو نام علّت غائی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ ان دونوں ناموں کے تمام انبیاء علیہم السلام سے اول درجہ پر ہیں اور بباعث اس کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نبوت کے علم ختم ہو گئے اور آپ پر کامل اور جامع طور پر وحی نازل کی گئی اور آخری معارف اور وہ سب کچھ جو پہلوں اور پچھلوں کو دیا گیا تھا آپ کو عطا ہوا۔ ان تمام وجوہ سے آپ خاتم الانبیاء ٹھہرے اور ہر ایک سفید اور سیاہ کی طرف آپ کو بھیجا اور ہر ایک اندھے اور بہرے اور گونگے کی اصلاح کیلئے آپ کو پسند فرمایا اور خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے عطر سے اس قدر آنجناب کو معطّر کیا کہ اس سے پہلے کوئی نبی اور رسول نہیں کیا گیا۔ خدا نے اپنے پاس سے آپ کو علم دیا اور اپنے پاس سے فہم عطا کیا۔ اور اپنے پاس سے معرفت بخشی۔

پس او از جہت این دو نام بر جمیع انبیاء درجہء اولیٰ دارد و وحی کامل و جامع براو نازل شدو دانشہائے پسین وہمہٗ آنچہ بہ پیشینیان و پسینیان دادہ شدہ بوئے ارزانی داشتند۔ وخدا اورا بہ ہمہٗ سپید و سیاہ فرستاد۔ وبرائے رہنمائی ہر نابینا و کر و گنگ برگزید و اورا بہ عطر نعمت ہائے خود آنچنان خوشبو گردانید کہ پیش از وے کسے از انبیاء بایں مثابت نرسید۔ از قبل خودش آموخت واز خودش بفہمانید۔ واز خودش معرفت بخشید واز خودش پاک ساخت واز خودش آداب

وطهّره من لدنه، وادّبه من لدنه، وغسله من لدنه بماء الاصطفاء، فوجب عليه حمد هذا الرب الذی كفل كل أمره بالاستيفاء، وادخله تحت رداء الايواء، وأصلح كل شأنه بنفسه من غير منّة الاساتذ☆ والآباء والأمراء، وأتمّ عليه من لدنه جميع أنواع الآلاء والنعماء. فحمده روح النبیّ بحمد لا يبلغ فكر إلى أسراره، ولا تدرك ناظرة حدود أنواره، وبالغ فی الحمد حتی غاب وفنا فی أذكاره. وأمّا سبب هذا الحمد الكثير و

اور اپنے پاس سے پاک کیا اور اپنے پاس سے ادب سکھلایا اور برگزیدگی کے پانی سے اپنے پاس سے نہلایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس خدا کی تعریف کرنا واجب ہو گیا جو اس کے ہر ایک کام کا آپ متکفل ہوا۔ اور اپنی پناہ کی چادر کے نیچے جگہ دی اور ہر ایک کام آنحضرت کا اپنی توجہ خاص سے بغیر توسط استادوں اور باپوں اور امیروں کے بنایا اور اپنے پاس سے اُس پر ہر ایک قسم کی نعمت پوری کی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نے خدائے تعالیٰ کی وہ تعریف کی جو کوئی فکر اس کے بھیدوں تک نہیں پہنچ سکتا اور کوئی آنکھ اس کے نوروں کی حدود کو پا نہیں سکتی اور اس نے خدا کی تعریف کو کمال تک پہنچایا یہاں تک کہ اس کے ذکروں میں گم اور فنا ہو گیا۔ اور اس کے اس قدر تعریف کرنے اور خدا تعالیٰ کو

تعلیم داد۔ وخودش از آب برگزیدگی و برچیدگی شت وشور فرمود۔ لہٰذا واجب آمد برآنجناب ستایش پروردگاریکہ سازگار وکفیل کل امر اوشد ودرزیر چادر پناہ خودش جائے بداد۔ وجملۂ کار دیرا بذات خویش بے میانجی گری استادان و پدران وتونگران درست کرد۔ وتمام نعمتہا را بروی از قبل خود اتمام فرمود۔ لہٰذا روح نبی صلعم آن حمد خداوندی را بجا آورد کہ ہیچ فکر و اندیشہ بدامان کنہ وے نیارد برسد۔ وہیچ دیدہ نتو اند حدود نورش را دریابد۔ وآنجناب ستایش خداوندی را بمثابۂ رسانید کہ دریادش از خود برمید وسر بہ صحرائے گم گشتگی وفنا بکشید وسبب

☆ سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ درست ’’الاساتذة‘‘ ہے۔ (ناشر)

سرّ إحماده، فهو بحار فضل الله وموالات امداده، وعناية الله التى ما وكلته طرفة عين إلى سعيه واجتهاده، حتى شغفه وجه الله حُبًّا وأوحده فى وداده، ففار قلبه لتحميد هذا المحسن حتى صار الحمد عين مراده. وهذه مرتبة ما أعطاها الله لغيره من الرسل والأنبياء والأبدال والأولياء، فإنهم وجدوا بعض معارفهم وعلومهم ونعمهم بوساطة العلماء والآباء والمحسنين وذوى الآلاء، وأما نبينا صلى الله عليه وسلم فوجد كل ما وجد من حضرة الكبرياء،

صاحب تعریف ٹھہرانے کا سرّ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے متواتر اور پیاپے اس پر اپنے فضل نازل کئے اور وہ عنایت اس کے شامل حال کی جس نے ایک طرفۃ العین بھی اس کو اپنی کوشش اور سعی کا محتاج نہ کیا۔ یہاں تک کہ وجہ اللّٰہ نے اس کے دل کو چیر کر اپنا دخل اس میں کیا اور اپنی محبت میں اس کو یگانہ بنایا۔ پس اس محسن کی تعریف کے لئے اس کے دل نے جوش مارا اور خدا تعالیٰ کی تعریف اس کی دلی مراد ہوگئی۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز اس کے کسی کو رسولوں اور نبیوں اور ابدالوں اور ولیوں میں سے عطا نہیں ہوا کیونکہ اُن لوگوں نے اپنے بعض معارف اور علوم اور نعمتیں بتوسط عالموں اور باپوں اور احسان کرنے والوں کے پائی تھیں۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ پایا جناب الٰہی سے پایا۔ اور جو کچھ ان کو ملا

آنکہ ستایش خداوندی را بدین غایت ادا ساخت آن کہ خداوند تعالیٰ شانہ پیاپے مہر بانیہائے خود را بروی فرود آورد۔ وعنایتے وکرمے در کار وی کرد کہ برائے چشم زدن ہم وی را نشد نیاز و احتیاج بکوشش و محنت خود بیارد تا آنکہ وجہ اللّٰہ اندرونش را بشگافت و خودش در درون در شد واو را در مہر وحب خود یگانہ گردانید۔ لہٰذا دل آنجناب در نیایش و ستایش ہمچو کارساز نیکی کن بجوش آمد۔ و ستایش خداوندی کام جان وے گردید۔ و این مرتبہ ایست کہ غیر آنجناب را از انبیاء و اولیاء و ابدال و رسل دست بہم نداد زیرا کہ اوشان بعضی علوم و معارف را از واسطہ آموزگاران و پدران و تربیت کنندگان بدست آوردند۔ ولی نبی ما (صلی اللہ علیہ وسلم)

ونال ما نال من منبع الفضل والإعطاء ، فما فارت قلوب الآخرين للحَمد كما فار قلب نبيّنا لحمد مُنعم تولّى أمره وحده من جميع الأنحاء فلأجل ذالك ما سُمّى أحدٌ منهم باسم أحمد، فإنه ما أثنى على الله أحدٌ منهم كمحمّدٍ وما وحّد، وكان فى نعمهم مزج أيدى الإنسان، وما علّمهم الله كعلمه وما تولّى كل أمورهم و ما أيّد. فلا مهدى إلّا محمد ولا أحمد إلّا محمد على وجه الكمال، وهذا

اسی چشمۂ فضل اور عطا سے ملا۔ پس دوسروں کے دل حمدِ الٰہی کے لئے ایسے جوش میں نہ آسکے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل جوش میں آیا کیونکہ ان کے ہر ایک کام کا خدا ہی متولّی تھا۔ پس اسی وجہ سے کوئی نبی یا رسول پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے احمد کے نام سے موسوم نہیں ہوا کیونکہ ان میں سے کسی نے خدا کی توحید اور ثنا ایسی نہیں کی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کی نعمتوں میں انسان کے ہاتھ کی ملونی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کو تمام علوم بے واسطہ نہیں دیئے گئے اور ان کے تمام امور کا بلا واسطہ خدا متولّی نہیں ہوا اور نہ تمام امور میں بے واسطہ ان کی تائید کی گئی۔ پس کامل طور پر بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مہدی نہیں اور نہ کامل طور پر بجز آنجناب کے کوئی

آنچہ را یافت از خدا یافت و آنچہ را در دامان وے ریختند از ہمان چشمۂ جود و عطا بریختند۔ لذا نشد دلہائے دیگران از بہر ستایش الٰہی آن گرمی و جوش بہم رسانند کہ نبی ما را در تحمید الٰہی میسر آمد۔ زیرا کہ کارساز ہر کار او خود خداوند بزرگ بود۔ واز ینجا است کہ غیر او از انبیاء و رسل بنام احمد نامزد نشد۔ چہ نعمت ہائے کہ اوشان یافتند آمیزش دست انسانی داشت و چون نبی ما اوشان جملۂ علوم بے واسطہ ادراک نہ کردند و تمام کارہائے اوشان را خدا بے واسطہ متولی نشدہ در ہمۂ آنچہ باوشان پیش آمد بے توسطے تائید شان نکرد۔ لہٰذا از جہت کمال غیر آنجناب نبوت انتساب مہدی و احمد نبودہ۔ و این سرّے است کہ ابدال بکنہ آن توانند پے ببرند۔

سرٌّ لا يفهمه إلّا قلوب الأبدال. ثم إذا كان حمده بإيثار وجه اللّٰه والإقبال عليه بنفي أهواء النفس والحفد إليه بإخلاص وصدق وتوحيد، فرجع اللّٰه اليه صلة منه ما أرسل إلى ربّه من تحميد، وكذالك جرت سُنّته بكل صديق وحيد، فحُمِّد مُحمّدُنا في الأرض والسماء بأمر ربّ مجيد. وفي هذا تذكرة للعابدين، وبشرى لقوم حامدين. فإن اللّٰه يردّ الحمد إلى الحامد ويجعله من المحمودين، فيُحمد في العالمين، ويوضع

احمد ہے۔ اور یہ وہ بھید ہے جس کو محض ابدال کے دل سمجھتے ہیں اور کوئی دوسرا سمجھ نہیں سکتا۔ اور پھر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں اس وجہ سے تھیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو اختیار کر لیا تھا اور ہواءِ نفس سے الگ ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور اخلاص اور صدق اور توحید سے اس کی طرف دوڑے تھے۔ سو خدا نے وہ تعریفیں بطور انعام کے ان کی طرف واپس کر دیں اور تمام یگانہ صدیقوں سے اس کی یہی عادت ہے کہ وہ حامد کو محمود بنا دیتا ہے۔ پس ہمارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان میں تعریف کیا گیا اور اس قصے میں پرستاروں کے لئے یاد رکھنے کی بات ہے اور خدا کے ثنا خوانوں کو اس میں بشارت ہے کیونکہ خدا تعریف کرنے والے کی تعریف کو اسی کی طرف ردّ کر دیتا ہے اور اس کو قابل تعریف ٹھہرا دیتا ہے۔ پس وہ دنیا میں تعریف کیا جاتا ہے اور اس کی ﴿۳﴾

و دیگرے را نرسد در گرد این کوئے بگردد۔ و چون ستایش آنجناب از این جهت بود که خدا را برگزیده و از آز و ہوائے خود بکلی دامن کشیده۔ و ہمہ تن محضاً رو بخدا گردیده و از اخلاص و توحید و صدق بسوئے او دویده بود لہٰذا خدا تشکراً و انعاماً آن ہمہ ستایش ہا را بوے باز گردانید و عادۂ خدا با کل صدیقان یگانہ برہمین نہج جاری بوده است که حامد را محمود سازد۔ پس نبی ما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) در زمین و زمان ستوده شد۔ این قصہ نمونہ و تذکرہ ایست از برائے پرستاران خدا و مژده ایست از پئے ستایش کنندگان وے چہ خدا را عادۃ است که ستایشِ ستایش کنندگان را بدیشان باز میگرداند و اوشان را سزاوار ستایش خلق میسازد

لــه الـقبـولية فـى الأرض فيثنى عليـه كـل من كان من الصالحين. وهذا هو كـمــال حـقيـقة العبودية، ومآل أمر الـنـفـوس الـمـطهـرة، ولا يعرفها إلّا الـذى أُعـطى حظًّا من المعرفة. وهذا هـو غــاية نـوع الإنســان، وكـمـالـه المطلوب فى تعبّد الرحمٰن. وهذا هو الـذى تـنتهـى إليـه آمـال الأوليـاء، ويـختتم عـليـه سـلـوك الطلبـاء، وتستـكـمـل بهـا الـعـناية نـفـوس الأصـفيــاء. وهـذا هـو لُـبُّ أعبـاء الشـريعة، ونتيجة الـمـجـاهـدات فــى الــمـلّة، وسـرّ مــا نـزل بــه الـنـامـوس مـن الـحـضـرة على قلب خير البريّة، عليه أنواع السلام والصلاة

قبولیت زمین پر پھیلائی جاتی ہے۔ پس ہر ایک جو نیک طینت ہے اس کی تعریف کرتا ہے اور یہی عبودیت کی حقیقت کا کمال اور پاک نفسوں کا انجام کار ہے اور اس مقام کو کوئی شخص بجز صاحب معرفت کے نہیں پہچانتا اور یہی نوعِ انسان کی غایت اور عبادتوں کا کمال مطلوب ہے۔ یہی وہ امر ہے جو اولیاء کی امیدوں کا منتہٰی اور طالبوں کے سلوک کے ختم ہونے کی جگہ ہے اور اسی کے ساتھ عنایت الٰہی برگزیدوں کے نفوس کو مکمل کرتی ہے اور یہی شریعت کے بوجھوں کا مغز اور مجاہداتِ دینی کا نتیجہ ہے اور یہ ان امور کا بھید ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے۔ پس اس نبی پر سلام ﴿۳﴾

﴿۳﴾ مثل ایں کس در گیتی ستودہ و قبولی برائے او در دلہا ریختہ شود۔ پس ہر نیک نہاد اورا می ستاید۔ کمال حقیقۂ بندگی و سرانجام کار پاک نفسان ہمین است۔ و غیر اہل معرفت ایں مقام را نمی شناسد و ہمین غایت نوع انسان و کمال مطلوب عبادات ہمین است۔ و انجام امید ہائے اولیاء ہمین و آخرین مقامے است کہ سلوک جویندگان حق بدانجا منتہی بشود۔ و ہمیں عنایت الٰہی تکمیل نفوس برگزیدہ ہارا نماید۔ و مغز و راز تکلیفاتِ شرعیہ ہمین و نتیجۂ مجاہدات دینیہ ہمین است و ہمیں سر آن ہمہ امور است کہ حضرتِ ناموسِ اکبر از حضرتِ الوہیت در پیش برگزیدۂ آفرینش (صلی اللہ علیہ وسلم) آورد

والبركات والتحيّة. يرغب فيه المجاهدون، وإلى الله متبتّلون، الذين في خيام حبّه يسكنون، وبه يحيون، وله يموتون، وعليه يتوكلون، ولحكمه بصدق القلب يُطيعون، ولأمره بهمل العين يتّبعون، وفي مرضاته يفنون، وفي أحزانه يذوبون، وبأنسه يبقون. وله تتجافى جنوبهم من المضاجع ويتحنّثون، ويبيتون سُجّدًا وقيامًا ولا يغفلون، ويأخذهم القلق فيذكرون حِبَّهم ويبكون، وتفيض أعينهم من الدمع وفي

اور برکتیں اور درود اور تحیّت ہوں۔ اسی امر مذکور کیلئے مجاہدہ کرنے والے کوشش کرتے ہیں اور نیز وہ جو خدا کی طرف منقطع ہوتے اور اس کی محبت کے خیموں میں رہتے ہیں اور اسی کے ساتھ زندہ اور اسی کے لئے مرتے ہیں اور اس پر توکل کرتے اور دل کی سچائی سے اس کی اطاعت اختیار کرتے ہیں اور رواں آنسوؤں کے ساتھ اس کے حکم کی پیروی کرتے اور اس کی رضامندی کی راہوں میں فنا ہوتے ہیں اور اس کے غموں میں گداز ہوتے اور اس کے اُنس کے ساتھ بقا پاتے ہیں اور اس کے لئے رات کو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے اور اس کی بندگی کرتے ہیں اور قیام اور سجود میں رات کاٹتے ہیں اور غفلت نہیں کرتے اور بے آرامی ان کو پکڑتی ہے۔ پس اپنے دوست کو یاد کرکے روتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور رات کے

کوشندگان جہت آن می کوشند وہم آنہائیکہ از ہمہ بسوئے او پرواز ند ودر خیمہ ہائے محبت وے قرار گیرند و با او بزیند و برائے او بمیرند۔ و بر او توکل بکنند و از صدق دل پیروئ فرمودہ وے بنمایند۔ و بادیدہ گریان غاشیۂ اطاعت وے بر دوش جان بردارند۔ وخود را در راہِ رضائے او گم بکنند۔ و چوں موم در کورۂ غم وے بگدازند۔ و بقائے خود در انس وے بینند۔ وشب ہا را برائے او از خوابگاہ برکنار بشوند و در سجود و قیام شب را بروز آرند۔ از غفلت دور باشند۔ قلق و کرب بر اوشان وارد آید

آناء الليل يصرخون ويتأوّهون، ولا يعلم أحد إلى أى جهة يُجذبون ويُقلّبون. يُصبّ عليهم مصائب فبصدقهم يتحمّلون، ويُدخلون فى نيران فيُقال: سلام فيُحفظون ويُعصمون. أولئك هم الحامدون حقّا وأولئك هم المقدسون والنجيّون، فطوبى لهم ولمن صحبهم فإنهم المنفردون، والشافعون المشفّعون. وهذه مرتبة لا تُعطى إلّا لمحبوبى الحضرة، وإنما جاء الإسلام لتبيين تلك المنزلة ليُخرج الناس من وهاد المنقصة، ويوصلهم إلى حظيرة القدس ويهدى إلى مقام السعادة، و

وقتوں میں فریاد کرتے اور آہیں مارتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس طرف کھنچے جاتے اور پھیرے جاتے ہیں۔ ان پر مصیبتیں پڑتی ہیں اور وہ برداشت کرتے ہیں۔ آگ میں داخل کئے جاتے ہیں۔ پس کہا جاتا ہے کہ سلام پس بچالئے جاتے ہیں۔ وہی سچے ثناخوان اور خدا کے مقرب اور ہمراز ہیں۔ اور ان کو خوشخبری ہو اور ان کے ہم صحبتوں کو کیونکہ وہ شفاعت کرنے والے اور شفاعت قبول کئے گئے ہیں۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے جو بجز درگاہ کے پیاروں کے اور کسی کو نہیں ملتا۔ اور اسی کے بیان کے لئے اسلام آیا ہے تا کہ نقصان کے گڑھے سے لوگوں کو نکالے اور تقدس کے احاطے میں پہنچاوے اور سعادت کے مقام تک رہبری کرے اور غافلوں

پس محبوب خود را یاد آورند۔ و از چشم سر اشک روان سازند۔ و در پردۂ شب نالہا کشند و آہ زنند۔ کسی بر سر وقت شاں آگاہ نہ کہ بکدام طرف کشیدہ شوند۔ مصیبتہا بر سر اوشاں فرو ریزد و برمی تابند۔ در آتش انداختہ شوند پس گفتہ شود سلام در زمان رستگار و ایمن گردند۔ حقیقۃً اوشان ثنا گویان خدا و نزدیک و ہمراز دیند۔ و ایں مرتبہ ایست کہ غیر محبوبان الٰہی را دست بہم ندہد۔ اسلام جہت کشودن ہمیں راز آمدہ کہ از مغاک ریان مردم را بیرون کشد و در ساحت تقدس رساند و تا بمقامِ سعادت کشاند۔ و غافلان را از راہ ایں سرزنش کوفت و آزارے رساند

يُـنـذر الغافلين ويصدم قلوبهم بوعيد مُـدى القطعيّة، ومـا تـعـلم ما الحمد والتـحـمـيـد، ولِـمَ اعـلى مقامه الربّ الـوحـيـد. وكـفـى لك من عظمته أن اللّٰـه ابـتـدأ بــه كتابـه الكريم، ليُبيّن لـلناس عظمة الحمد ومقامه العظيم. وأنّه لا يفور من قلبٍ إلّا بعد المحويّة والـذوبــان، ولا يتـحـقـق إلّا بـعـد الانسـلاخ ودوس أهـواء الـنـفـس الثعبان، ولا يجرى على لسان إلّا بعد اضـطرام نار الـمـحبة فى الجنان بل لا يتـحـقـق إلّا بـعـد زوال أثـر الغيـر من الـمـوهـوم والـمـوجـود، ولا يتـولّـد

کو اس دھمکی سے کوفتہ کرے کہ قطع تعلق کی کاردیں تیار ہیں۔ اور تجھے کیا خبر ہے کہ حمد کہتے کس کو ہیں اور کیوں اس کا بلند پایہ ہے اور اُس کی عظمت سمجھنے کے لئے تجھے یہ کافی ہے کہ خدا نے قرآن شریف کی تعلیم کو حمد سے ہی شروع کیا ہے تا لوگوں کو حمد کے مقام کی بلندی سمجھاوے جو کسی دل میں سے بجز گدازش اور محویت کے جوش نہیں مار سکتی۔ اور اُسی وقت متحقق ہوتی ہے جب کہ مارِ نفسِ امّارہ کچلا جائے اور نفسانی چولہ اتار لیا جائے اور یہ حمد کسی زبان پر جاری نہیں ہوسکتی بجز اس کے کہ پہلے دل میں محبت کی آگ بھڑکے۔ بلکہ یہ وجود پذیر ہی نہیں ہوسکتی جب تک کہ غیر کا نام ونشان بکلّی زائل نہ ہو جائے اور پیدا نہیں ہوسکتی

کہ نزدیک است کارد قطع تعلق پارہ پارہ شان سازد۔ تو چہ دانی حمد چیست واز چہ رواں پایۂ بلندی وے را حاصل است۔ بزرگیٔ وے را از ینجا تواں دریافت کہ خدائے تعالیٰ تعلیم قرآن را آغاز از حمد کرد تا مردم بر مقام بلندش آگاہ شوند و فوارۂ حمد از دل احدے جوش نزند تا محویت و گدازش میسر نیاید۔ ودر وقتے سر برزند و متحقق شود کہ مارِ نفسِ امّارہ پامال و بکلی بدر آمدن از پوست انانیت ونفسانیت دست دہد۔ وایں ستایش ابدانمی شود بر زبانی رواں شود تا وقتیکہ زبانۂ محبت در دلی سر برنزند بل ممکن نیست صورت وجود پذیرد تا اسم ورسم غیر بالمرّہ ناپید نشود۔ وہرگز

إلّا بعد الاحتراق فی نار محبّة المعبود. فمن ألقی نفسه فی هذه النار، فهو یحمد الله بقلب موجع وسر محو فی الحبیب المختار. وهو الذی یُدعی فی السماء باسم أحمد ویُقرّب ویُدخَل فی بیت العزّة وقصارة الدار، وهی دار العظمة والجلال یُقال استعارة أن الله بناها لذاته القهار، ثم یُعطیه لحمّاد وجهه فیکون له کالبیت المستعار، فیُحمد هذا الرجل فی السماء والأرض بأمر الله الغفّار، ویُدعیٰ باسم مُحمّد فی الأفلاک والبلاد

جب تک کہ ایک شخص آتشِ محبتِ معبود حقیقی میں جل نہ جائے اور جو شخص اُس آگ میں اپنے تئیں ڈال دے پس وہی اپنے دردمند دل اور اس سر سے جو خدا میں محو ہے خدا کی تعریف کرے گا۔ اور وہ وہی شخص ہے جس کو آسمان میں احمد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور قریب کیا جاتا ہے اور عزت کے گھر اور **قصارۃ الدار** میں داخل کیا جاتا ہے اور وہ عظمت اور جلال کا گھر ہے جو بطور استعارہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے اس کو اپنی ذات کیلئے بنایا پھر اس گھر کو بطور مستعار اُس کو دے دیتا ہے جو اس کی ذات کا ثنا خوان ہو۔ پس یہ شخص زمین اور آسمان میں خداتعالیٰ کے حکم کے ساتھ تعریف کیا جاتا ہے۔ ﴿۴﴾ اور آسمانوں اور زمین میں محمد کے نام سے پکارا

لباس ہستی نمی پوشد تا خرمن بود کسے از آتشِ محبت معبود حقیقی پاک نسوزد۔ ہر کہ برسوختن دراین آتش تن دردہد او تواند بادل دردمند و باسرّے کہ محو حبیب مختار شدہ ترانہ ریز حمد بشود۔ ہماں کس است کہ بر آسمان اورا احمد گویند۔ او نزدیک کردہ شود و در بارگاہ عزت وایوان مقصود باریابد و آن مکانِ عزّت وجلال است کہ از روئے استعارہ تواں گفت خدا آنرا جہت ذاتِ خویش بنا ساختہ و باز خدا آن خانہ را بطور مستعار بکسے مسترد کند کہ ثنا خوان اوست۔ پس آں کس باذنِ الٰہی در آسمان و زمین ستودہ و در آسمان و زمین بنام محمد یاد کردہ شود

والديار، ومعناه أنه حُمّد حمدًا كثيرًا واتفق عليه الأخيار من غير الإنكار. وإن هذين الاسمين قد وُضعا لنبيّنا من يوم بناء هذه الدار، ثم يُعطيان للذى صار له كالاظلال والآثار، ومن أُعطى من هذين الاسمين بقبس فقد أُنير قلبه بأنواع الأنوار، وقد جرى على شفتى الرسول المختار. أن اللّٰه يرزق منهما عبدا له فى آخر الزمان كما جاء فى الأخبار، فاقرءوا ثم فكّروا يا أولى الأبصار.

فالغرض أن الأحمدية والمحمدية أمر جامع دُعِيَ الموحّدون إليه

جاتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ بہت تعریف کیا گیا۔اور یہ دونوں اسم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ابتداءِ دنیا سے وضع کئے گئے ہیں۔ پھر بعد اس کے اس شخص کو بطور مستعار دیئے جاتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور اظلال و آثار ہو۔ اور جس شخص کو ان دونوں ناموں سے ایک چنگاری دی گئی تو اس کا دل کئی قسم کے نوروں سے روشن کیا گیا۔اور رسول مختار کے لب مُبارک پر جاری ہوا تھا کہ خدا تعالیٰ آخری زمانہ میں ایک اپنے بندے میں یہ دونوں صفتیں جمع کر دے گا جیسا کہ حدیثوں میں وارد ہے۔ پس اے دانش مندو! اِن حدیثوں کو پڑھو اور سوچو۔

اب غرض یہ ہے کہ احمدیت اور محمدیت ایک ایسا امر جامع ہے کہ تمام موحّد اس کی طرف بلائے گئے ہیں

ومعنی این کلمہ است بسیار ستودہ شدہ۔ ایں ہر دو نام برائے نبی ما (صلی اللہ علیہ وسلم) از آغاز آفرینش موضوع شدہ و باز مستعارً ایں ہر دو نام بکسے ہم کرامت می شود کہ از آن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بمنزلہ ظل واثر باشد۔ و ہر کہ اورا از این دو نام اخگری در کار کردند دل او بگونا گون نور ہا روشنی یافت۔ و بر زبان وحی ترجمان آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) رفتہ کہ خدا تعالیٰ شانہٗ در زمانہ پسین بندۂ را از بندگان خود بہ تحلیہ ایں دو نام وتزیین این دو صفت ممتاز و مفتخر خواہد کرد پس ای دانشمندان احادیث بخوانید و نیکو اندیشہ بفرمائید۔

خلاصہ احمدیت و محمدیت امر جامعی می باشد کہ ہمہ موحّدین بسوی آں خواندہ شدہ۔

ولا يتم توحيد نفس إلّا بعد أن يرى في وجوده تحقق جنبيه. ولا تصير نفس مطمئنة، ولا تتنزل على قلب سكينة، إلّا أن يكون سابحا في هذه اللجّة، ولا ينجو أحدٌ من مكائد الأمّارة. إلّا أن يحصل له حظٌ من هذه المرتبة. والذين بعدوا منها وما أخذوا منها حصّة ترهقهم ذلّة في هذه ويوم القيامة. هم الذين يمشون على الأرض كغثاء على السيل، كأنّما أُغشيت وجوههم قطعًا من اللّيل، يتولدون محجوبين ويعيشون محجوبين ويموتون محجوبين. أولئك الذين أعرضت قلوبهم

اور کسی نفس میں کامل طور پر توحید پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ یہ دونوں پہلو اس میں متحقق نہ ہوں اور کوئی نفس مطمئن نہیں ہوسکتا اور کسی دل پر سکینت نازل نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ اس دریا میں تیرنے والا نہ ہو۔ اور کوئی شخص نفس امارہ کی مکاریوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہو۔ اور جو لوگ اس مرتبہ سے دور رہے اور کوئی حصہ اس میں سے نہ لیا ان کو اس دنیا اور قیامت میں ذلت پہنچے گی۔ وہ وہی ہیں جو سیلاب کے خس وخاشاک کی طرح زمین پر چلتے ہیں۔ اور ایسے بدرَو ہیں کہ گویا ایک ٹکڑا رات کا اُن کے منہ پر ہے۔ وہ پردوں میں پیدا ہوتے ہیں اور پردوں ہی میں جیتے ہیں اور پردوں میں ہی مرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل خدا تعالیٰ کی

وہیچ نفسے از نفوس را نرسد دم از توحید کامل بزند تا وقتیکہ ایں ہر دو شق در وے متحقق نگردد و احدے اطمینان نیابد و سکینت بروے فرود نیاید تا قدرت بر شنا کردن در ایں دریا دستش ندہد۔ ونمی شود کسی ایمن از مکاری ہائے نفس امّارہ بنشیند تا بایں مرتبہ فائز نشود۔ وانہائیکہ ازیں مرتبت حرمان نصیب بمانند و بہرۂ ازاں نگرفتند در دنیا و عقبیٰ ہمدوش مذلت و ہمکنار فضیحت خواہند بود۔ امثال ایں ناکسان ﴿۴﴾
در رنگ خس وخاشاک در راہ سیل رفتار کنند و در زشت روئی بمثابۂ می باشند کہ گوئی پارہ ہائے شب تار برقع دار بر رُخ نازیبائے انہا پوشانیدہ شدہ است۔ محجوب زیند و محجوب میرند۔ اینہا کسانے می باشند کہ

عن حمد ربهم وضيّعوا أعمارهم في حمد أشياء أخرى أو رجال آخرين. فبُشرى لنا معشر الإسلام قد بُعث لنا نبیّ بهذه الصفة ﴿۴﴾ وهذا الكمال التام، وسُمّی أحمد ومحمد من الله العلّام، ليكون هذان الاسمان بلاغا للأمة وتذكيرا لهذا المقام. الذی هو مقام الفناء والانقطاع والانعدام، لترغب الأمّة فی هذه الصفات وتتبع اسمی خير الأنام. وقد نُدب عليهما إذ قيل حكايةً عن الرسول: فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1] فاهتزّت أرواحنا عند وعد هذا الجزاء والإنعام، وقلوبنا مُلئت

تعریف سے کنارہ کرتے رہے اور دوسروں کی تعریفوں میں انہوں نے اپنی عمریں ضائع کیں۔ پس ہم جو اسلام کا گروہ ہیں ہمیں خوشخبری ہو کہ ہمیں احمدیت اور محمدیت کی صفت والا نبی ملا اور اس کا نام خدا تعالیٰ کی طرف سے احمد اور محمد ہوا تا کہ اس کے دونوں نام اُمت کے لئے ایک تبلیغ ہو۔ اور اس مقام کے لئے یہ ایک یاد دہانی ہو۔ وہ مقام جو فنا اور غیر اللہ سے منقطع ہونے اور معدوم ہونے کا مقام ہے تا کہ اُمت اِن صفتوں میں رغبت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں ناموں کی پیروی کرے اور پیروی کے لئے قرآن شریف میں بُلایا گیا ہے جبکہ رسول کی زبان سے کہا گیا کہ آؤ میری پیروی کرو تا خدا تم سے پیار کرے۔ پس یہ سن کر کہ یہ انعام ملے گا ہماری روحیں جنبش میں آئیں اور ہمارے دل شوق سے بھر گئے

دلہا شان پشت بر حمد رب خویش کردہ رو بحمد چیز ہائے دیگر آوردہ عمر گرامی را دریں بطالت برباد فنا دادند۔ گروہ ما اہالی اسلام را مژدہ باد کہ از برائے ما نبی موصوف بہ صفت احمدیت ومحمدیت مبعوث شدہ و این دو نام از قبل خدائے بزرگ بجہت آن بروگزاشتہ شد کہ از پئے امت تبلیغ و برائے این مقام تذکیرو یاددہانیدنی باشد۔ مقامے کہ بجز از فنا و بریدن از ما سوائے خدا حاصل نشود تا امت را تشویق وترغیب برائے حصول ایں مقام دردل خیزد و ارادۂ پیروی ایں دو نام مبارک در طبیعت شان طرح ظہور ریزد۔ وقرآن بسوئے پیروی این دو نام میخواند چوں از زبان رسول ایں قول میراند کہ در پس من بیاید تا خدا شمارا دوست دارد۔ و چوں این ندا بگوش ما رسید کہ ہمچو انعام مارا ارزانی خواہند داشت جنبشے در

[1] آل عمران:۳۲

شوقا وصارت أشكالها ككؤوس المدام، وما أعظم شأن رسول ما خلا اسمه من وصيّة للامّة، بل ملاء من تعليم الطريقة، ويهدى إلى طرق المعرفة، وأُشير فى اسميه إلٰى مُنتهى مراحل سُبُل حضرة العزّة، واومى إلى نقطة ختم عليها سلوك أهل المعرفة. اللّٰهم فصلّ عليه وسلم، وآله المطهرين الطيبين، وأصحابه الذين هم أسود مواطن النهار و رهبان الليالى ونجوم الدين، رضى اللّٰه عنهم أجمعين.

أمّا بعد. فهذه رسالة فيها بيان ما استبضعت متاعًا من ربّى،

اوران کی شکلیں یوں ہوگئیں جیسا کہ شراب سے بھرے ہوئے کوزے ہوتے ہیں اوراس رسول کی کیا ہی بلند شان ہے **جس کا نام بھی وصیّت سے خالی نہیں**۔ بلکہ خدا جوئی کے طریقہ کی اس سے تعلیم ملتی ہے اور معرفت کی راہوں کی طرف وہ ہدایت کرتا ہے۔ اور اس میں اس نقطہ کی طرف اشارہ ہے جس پر اہل معرفت کے سلوک ختم ہوتے ہیں اور نیز خدا شناسی کے آخری مقام کی طرف اشارہ ہے۔ پس اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطہّر اور طیب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہے۔

اس کے بعد واضح ہو کہ یہ ایک رسالہ ہے جس میں بیان اس متاع کا ہے جو بطور تجارتی مال کے میرے رب سے

روانہائے ما پدید آمد ودلہا از شوق لبریز وشکل انہا بطوری شد کہ گوئے جامہائے پُر از آب آتشین می باشند۔ فرخندہ رسولی وحبّذا شان بلندوی کہ نام پاکش ہم مشتمل بر وصیت ونصیحت امہ میباشد۔ نہ تنہا ہمین قدر بلکہ آن نام مبارک تعلیم طریق ہائے حق جوئی وخداپژوہی وایمائی بآں نقطہ کند کہ سلوک اہل معرفت بدانجا بآخر رسد ومقام آخری خدا شناسی آں باشد۔ پس اے خدا برآں نبیٔ کریم سلام ودرود بفرست وبرآل او کہ پاکیزہ اند وبر اصحاب او کہ درمیدان روز شیران بیشۂ دغا ودرپس پردۂ شب تاریک بیداردلان رہبان نماد نجوم بزم افروز ملّت بیضا بودند۔ خدائے رحیم افسر خوشنودی برفرق ہمگنان پوشانید۔

پوشیدہ نماند کہ ایں رسالہ بیان آن بضاعت را کند کہ بطور مالِ تجارۃ از خدا برمن ارزانی شدہ و

وما نبع فی زمان ملامح السراب من عین فی سربی، بإذن مولیً مُربّی. وشرعتها یوم الخمیس وختمتها بکرة عروبة من غیر أن أکابد الصعوبة. وإنی ألّفت هذه الرسالة إتماما للحجّة، وبادرت إلیها شفقة علی الغافلین من هذه الأمّة، ومثلتُ تحنّنًا علی الضعفاء من هذه العصبة، وإنی أری فی دعوتی صلاح الرجال منهم والنسوة، ولو کانت رابعة بنسکها والعفّة. وعوّضتها عما أشاع المخالفون فی هذه الأیام، وأودعتها من نکات المعارف ودقائق

مجھ کوملی ہے۔اور بیان اس چشمہ کا ہے جو سراب کی چمک کے زمانہ میں میرے پروردگار کے اذن سے میرے دل میں سے پھوٹا اور میں نے اس کو جمعرات کے دن شروع کر کے جمعہ کی صبح پورا کر دیا بغیر اس کے جو مجھ کو کوئی تکلیف پہنچی اور میں نے اس رسالہ کو حجت کے پوری کرنے کیلئے تالیف کیا ہے۔اور اس اُمت کے غافلوں کی ہمدردی کے لئے میں نے جلدی سے یہ کام کیا اور میں خادموں کی طرح اس کام کیلئے اسلامی جماعت کے کمزوروں کے لئے کھڑا ہوا۔ کیونکہ میری دعوت کے قبول کرنے میں ان کے زن و مرد کی بھلائی ہے۔ اگرچہ اپنی عبادت اور زہد کے ساتھ رابعہ وقت ہوں۔اور یہ ان تحریروں کا بدل ہے جو ان دنوں میں مخالفوں کی طرف سے نکلیں۔اور اس میں مَیں نے عمدہ عمدہ ملّت اسلامی کے نکتے اور باریک باتیں

صحبت ازان چشمہ دارد کہ درزمان سراب نشان باذن پروردگار جہان وجہانیان از تنگ دل من در جوش آمدہ وروز پنجشنبہ شروع دران کردم۔ وپگاہ روز آدینہ بانجام رسانیدم۔ ودرایں کار ہیچ گونہ زحمتی پیش من نیامد۔ وایں رسالہ راجہت اتمام حُجت تالیف دادم وشفقت ورحمت برناداناں ایں امت رگ جانم را بحرکت آورد تا درایں امر باگام زودی رفتار نمودم۔از کمال رافت چون شاگردان ونوکران جہت ہمدردی ناتوانانِ ملّت برپا استادم چہ بہبود مردان وزنان البتہ بستہ بہ قبول دعوت من است اگرچہ کسی از قرارزہد وعبادت رابعۂ وقت ہم باشد۔ وایں رسالہ درازائی آن نوشتہ ہامی باشد کہ مخالفان امروز روز یر روئے کار آوردہ اند۔من درجُرج این رسالہ دُرہائے شاہوار نکات اسلام ولآلی مکنونہ معارف ودقائق

مـلّة الإسـلام. وهذه لهم كغواث فی لسـانيـن مـنی ومن فور محبّتی، وزاد الإنـجـليـزيّة والـفارسية عليها بعض أحبّتـی، ومـا وهـنـوا وما استقالوا بل حـفدوا إلى إسعاف مُنيتی، وكلّ هذا من ربّی كافل خُطّتی. لا رادّ لإرادته، ولا صـادّ لـمشيتـه، ولا مـانع لفضله، ولا كـافئ لنصله. ولقد كادت أنوار الإسـلام تغرب، وأنواء ه تعزب، لولا أن الـلّٰه تدارک الأمّة على رأس هذه المائة، وتلافی المحل بمزنة الرحمة والـعـاطـفة، فـاشـكـروا هـذا المولی الـمـحـسـن إن كـنـتـم مـؤمـنـيـن .

درج کی ہیں اور یہ رسالہ مخالفوں کے لئے ایک فریاد رس ہے جس کو میں نے جوش محبت سے دو زبانوں میں لکھا ہے۔ اور میرے بعض دوستوں نے فارسی انگریزی زبان کو ان پر زیادہ کیا۔ اور وہ نہ سُست ہوئے اور نہ اس کام سے معافی چاہی بلکہ میری آرزو کے پورا کرنے کے لئے دوڑے۔ اور یہ سب کچھ میرے خدا کے فضل سے ہے۔ اس کے ارادے کو کوئی ردّ نہیں کر سکتا اور اس کی مشیت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کے فضل کو کوئی منع کرنیوالا نہیں۔ اس کی تلوار کو کوئی پیچھے ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ اس امت کا صدی کے سر پر تدارک نہ کرتا اور قحط کے دنوں کی اپنی رحمت اور مہربانی سے تلافی نہ فرماتا تو اسلام کے تمام نور ڈوب چکے تھے اور دینی بارشوں کے ستارے دور چلے گئے تھے۔ سو اگر تم مومن ہو تو اس محسن آقا کا شکر کرو۔ ﴿۵﴾

درج کردم۔ فی الحقیقت این رسالہ مخالفان را بمنزلہ فریاد رسی است کہ از فرط جوش محبت در دو لسان عربی و اردو ترقیم کردم و بعضے از دوستانم لسان انگلیسی و پارسی را بر آں افزودند و کسل و جبن را بخود راہ ندادند و نہ از قبول این فرمایش پوزش نمودند بل از برائے برآوردن کام من با پائے سر بشتافتند۔ واین ہمہ از محض فضلِ پروردگار من است کسی را زہرۂ آن نہ کہ سنگے در راہ ارادہ اش گذارد و یارائی آن نہ کہ مشیت وی را دست ممانعہ در پیش آرد۔ فضل وی را کسے منع کند خیال محال است و تیغ بران وی را احدے سپر دفع پیش کند کرا مجال۔ و اگر او بر سر صد ایں امت را در نیافتی و در آوانِ قحط از رحمت و فضل تدارک مافات نہ فرمودی البتہ کشتئ اسلام در چار موجۂ فنا فرو رفتہ و تاریکی جائے نورش را گرفتہ و ستارہ ہائے باران دین بعید شدہ بود۔ پس اگر بوئے از ایمان دارید باید بہزار جان تشکر آن مولائے محسن بجا آرید۔

وإنّ رسالتی هذه قد خُصّت بقومی الذین أبوا دعوتی، وقالوا أفیکة أفّاک وحسبوها فریتی، وظنوا أنها عضیهة وهتکوا بسوء الظن عرضی وحرمتی، فألجأنی وجدی المتهالک إلی النصیحة والمواساة، واللّٰه یعلم ما فی صدور عباده وهو علیم بالنّیات، ومُطّلعٌ علی المخفیّات، وخبیر بما فی العالمین. وإنی لا أری حاجة فی هذه الرسالة إلی أن اکتب دلائل الملّة الإسلامیة، أو أُنمّق نبذًا من فضائل خیر البریة، علیه معظمات السلام والتحیة،

اور یہ میرا رسالہ میری قوم سے خاص ہے جنہوں نے میری دعوت سے انکار کیا اور یہ کہا کہ یہ ایک کذاب کا جھوٹ ہے اور میری بات کو دروغ سمجھا اور گمان کیا کہ یہ ایک بہتان ہے اور بدظنّی سے میری ہتک عزت کی پس میرے غم اور اندوہ نے جو کمال تک پہنچا ہوا ہے نصیحت اور غم خواری کی طرف مجھے تحریک کی اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی نیتوں کو جانتا اور ان کے پوشیدہ بھیدوں پر اطلاع رکھتا ہے اور وہ تمام دنیا کے حالات سے آگاہ ہے اور میں اس رسالہ میں اس بات کی طرف کچھ حاجت نہیں پاتا کہ مذہب اسلام کی حقیّت کے دلائل لکھوں یا کچھ فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کروں۔ کیونکہ اسلام وہ دین بزرگ اور سیدھا

وایں رسالہ مخصوصاً جہت قوم من است اعنی بجہت انہائے کہ دعوت مرادست ردّ بر سینہ زدند وگفتند کہ ایں دروغ وغل سازی است وگمانیدند کہ آن را از قبل نفس خود تراشیدم۔ وتار و پود لاف وگزافی چند را برہم بافیدم واز شدۂ ظن بدر پوستینم افتادند و ہر طور ممکن بود واو تحقیر وہتک آبروئی من دردادند۔ لاجرم اندوہ وغم من کہ پایانی ندارد مرا بر غمگساری و ہمدردی انہا آمادہ کرد۔ دانائی نہان وآشکار آگاہ بر آہنگ وپسیج بندہ ہائے خود می باشد وہم چنین احوال ہمہ جہان بروے پوشیدہ نیست۔ آنچہ من می بینم احتیاج ندارد۔ در این رسالہ دلائل حقیت اسلام برنگارم یا اندکے از فضائل ومزاہائے حضرت سرور کائنات را (صلی اللہ علیہ وسلم) ﴿۵﴾

فإن الإسلام دين عظيم وقويم أُودع
عجائب الآيات، ونبيّنا نبی كريم
ضُمّخ بطيب عميم من البركات،
وصيغ من نور رب الكائنات، وجاء نا
عند شيوع الضلالات، وسفر عن
مرأى وسيم، وأرج نسيم للإفاضات.
وشنّ على سرب الباطل من الغارات،
وتراءى فی صدقه كأجلى
البديهيات. وإنّه هدى قومًا كانوا لا
يرجون لقاء الرحمن، وكانوا
كأموات ما بقی فيهم روح الإيمان
والعمل والعرفان، وكانوا يعيشون
يائسين. فهداهم وهذّبهم ورفعهم و

ہے جو عجائب نشانوں سے بھرا ہوا ہے اور ہمارا نبی
وہ نبی کریم ہے جو ایسی خوشبو سے معطّر کیا گیا ہے
جو تمام مستعد طبیعتوں تک پہنچنے والی اور اپنی
برکات کے ساتھ اُن پر احاطہ کرنے والی ہے۔
وہ نبی خدا کے نور سے بنایا گیا اور ہمارے پاس
گمراہیوں کے پھیلنے کے وقت آیا اور اپنا
خوبصورت چہرہ ہم پر ظاہر کیا اور ہمیں فیض
پہنچانے کے لئے اپنی خوشبو کو پھیلایا اور اس نے
باطل پر دھاوا کیا اور اپنے تاراج سے اس کو ﴿۵﴾
غارت کر دیا اور اپنی سچائی میں اجلیٰ بدیہیات کی
طرح نمودار ہوا۔ اس نے اس قوم کو ہدایت
فرمائی جو خدا کے وصال کی اُمید نہیں رکھتے
تھے۔ اور مُردوں کی طرح تھے جن میں ایمان اور
نیک عملی اور معرفت کی روح نہ تھی اور نومیدی کی
حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ان کو
ہدایت کی اور مہذب بنایا اور معرفت کے

برشمارمی چہ اسلام آں دیانۂ بزرگ وراست است کہ جہان جہاں نشان شگرف ہمراہ دارد۔ و نبیٔ ما
آں نبی کریم وسیم ومعطر بہ عطری است کہ بمشام جان ہر فطرۂ سلیمہ مستعدہ رسد۔ وآں نبی کریم
پیرایۂ وجود از نور پروردگار پوشیدہ و در وقتے درمیانۂ ما ظہور فرمودہ کہ شب ضلالت دامان سیاہ بر
عالم فروہشتہ بود وروئے زیبائی خود را بر ما جلوہ بداد وبوئے خوش خود را مہر از حقہ بکشاد تا فیض ہا
گیریم و فائدہ ہا برداریم۔ وبیکبار بر سپاہ باطل بریخت وتارو پودش را ازاں حملہ از ہم بگسیخت و
صدق وحقیّت او بلندتر از ستیز دآویز منازع ومنازعات است زیرا کہ پر واضح واز اجلیٰ بدیہیات
است۔ آں ہادی کامل قومی را راہ حق نمود کہ نومید از لقائی حق ومردہ وار بسرمی بردند۔ و چون
کالبد بے جان تہی از روح معرفت وکردار نیک بودہ چشم امید برہم بستہ بودند۔ وبدیشان راہ نمود

اوصلهم إلى أعلى مدارج المعرفة، وكانوا من قبل يشركون ويعبدون تماثيل من الحجارة، ولا يؤمنون بالله الأحد الصمد ولا بيوم الآخرة وكانوا يعكفون على الأصنام، ويعزون إليها كل ما هو قدر الله الحكيم العلّام، حتى عزوا إليها إنزال المطر من الغمام، وإخراج الثمار من الأكمام، وخلق الأجنّة فى الأرحام، وكل أمر الحياة والحمام. وكان يعتقد كل منهم وثنه معوانا، وعند النوائب مستعانا، وعند الأعمال ديّانا. وكانَ كل منهم يُهرع إلى تلك الحجارة حريصًا، ويحفد إليها

اعلیٰ درجوں تک پہنچایا۔ اور اس سے پہلے وہ شرک کرتے اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے اور خدائے واحد اور قیامت پر ان کو ایمان نہ تھا اور وہ بتوں پر گرے ہوئے تھے اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو بتوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مینہ کا برسانا اور پھلوں کا نکالنا اور بچوں کو رحموں میں پیدا کرنا اور ہر ایک امر جو موت اور زندگی کے متعلق تھا تمام یہ امور بتوں کی طرف منسوب کر رکھے تھے اور ہر ایک ان میں سے اعتقاد رکھتا تھا کہ اس کا ایک بڑا بھارا مددگار بت ہی ہے جس کی وہ پوجا کرتا اور وہی بت مصیبتوں کے وقت اس کی مدد کرتا ہے اور عملوں کے وقت اس کو جزا دیتا ہے اور ہر ایک اُن میں سے اُن ہی پتھروں کی طرف دوڑتا تھا اور

و از تہذیب بر کمال مدارج معرفت رسانید۔ و پیش ازان وقت مشرک بودند۔ و بُت ہا را می پرستیدند و با خدائے یگانۂ بے نیاز و روز پسین ایمان نداشتند۔ و بر پرستش بُت ہا نگون افتادہ بودند و قدرت ہائے یزدان را نسبت بہ بُتان میدادند۔ چنانچہ فرود آوردن باران و برون دادن برد بار را از آستین شاخہا و آفریدن بچہ ہا را در شکم و ہر امر مرگ و زیست را منسوب بہ بُت ہا می کردند۔ و ہر تنے از انہا بت خود را یار و در ہنگام بلا ہا یاور و سازگار و پاداش دہندہ کار گمان می برد۔ نادانان بجان و دل بسوئے بتان مے دویدند و روئے فریاد و نیاز با نہا می آوردند۔ غرض ہمچنین از

مستغيثا. وكذالك تركوا ضوء النهار واتخذوا الليل مقامًا، وأدلج كلّ فيه وأحبّوا ظلامًا. وكانوا يهتزّون بها هزّة من فاز بالمرام، أو كمن أكثبه قنص فأخذه من غير رمى السهام، وكانوا قد علق بقلبهم أنهم يُعطَوْن كلّ مرادهم من الأصنام، وحسبوا أن اللّٰه منزّه عن تلك الاهتمام، وزعموا أنه أعطى لآلهتهم قوة وقدرة فى عالم الأرواح والأجسام، وكساهم رداء الُوهيّته

اُن ہی کے آگے فریاد کرتا تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے روشنی کو چھوڑا رات کو اپنا قیام گاہ بنایا اور اندھیرے سے پیار کر کے رات میں داخل ہوئے اور بتوں کے ساتھ وہ لوگ ایسے خوش ہوتے تھے جیسا کہ کوئی ایک مراد پا کر خوش ہوتا ہے یا جیسا کہ وہ شخص خوش ہوتا ہے جس کے قابو میں آسانی سے جنگلی شکار چڑھ جاتا ہے اور بغیر تیر مارنے کے پکڑا جاتا ہے۔ اوران کے دل میں یہ ذہن نشین تھا کہ ان کے بت تمام مُرادیں ان کی دے سکتے ہیں اور وہ لوگ خیال کرتے تھے کہ خداتعالیٰ ان تکالیف سے کہ کسی کو مراد دیوے اور کسی کو پکڑے پاک اور منزّہ ہے اوراس نے یہ تمام قوتیں اور قدرتیں جو عالم ارواح اور اجسام کے متعلق ہیں اُن کے بتوں کو دے رکھی ہیں اور عزت بخشی کے ساتھ الوہیّت کی چادر

ساحت روز روشن برون رفتند و در کنج تنگ و تار شب جا گرفتند۔ و با بتان آنچنان خرم و شاد می زیستند کہ شخصے کہ کام جانش در کنار آمد یا مانند کسے کہ نخچیرے آسان در چنبر او افتاد و بے انداختن تیرے بر او دست یافت۔ یقین انہا بود کہ بت ہا توانائے ہر چہ تمامتر بر برآوردن ہرگونہ کام دارند و خدا را از این چپقلش و دار و گیر کہ کسے را کام روا کند و کسے را بگیرد برتر و بلندی می پنداشتند۔ وگمان داشتند کہ خدا ہمہ قدرت وقوت کہ تعلق بعالم اجسام و ارواح دارد بت ہا را سپردہ و از راہ آبرو افزائی و بندہ پروری دیہیم و افسر الوہیت بر فرق انہا نہادہ۔

بـالإعـزاز والإكـرام، وهـو مستريح علـى عـرشه وفارغ من هذه المهام. وهـم يشـفـعـون عبدتهم ويُنجّون من الآلام، ويُقـرّبـون إلـى الـلّـه زُلفى ويُعطون مقصد المستهام. وكانوا مع تـلـك العقائد يعملون السيئات وبها يتـفـاخـرون، ويـزنون ويسـرقون، ويأكلون أموال اليتامى من غير الحق ويـظـلـمـون، ويسـفـكـون الـدمـاء ويـنهبـون، ويـقتلون نفوسا زكيّة ولا يـخافون. وما كان جريمة إلّا فعلوها، ومـا مـن آلهة بـاطـلـة إلّا عبـدوهـا. أضـاعـوا آداب الإنسـانية، و

اُن کو پہنا دی ہے اور خدا عرش پر آرام کر رہا ہے اور اِن بکھیڑوں سے الگ ہے اور اُن کے بُت اُن کی شفاعت کرتے اور دردوں سے نجات دیتے ہیں اور خدا کا قرب اُن کے ذریعہ سے میسر آتا ہے اور سرگرداں لوگوں کو اُن کے مقاصد تک پہنچاتے ہیں اور باوجود اِن عقیدوں کے پھر بدکاریاں کرتے تھے اور ان کے ساتھ فخر کرتے تھے اور زنا کرتے اور چوری کرتے اور یتیموں کا ناحق مال کھاتے اور ظلم کرتے اور خون کرتے اور لوگوں کو لوٹتے اور بچّوں کو قتل کرتے اور ذرہ نہ ڈرتے اور کوئی گناہ نہ تھا جو انہوں نے نہ کیا اور کوئی جھوٹا معبود نہ تھا جس کی پوجا نہ کی۔ انسانیت کے ادبوں کو ضائع کیا اور

وخودش آرام و بیکار دست برزنخ بالائے عرش قرار گرفتہ دامن بر این ہمہ دردسرہا برافشاندہ۔ بت ہا ہرچہ خواہند کنند شفیع می شوند و از ہر رنج و الم رستگاری می بخشند۔ نزدیک خدا می سازند و آشفتہ حالان نامراد را بر مراد می رسانند۔ و با ایں معتقدات ہر نوع کار بدے کردند و ناز بران داشتند۔ زنا می کردند۔ دزدی می کردند و بیدادی کردند و بناحق مال یتیمان می خوردند و خون ناحق می ریختند و راہ ہا می بریدند و بچہ ہا را می کشتند و ہیچ باک و ہراس نداشتند۔ گناہی نہ کہ در کردن آں بر کمال نہ رسیدند و معبودی باطل نہ کہ آنرا نہ پرستیدند۔ آداب انسانی از دست دادہ

زایلوا طرق أخلاق الإنسيّة، وصاروا كالوحوش البريّة، حتى أكلوا لحم الأبناء والإخوان، وخضموا كل جيفة وشربوا الدماء كالألبان، وجاوزوا الحد فى المنكرات وأنواع الشقا، وفعلوا ما شاء وا كأوابد الفلا، ولم يزل شعراؤهم يلوكون أعراض النساء ، وأمراء هم يداومون على الخمر والقمار والجفاء. وكانوا إذا بخلوا يتلفون حقوق الإخوان واليتامٰى والضعفاء ، وإذا أنفقوا فينفقون أموالهم فى البطر والإسراف والرياء واستيفاء الأهواء. وكانوا

انسانی خُلقوں سے دور جا پڑے اور وحشی جانوروں کی طرح ہوگئے یہاں تک کہ بیٹوں اور بھائیوں کے گوشت کھائے اور ہر ایک مُردار کو بتمام تر حرص کھایا۔ اور خون کو یوں پیا جیسا کہ دودھ پیا جاتا ہے اور بدکاریوں اور خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں میں حد سے گزر گئے اور جنگلی حیوانوں کی طرح جو کچھ چاہا کیا اور ہمیشہ اُن کے شاعر دریدہ دہنی سے عورتوں کی بے عزتی کرتے اور اُن کے امراء کا شغل قمار بازی اور شراب اور بدی تھی اور جب بخل کرتے تھے تو بھائیوں اور یتیموں اور غریبوں کا حق تلف کر دیتے تھے اور جب مالوں کو خرچ کرتے تھے تو عیاشی اور فضول خرچی اور زنا کاری اور نفسانی ہوا اور ہوس کے پوری کرنے میں خرچ کرتے اور نفس پرستی

واز اخلاق نیک بمراحل دور افتادہ۔ سراپا چوں دد و دام گردیدہ و گوشت برادران و پسران را گوارا و نوش جان دیدہ۔ ہر گونہ مردارے را با آز بسیار میخوردند و خون را چون شیر می آشامیدند۔ در بدکرداریہا و سیاہ کاریہا پا از پایان برون کشیدہ بودند۔ و چوں دوان بیشہ ہر چہ خواستند کردند۔ و شاعران انہا از ہرزہ سرائی و دریدہ دہنی در پوستین زنان می افتادند۔ و توانگران و دارندگان بر قمار بازی و مے خواری و بدی ستیزہ کاری سر فرود آوردہ بودند۔ اگر بخل ورزیدند تلف ساختن حقوق برادران و یتیمان و کمزوران را بموی نہ گرفتند۔ و چوں برصرف مال دست کشادند دادتن پروری و کامرانی و اسراف و ریاء در دادند۔ و بچہ ہا را

يقتلون أولادهم خوفا من الإملاق والخصاصة، ويقتلون بناتهم عارًا من أن يكون لهم ختن من شركاء القبيلة. ﴿۶﴾
وكذلك كانوا يجمعون فی أنفسهم أخلاقا رديّة،وخصالا رذيلة مهلكة، حتی كثر فيهم حزب المقرفين الزنيمين، وعاهرات متخذات أخدانا والزانين. والذين كانوا يُخالفون آثار مهيعهم فكانوا يخافون عند نصحهم علی عرضهم ونفسهم وأهل مربعهم. فالحاصل أن العرب كان قوم لم يواجهوا فی مدة عمرهم تلقاء الواعظين، وكانوا لايدرون

کوانتہا تک پہنچاتے تھے۔اوروہ لوگ اپنی اولاد کودرویشی اورتنگ دستی کے خوف سے قتل کردیا کرتے تھے اور بیٹیوں کواس عار سے قتل کرتے تھے کہ تا شرکاء میں سے ان کا کوئی داماد نہ ہواور اسی طرح انہوں نے اپنے اندر اخلاق ردیہ اور رذیل خصلتیں جمع کررکھی تھیں۔یہاں تک کہ اُن میں ایک جماعت بداصلوں اور ولدالحراموں کی ہوگئی تھی اور عورتیں زانیہ آشناؤں سے تعلق رکھنے والیں اورمرد زانی پیدا ہوگئے تھے اور جولوگ اُن کی راہ کے مخالف ہوتے تھے وہ نصیحت دینے کے وقت اپنی عزت اورجان اورگھر کی نسبت خوف کرتے تھے۔غرض عرب کے لوگ ایک ایسی قوم تھی جن کوکبھی واعظوں کے وعظ سننے کا اتفاق نہ ہوا اورنہیں جانتے تھے کہ پرہیز گاری اور پرہیز گاروں کی

از بیم گرسنگی و ناداری می کشتند ۔ ودختران را از ننگ آں کہ نباید از دودمان کسے بدامادی سربلندی بکند برخاک ہلاک می نشاندند ۔ وہمچنین روشہائے ناپسندیدہ وخوہائے نکوہیدہ در خود گرد آوردہ بودند ۔ تا اینکہ درانہا گروہے بسیار از حرام زادہ ہائے بدنژاد وزنان لولی نہاد کہ درنہان باآشنایان درمے آمیختند پدیدار گشتند ۔ وآنانکہ خلاف راہ آن بدسرشتان رفتارمے کردند ہموارہ وقت اندرز وپند بر جان و مال واہل وآبرو می لرزیدند ۔ خلاصہ عرب گروہے بودند کہ ہرگز اتفاق نیفتادہ بود پند اندرز گوئی را گوش بکنند ۔ وبکلی بے خبر ﴿۶﴾

ما التقى وما خصال المتقين، وما كان فيهم من كان صادقا فى الكلام غير جافٍ عند فصل الخصام. فبينما هم فى تلك الأحوال وأنواع الضلال والفساد فى الأقوال والأعمال والأفعال. اذ بُعث فيهم رسولٌ مّن أنفسهم فى بطن مكة، وكانوا لا يعلمون الرسالة والنبوة وما بلغهم رس من أخبارها وما دروا هٰذه الحقيقة، فأبوا وعصوا وكانوا على كفرهم وفسقهم مصرّين. وحمل رسول الله صلّى الله عليه وسلم كل جفائهم وصبر على إيذائهم، ودفع السيئات بالحسنة، والبغض بالمحبة، ووافاهم كالمحبّين

خصلتیں کیا چیز ہیں۔ اور اُن میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جو کلام میں صادق اور فیصلہ مقدمات میں متّصف ہو۔ پس اسی زمانہ میں جب کہ وہ لوگ ان حالات اور ان فسادوں میں مبتلا تھے اور ان کا تمام قول اور فعل فساد سے بھرا ہوا تھا۔ خداتعالیٰ نے مکہ میں سے اُن کیلئے رسول پیدا کیا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ رسالت اور نبوت کیا چیز ہے اور اس حقیقت کی کچھ بھی خبر نہ تھی پس انکار اور نافرمانی کی اور اپنے کفر اور فسق پر اصرار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہر ایک جفا کی برداشت کی اور ایذا پر صبر کیا اور بدی کو نیکی کے ساتھ اور بغض کو محبت کے ساتھ ٹال دیا اور غمخواروں اور محبوں کی طرح اُن کے ﴿۶﴾

ازین کہ پرہیز گاری وخوہائے پرہیز گاران کدام چیزے می باشد۔ درمیانۂ اُنہا کسے راست گفتار و در وقت بر پاشدن قضیہ ہا نصفت کار و نیک کردار نبود۔ در اثنائے این حال کہ در بدگفتاری و بدکرداری و کجرہ روی نوبت انہا بدینجا رسیدہ بود کہ پیغمبری ازیشاں در مکۂ مکرمہ ظہور فرمود و ایشان قبل ازان از رسالت و نبوت آگاہ و گاہے پیٔ بہ کنہ آن نبردہ بودند۔ پس نتیجہ آں بود کہ گردن کشیدند و بر کفر و بدکاری اصرار ور زیدند۔ و رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر گونہ آزار را ز اُنہا برداشت و ہرگز نا شکیبائی را بخود راہ نداد و بدی را بانیکی ودشمنی را بادوستی پاداش میفرمود وچون یاران غمگسار باانہا رفتاری نمود

المواسين. وطالما سلك في سِكك مكة كوحيد طريد، وتصدّى بقوة النبوة لكل عذاب شديد، وكان يُقبل على الله كل ليلة، ويسأل الله انفتاح عيونهم ونزول فضل ورحمة، حتى استجيب الدعوات، وضاع مسكها وتوالى النفحات. ونزل أمر مقلّب القلوب، وأوتوا قوة من مُعطى الحب وزارع الحبوب، فبُدّلت الأرض غير الأرض بحكم حضرة الكبرياء وجُذبت النفوس إلى الدّاعي المبارك وسمع نداءه قلوب السعداء، وأفضى إلى مقتله كل رشيد

پاس آیا اور ایک مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے اور ردّ شدہ انسان کی طرح مکہ کی گلیوں میں پھرتے رہے اور قوت نبوّت سے ہر ایک عذاب کا مقابلہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ رات کو اٹھ کر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے اور خدا تعالیٰ سے ان کی بینائی اور فضل اور رحمت چاہتے ۔ یہاں تک کہ دعائیں قبول کی گئیں اور ان کی کستوری کی خوشبو پھیلی اور خوشبوئیں پے در پے پھیلنی شروع ہوئیں اور دلوں کے بدلنے والے کا حکم نازل ہوا اور اُس ذات سے اُن کو قوت عطا ہوئی جو محبت کو عطا کرتا اور دانوں کو اگاتا ہے۔ سو حکم الٰہی سے زمین بدلائی گئی اور آواز دینے والے بابرکت کی طرف دل کھینچے گئے اور ہر ایک رشید اپنے قتل گاہ کی طرف صدق اور وفا سے

وتا زمانی دراز در کوچہ ہائے مکہ چون شخصے بے یار و یاوری راندہ شدہ گردش می کرد و با تاب وتوان نبوت ہر رنجے سخت را بر خود آسان میگرفت ۔ و شب را رو بخدا می آورد و از وی بزاری و گریہ میخواست کہ دیدۂ انہا را بکشاید و در فضل و رحمت بر روئے اُنہا باز نماید ۔ تا آنکہ نیاز و گدازش پذیرفتہ شد و بوئی مشک آسایش و میدن و بمغز جانہا پیاپیَ رسیدن گرفت ۔ و از طرف گردانندۂ دلہا فرمان نازل شد و بخشندۂ مہر و محبت و نشانندہ دانہ ہا توانائی باوشان بخشید ۔ پس باذن الٰہی انقلاب شگرفی پیدا و آن زمین بزمینے دیگر عوض شد ۔ دلہا بسوئے آواز دہندۂ فرخندہ پے کشیدہ شد ۔ و ہمہ نیک نہادان فرخ نزاد از صدق و وفا بسوئے

من الصدق والوفاء. وجاهدوا بأموالهم وأنفسهم لابتغاء مرضاة اللّٰہ الرحمٰن، وقضوا نحبهم للّٰه الرحمٰن، وذُبحوا له ككبش القربان. وشهدوا بإهراق دمائهم أنهم قوم صادقون، وأثبتوا بأعمالهم أنهم للّٰه مخلصون. وكانوا فی زمن كفرهم أساریٰ فی سجن الظلام، فنُوِّروا بعد إجابة دعوة الإسلام، وبدّل اللّٰه سیئاتهم بالحسنات، وشرورهم بالخیرات، فبدّل غبوقهم بصلاة آناء اللیل والتضرّعات، وصبوحهم بصلٰوة الصبح والتسبیحات

نکل آیا اور انہوں نے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کوششیں کیں اور اپنی جان فشانی کی نذروں کو پورا کیا اور اس کے لئے یوں ذبح کئے گئے جیسا کہ قربانی کا بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے خونوں سے گواہی دیدی کہ وہ ایک سچی قوم ہے اور اپنے اعمال سے ثابت کر دیا کہ وہ لوگ خدا کی راہ میں مخلص ہیں اور زمانہ کفر میں وہ لوگ تاریکی کے زنداں میں قید تھے سو اسلام کے قبول کرنے نے اُن کو منوّر کر دیا اور ان کی بدیوں کو نیکی کے ساتھ اور اُن کی شرارتوں کو بھلائی کے ساتھ بدل دیا اور اُن کی شراب شب اَنگاہی کو رات کی نماز اور رات کے تضرّعات کے ساتھ بدل ڈالا اور اُن کی بامدادی شراب کو صبح کی نماز اور تسبیح اور

کشتن گاہ خویش بدویدند و برائے خوشنودئ یزدان ہر چہ از مال و جان در دست داشتند بکوشیدند۔ جان را در راہ خدا دادند و چوں گوسپند قربان سر بر کارد جفا نہادند۔ واز ریختن خون خود و با کردار ہائی پسندیدہ گواہی بر صدق و سدادادا ساختند و مہری بر وفا و وداد کردند۔ حال آنکہ در ہنگام کفر در زندان تاریکی گرفتار بودند۔ ولے پس از گرویدن باسلام بیک ناگاہ ہمہ نور گردیدند۔ خدائے رحیم بدی شان را بہ نیکی و شر را بہ خیر بدل کرد۔ و مئے شب انگاہی شان بہ نماز شب و صبوح ایشان را بہ نماز صبح و استغفار

والاستغفارات، وبذلوا أموالهم وأنفسهم بسبل الرحمٰن بطيب الجنان، عندما ثبت لهم صدق الرسول بكمال الإيقان. فإذا رأوا الحق فأتموا جهدهم فی استبراء زند الإيمان، وبلوا أنفسهم لاستشفاف فِرِند الاستيقان. فهذا هو الأمر الذی شجّعهم وحدّ مداهم، ثم أشاد لهم ذكرىٰ هم وأحسن عقباهم. وهذا هو السمح الذی حبّب إلی الخلائق خلائقهم، وأری كنشر المسك المفتوت حقائقهم. وهذا هو سبب اجتراء جنانهم،

استغفار کے ساتھ مبدّل کر دیا اور انہوں نے یقین کامل کے بعد اپنے مالوں اور جانوں کو خدا تعالیٰ کی راہوں میں بخوشی خاطر خرچ کیا اور جب انہوں نے حق کو دیکھ لیا پس اپنی کوششوں کو ایمان کے چقماق میں سے آگ نکالنے میں کمال تک پہنچایا۔ اور اپنی جانوں کو اس لئے کہ تا یقین کی تلوار کے جوہر کو خوب غور اور تامل کے ساتھ دیکھیں آزمائش میں ڈالا۔ پس یہی وہ امر ہے جس نے اُن کو بہادر کر دیا اور اُن کی کاردوں کو تیز کیا پھر اُن کے ذکر کو بلند کیا اور اُن کا انجام بخیر کیا۔ اور یہ وہی جوانمردی ہے جس نے لوگوں کے دلوں میں اُن کی فطرت کو محبوب بنایا اور اس کستوری کی خوشبو کی طرح جو پیسی جائے ان کی باطنی حقیقتوں کو دکھلایا اور یہی سبب اُن کے دل کی دلیری اور

عوض فرمود۔ وچون حق را دیدند کوشش ہرچہ تمامتر بجا آوردند تا آتش از چقماق ایمان بیروں آرند۔ وروان خود را در کورۂ بلا ہا انداختند تا جوہر تیغ یقین را چنانچہ باید وشاید ملاحظہ نمایند۔ ہمیں امریست کہ اوشان را دلیر وکاردشان را تیز گردانید ویادونام شان را براوج چرخ برین رسانید وامر اوشان را بحسن خاتمت کشانید۔ واز ہمیں مردمی است کہ طبیعت ہا شان محبوب مردم شدو مانند بوئے مشک سودہ حقیقت ہا شاں را بر عالم منتشر فرمود۔ جرأت دل وروانیٔ زبان

وانصلات لسانهم، وقوة ايمانهم، وعلو عرفانهم، ولأجل ذلک أهرقوا نفوسهم محبّةً وودادًا، حتّٰی عاد جمرها رمادًا، واتقدوا بحب الله اتقادًا، واعدّوا النفوس بسبله إعدادًا. وصارت المصائب عليهم كالبرد والسلام، ونسوا تكاليف الحرّ والضرام. ومن نظر فی أنهم كيف تركوا مراتعهم الأولی، وكيف جابوا بِيد الأهواء ووصلوا المولَی، وكيف بُدّلوا وغُيّروا، وطُهّروا ومُحّصوا، علم باليقين أنه ما كان إلّا أثر القوة القدسية المحمّدية. وبه اصطفاهم الله

زبان کی روانگی اور ایمان کی قوت اور بلندی معرفت کا ہے اور اسی لئے انہوں نے اپنی جانوں کو محبت میں جلایا یہاں تک کہ اُن کا کوئلہ راکھ کی طرح ہو گیا اور خدا تعالیٰ کی محبت میں افروختہ ہو گیا اور اُس کی راہوں کے لئے خوب تیاری کی اور مصیبتیں اُن کے لئے سلامتی اور ٹھنڈک ہو گئیں اور گرمی اور آگ کی تیزی کو انہوں نے بھلا دیا۔ اور جو شخص اِس بات کو غور کی نظر سے دیکھے کہ انہوں نے اپنی پہلی چراگاہوں کو کیونکر چھوڑ دیا اور کیونکر وہ ہوا و ہوس کے جنگل کو کاٹ کر اپنے مولا کو جا ملے تو ایسا شخص یقین سے جان لے گا کہ وہ تمام قوتِ قدسیہ محمدیہ کا اثر تھا۔ وہ رسول جس کو خدا نے برگزیدہ کیا

و بلندیٔ معرفت وقوۃ ایمان را موجب ہمین است کہ جان خود را از آتشِ محبت سوختند تا آنکہ زغالش خاکستر گردید و بہ حبّ الٰہی برافروختند و در راہ خدا جان شان را بخوبی ساز دادند۔ نار مصائب برایشان خنک وسلامت گردید۔ و زبانۂ آتش وگرمی اش را فراموش ساختند۔ ہرکہ نگاہ کند کہ چگونہ اوشان چراگاہ ہائے مالوفۂ خود را ترک گفتند۔ و چہ بیابانہائی ہوا وآز را پے سپار کردہ بآقائے خود رسیدند۔ و چہ قسم تبدل وتغیر و پاکیزگی وطہارت درایشان راہ یافت۔ او بہ یقین بداند کہ این ہمہ از اثر قوۂ قدسیہ محمدیہ بودہ است آن رسول کہ خدا اورا برگزید

وأقبل عليهم بالتفضلات الأزليّة. وإن الصحابة أُخِذوا بهذا الأثر من تحت الثرى ورُفِعوا إلى سمك السماء، ونُقِلوا درجة بعد درجة إلى مقام الاجتباء والاصطفاء. وقد وجدهم النبی كعجماوات لايعلمون شيئا من تهذيب وتقاةٍ ولا يُفرّقون بين صلاح وهنات، فعلّمهم أوّلا آداب الإنسانية بالاستيفاء، ﴿٧﴾ وفصّل لهم طرق التمدّن والثواء والطهارة والاستنان والسواك والخلالة بعد الضحاء والعشاء، والاستنتار عند البول والاستبراء

اورعنایات ازلیہ کے ساتھ اُس کی طرف توجّہ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کو سوچ کہ صحابہ زمین کے نیچے سے لئے گئے اور آسمان کی بلندی تک پہنچائے گئے اور درجہ بدرجہ برگزیدگی کے مقام تک منتقل کئے گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو چار پایوں کی مانند پایا کہ وہ توحید اور پرہیزگاری میں سے کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور نیکی بدی میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انسانیت کے آداب سکھلائے۔ اور تمدن اور بودوباش کی راہوں پر مفصل مطلع کیا اور اُن کے لئے پاکیزگی کے طریقوں اور دانتوں کو صاف کرنا اور مسواک کرنا اور خلال بعد طعام چاشت و طعام شب کرنا اور بول کر کے جلدی سے نہ اٹھنا بلکہ بقیہ قطرات

وباران رحمت وفضل بے اندازہ برسرش بارید۔ اثر آں قوۂ قدسیہ رابدقت نظر بہ بیں کہ صحابہ راز زیرطبقاتِ زمین بکشید و براوج فلک رسانید۔ و بآخر تدریجاً خلعتِ برگزیدگی براوشاں پوشانید۔ آن نبی کریم اوشان راچون مواشی دید کہ ازراہ توحید و پرہیزگاری ہیچ آگاہی نداشتند و نیک راز بدنمی شناختند۔ لہٰذا اولاً بایشان آداب انسانیت چنانچہ شاید بیاموخت وطریق تمدن و معاشرت مفصلاً تعلیم فرمود ازقبیل طہارت و پاک کردن دندان ومسواک کردن و بعد طعام چاشت وشب خلال کردن۔ وپس از بول زود بر پانشدن بل بگذاشتن تا بقیہ قطرہ ہا نجوشد و باصفائی ہر چہ

عـنـد الاستـنجاء ، وقوانين المعاشرة
والمدنيّة والأكل والشرب والكسوة
والمداواة والاحتماء ، وأصول رعاية
الـصـحة والاتـقـاء من أسباب الوباء،
وهـداهـم إلـى الاعتـدال فى جميع
الأحـوال والأنجاء. ثم إذا مرنوا عليها
فـنـقـلهـم من التطهيرات الجسمانية
إلـى التـحـلّـى بـالأخلاق الفاضلة
الـروحـانية، والـخـصـال الـمـرضية
المحمودة الإيمانية. ثم إذا رأى أنهم
رسـخـوا فـى مـحـاسـن الـخصال،
وكـانـت لهـم مـلكة فى إصدار
الأخـلاق المرضية على وجه الكمال،
فدعاهم إلى سرادق القرب والوصال.

کو نکالنا تا کپڑا ناپاک نہ ہو اور تمام تر صفائی سے
استنجا کرنا اور معاشرت اور تمدن اور کھانے پینے
اور لباس اور علاج اور پرہیز اور اصول رعایت
صحت اور اسباب وبا سے پرہیز کے قوانین ظاہر
فرمائے اور تمام صورتوں میں اعتدال کی
وصیت فرمائی ۔ پھر جب جسمانی آداب سے
خو پذیر ہو گئے تو جسمانی پاکیوں سے منتقل
کر کے اخلاق فاضلہ رُوحانیہ اور خصال ایمانیہ
کی طرف کھینچا تا ان کے ذریعہ سے روحانی
پاکیزگی حاصل ہو۔ پھر جب دیکھا کہ وہ لوگ
نیک خصلتوں میں پختہ ہو گئے اور اچھے خلقوں
کے صادر کرنے کا اُن کو ملکہ ہو گیا پس ان کو
قرب اور وصال کے سرادق کی طرف بُلایا

تمام تر استنجا کردن ۔ خلاصہ ہمہ قوانین معاشرت وتمدن را مثل خوردن ونوشیدن وچارہ و
پرہیز واصول حفظ صحہ واسباب صیانت از وباہا تشریح وتفصیل فرمود ۔ ودر ہمہ چیزہا امر بہ میانہ
روی کرد ۔ وچون دید کہ اوشان مشق رعایت آداب جسمانی بہم رسانیدند ۔ باز اوشان را ﴿۷﴾
بسوئے اخلاق فاضلہ وخصال ایمانیہ رہبری کرد ۔ وچون دید کہ اوشان را در خصال نیک گامے
استوار و سوادے تمام دست بداد باز اوشاں را بسوئے سراپردہ ہائے قرب ووصال بخواند

وعلّمهم المعارف الإلهية، ووقم أعنّتهم إلى حضرة العزّة والجلال، ليترعواؒ☆ من حدائق القرب لعاع الحب ويكون لهم عند اللّٰه زلفٰى وصدق الحال.

فالغرض أن تعليم كتاب اللّٰه الأحكم ورسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان منقسما على ثلاثة أقسام . الأوّل أن يجعل الوحوش أناسًا، ويعلّمهم آداب الإنسانية ويهب لهم مدارك وحواسًا. والثانی أن يجعلهم بعد الإنسانية أكمل الناس فی محاسن الأخلاق. والثالث أن يرفعهم من مقام الأخلاق إلى ذریٰ مرتبة حُبّ الخلّاق،

اور معارف الٰہیہ ان کو سکھلائے اور حضرت عزت اور جلال کی طرف اُن کی باگیں پھیریں تا وہ قرب کے سبزہ گاہوں سے محبت کا سبزہ چگیں اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک اُن کو مقام قرب اور صدق حال میسر آوے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تین قسم پر منقسم تھی ۔ پہلی یہ کہ وحشیوں کو انسان بنایا جائے اور انسانی آداب اور حواس اُن کو عطا کئے جائیں اور دوسری یہ کہ انسانیت سے ترقی دے کر اخلاق کاملہ کے درجے تک اُن کو پہنچایا جائے اور تیسری یہ کہ اخلاق کے مقام سے اُن کو اُٹھا کر محبت الٰہی کے مرتبہ تک پہنچایا جائے

ومعارف الٰہیہ بدیشان بیاموخت و زمام شان را بہ حضرت عزت وجلال بکشید۔تا اوشاں ازمرغزار ہائے قرب سبزۂ محبت رابچرند و درنزدیکی خدامقام قرب وصدق حال شاں میسر آمد۔

خلاصہ تعلیم قرآن حکیم وہدایت رسول کریم سہ نوع بودہ است۔ اولاً آنکہ وحوش و انعام را انسان بسازد و جمیع آداب انسانیت بیاموزد و حواس کاملۂ آدمیت عطابفرماید۔ ثانیاً آنکہ بعد انسانیت اوشاں را از رُوئی محاسن اخلاق کامل ترین مردم نماید۔ و ثالثاً آنکہ از مقام اخلاق برگرفتہ تا کنگرۂ حبِّ خلّاق برساند و

☆ایڈیشن اول میں سہو کتابت ہے۔صحیح ’’ليرتعوا‘‘ ہے۔ترجمہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔(ناشر)

ویوصل إلی منزل القرب والرضاء والمعیة والفناء والذوبان والمحویّة، أعنی إلی مقام ینعدم فیه أثر الوجود والاختیار، ویبقی اللّٰہ وحده کما هو یبقی بعد فناء هذا العالم بذاته القهّار. فهذه آخر المقامات للسالکین والسالکات، وإلیه تنتهی مطایا الریاضات، وفیه یختتم سلوک الولایات. وهو المراد من الاستقامة فی دعاء سورة الفاتحة، وکل ما یتضرم من أهواء النفس الأمّارة فتذوب فی هذا المقام بحکم اللّٰہ ذی الجبروت والعزّة، فتفتح البلدة کلها

اور یہ کہ قرب اور رضا اور معیت اور فنا اور محویت کے مقام اُن کو عطا ہوں یعنی وہ مقام جس میں وجود اور اختیار کا نشان باقی نہیں رہتا اور خدا اکیلا باقی رہ جاتا ہے جیسا کہ وہ اس عالم کے فنا کے بعد اپنی ذات قہّار کے ساتھ باقی رہے گا۔ پس یہ سالکوں کے لئے کیا مرد اور کیا عورت آخری مقام ہے اور ریاضتوں کے تمام مَرکب اِسی پر جا کر ٹھہر جاتے ہیں اور اِسی میں اولیاء کے ولایتوں کے سلوک ختم ہوتے ہیں۔ اور وہ استقامت جس کا ذکر سورۃ فاتحہ کی دعا میں ہے اس سے مراد یہی مرتبہ سلوک ہے۔ اور نفس امّارہ کی جس قدر ہوا و ہوس بھڑکتی ہے وہ اسی مقام میں خدائے ذوالجبروت والعزّت کے حکم سے گداز ہوتی ہے۔ پس تمام شہر

درمنزل قرب و رضا و معیت و فنا و گدازش و محویت بار بہ بخشد و آن مقامے است کہ آنجا از وجود و اختیار نامے نماند و آن خدائے یگانہ باقی می باشد ہمچنان کہ او بعد از فنائے این عالم با ذات برتر خویش باقی باشد۔ ایں مقام برائے سالکان از مرد و زن مقام آخرین است و مرکبہائے ریاضات ہمیں جا بآخر رسد و سلوک ولایت جملہ اولیا تا بدینجا منتہی شود و ہمین است غرض از استقامتے کہ در سورۂ فاتحہ مذکور و مطلوب است۔ و ہر چہ از آتش ہوائے نفسِ امّارہ سر بالا کشد ہمیں جا بحکم خدائے بزرگ و برتر کشتہ و برباد فنا رود۔ پس شہر بکلی مفتوح شود

ولا تبقى الضوضاة لعامة الأهواء. ويُقال لمن الملك اليوم. لله ذى المجد والكبرياء. وأمّا مرتبة الأخلاق الفاضلة والخصال الحسنة المحمودة، فلا أمن فيها من الأعداء عند الغفلة، فإن لأهل الأخلاق تبقىٰ حصون يتعذّر عليهم فتحها، ويُخاف عليهم صول الأمّارة إذا ضرم لتحها، ولا تصفوا أيام أهلها من النقع الثائر، ولا يُؤمّنون من السهم العائر.

فالحاصل أن هذه تعاليم الفرقان، وبها استدارت دائرة تكميل نوع الإنسان،

فتح ہو جاتا ہے اور ہوا وہوس کے عوام کا شور باقی نہیں رہتا اور کہا جاتا ہے کہ آج کس کا ملک ہے اور یہ جواب ہوتا ہے کہ خدائے ذوالمجد والکبریا کا۔ مگر جو مرتبہ اخلاق فاضلہ اور نیک خصلتوں کا ہے اُس میں غفلت کے وقت دشمنوں سے امن نہیں ہے کیونکہ جن لوگوں کا سلوک اخلاق تک ہی محدود ہوتا ہے ان کیلئے ابھی ایسے قلعے باقی ہوتے ہیں جن کا فتح کرنا مشکل ہوتا ہے اوران کی نسبت یہ اندیشہ دامنگیر رہتا ہے کہ نفس امارہ اپنی بھوک کے بھڑکنے کے وقت حملہ نہ کرے اور جو شخص صرف اخلاق تک ہی اپنا کمال رکھتا ہے اس کی زندگی کے دن گرد وغبار سے پاک نہیں رہ سکتے اور ایسے لوگ ہوائی تیروں سے امن میں نہیں رہ سکتے۔

پس حاصل کلام یہ ہے کہ یہ جو ہم نے بیان کیا ہے یہ قرآن شریف کی تعلیمیں ہیں اور انہی تعلیموں کے ساتھ انسان کی تکمیل علمی اور عملی کا دائرہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے ۔

وعوام ہوا وہوس را سر فتنہ وشورش کوفتہ گردد وآن وقت گفتہ شود کہ امروز ملک کراست جواب باشد خدائے بزرگ یگانۂ بے ہمتاراست۔ اما آنچہ مرتبۂ اخلاق فاضلہ وخوہائے نیک می باشد دران مرتبہ در ہنگام غفلت ایمنی از دشمنان نتواند بود۔ چہ اہل اخلاق راہنوز قلعہا ست کہ فتح آن برایشاں خیلے دشوار است واندیشۂ بسیار است کہ نفس امارہ در وقت اشتعال برایشاں بتازد۔ بحقیقت ہر کہ تا بمنزل اخلاق رخت بیانداز و نمی شود۔ روزگار حیاتش از گرد وغبار پاک باشد وہرگز نمی شود ہمچوں کسان از تیر ہوائی ایمن ومطمئن بگردند۔ خلاصہ این تعلیم فرقان است وہمین است آنچہ دائرہ تکمیل علمی وعملی انسان را بکمال رساند۔

وإنها لمعارف ما كفلها كتاب من الكتب السابقة، وما احتوتها صحيفة من الصحف المتقدّمة، فهذا إعجاز نبيّنا من حيث الصورة العلمية والعملية، ومعجزة الفرقان الكريم لكافة البريّة. ولقد انقضت وانعدمت خوارق النبيين الذين كانوا فى الأزمنة السابقة، ويبقى هذا إلى يوم القيامة. وأما ما قلنا أن القرآن معجزة علمية وعملية .. فليس هذا كحكايات واهية، بل عليه عندنا أدلّة قاطعة، وبراهين شافية مسكّنة. فاعلم أن إعجازه العلمى ثابت كالبديهيات،

اور یہ تعلیمیں ایسے معارف ہیں کہ پہلی کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی اُن کی متکفل نہیں ہوئی اور نہ کبھی پہلے صحیفوں میں سے کوئی صحیفہ ان پر مشتمل ہوا ہے۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ علمی اور عملی معجزہ ہے۔ اور قرآن کریم کا تمام مخلوق کیلئے یہ ایک اعجاز ہے اور پہلے نبیوں کے معجزے منقضی اور معدوم ہو گئے مگر یہ قرآنی معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ قرآن علمی اور عملی معجزہ ہے سو یہ ایک بیہودہ اور بے اصل بات نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس اِس پر دلائل قاطعہ اور براہین شافیہ اور تسکین بخش ہیں۔ پس تو جان کہ قرآن شریف کا علمی معجزہ بدیہیات کی طرح ثابت ہے۔

واین آن معارف است کہ ہیچ کتابے وصحیفۂ پیشیں مشتمل برآن ومتکفل آن نبودہ است۔ فی الحقیقت ایں معجزۂ نبی ما ست (صلی اللہ علیہ وسلم) از حیثیت علمی وعملی واعجاز قرآن کریم است برائے ہمۂ آفرینش۔ معجزات انبیائے پیشین بکلی از میان رفتہ ولے این معجزۂ قرآن تا بداماں قیامت از یادواز جہان نرود۔ آنچہ قرآن را معجزہ علمی وعملی گفتیم این نہ از راہ لاف وگزاف است بلکہ ما براین عالم عالم دلائل قاطعہ و براہین شافیہ تسکین بخش دردست داریم۔ نیکو بدانید کہ معجزہ علمی قرآن از آشکارترین امور است

﴿۸﴾ وليس عليه غبار من الشبهات. لأنه كلام جامع وتعليم كامل أحاط جميع ضرورات الإنسان وسبيل الرحمٰن، وما غادر شيئا من دلائل الحق وإبطال الباطل ودقائق العرفان، مع بلاغة رائعة ﴿۸﴾ وعبارات مستعذبة وحسن البيان، وهذا أمر ليس في قدرة الإنسان. وأما قولنا أنّها معجزة عملية فهي كشعبتها الأولى واقعة بديهية، ولا يسع فيها إنكار و

اور اس پر کسی قسم کے شبہات کے غبار نہیں کیونکہ وہ ایک ایسا کلام ہے جو ضروری تعلیموں اور ضروری وصایا اور معارف اور دلائل کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے اور وہ ایک ایسی تعلیم کامل ہے جو تمام انسانی ضرورتوں کو جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے پیش آتی ہیں پوری کرتی ہے اور جو حق کے ثبوت میں دلائل پیش کرنا چاہیے یا جس طرح باطل کا رد لکھنا چاہیے اور یا جس طور اور انداز سے معرفت کی باریک باتیں بیان کرنی چاہیے ان میں سے ایک بات کو بھی اس نے نہیں چھوڑا اور اس پر زائد یہ امر ہے کہ ان تمام تعلیموں اور احکام اور حدود کو نہایت فصیح اور بلیغ اور شیریں اور پسندیدہ پیرایہ میں بیان فرمایا۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جو انسان کی قدرت سے بالاتر ہے۔ اور ہمارا یہ قول کہ قرآن جیسا کہ علمی معجزہ ہے ایسا ہی وہ عملی معجزہ بھی ہے۔ سو یہ امر بھی اُس کی پہلی شاخ کی طرح ایک بدیہی واقعہ ہے اور انکار

کہ دامان وے از غبار شبہت پاک است زیرا کہ قرآن کلامے است کہ جمیع تعلیم ہائے ضروری و وصیتہائے ضروری و معارف ہائے لابدی را کہ در راہ وصول بہ خدا چارہ از اں نہ جامع می باشد۔ و از قبیلِ دلائل حق و دقائق عرفان و ابطال باطل چیزے فروگذاشت نفرمودہ۔ و بعلاوۂ آن آن دلائل و براہین را با عبارات بلیغۂ فصیحہ و طرز شیریں و دلکش و پسندیدہ در معرض بیان آوردہ و ایں امر البتہ خارج از احاطۂ قدرتِ بشری است۔ واما آنچہ گفتیم قرآن معجزۂ عملی است این ہم واضح و روشن و انکار را در آن مدخل نیست۔

خصومة. فإن تعاليم القرآن قد حيّرت العقلاء بتأثيراتها العجيبة، وتبديلاتها الغريبة، وتنويراته التى هى خارقة للعادة ومزيلة للملكات الرديّة الراسخة، وقد تسورت أسوار الطبائع الشديدة الزائغة، ودخلت بيوت القلوب القاسية كالصخرة، ووصلت إلى الذين كانوا يسكنون وراء الخنادق العميقة الممتنعة من القرائح السفلية الرذيلة، وألان الله بها الشديد، وأدنى البعيد، وأخرج الصدور من القبض إلى الانشراح، ومن الضيق إلى السعة، ورفع الحجاب، و

اورخصومت کی گنجائش نہیں کیونکہ قرآنی تعلیموں نے اپنی تاثیرات عجیبہ اور تبدیلات غریبہ اور ان روشنیوں کو دلوں پر ڈالنے سے جو خارق عادت ہیں اور ردّی اور مستحکم ملکوں کے دُور کرنے سے عقلمندوں کو حیران کر دیا ہے اور ٹیڑھی اور سخت طبیعتوں کی دیوار کے اوپر سے کودا ہے اور جو سخت دلوں کے گھر تھے اُن کے اندر داخل ہو گیا ہے اور ان لوگوں تک پہنچا ہے جو باعث سفلی طبیعتوں کے عمیق اور نا قابل گذر خندقوں کے پرے رہتے تھے اور خدا نے اس کے ساتھ سخت کو نرم اور دُور کو نزدیک کر دیا اور سینوں کو قبض سے انشراح کی طرف اور تنگی سے فراخی کی طرف پھیر دیا اور حجاب کو دُور کیا اور

چہ خردمندان از مشاہدۂ تاثیرات عجیبۂ تعلیم قرآن وتبدیلیہائے غریبہ ونور افزائی و دیدہ کشائی ہائے فوق العادۂ آن کہ عادت ہائے استوار را از بیخ برکندید خیلے در شگفت فرو ماندہ اند و حیرانند کہ چہ طور تعلیم وے از بالائے دیوار طبایع سخت وکثر برآمدہ در اندرون خانہ ہائے دلہائے سختی چوں سنگ درآمد۔ و ﴿۸﴾
تا بآن مردم ہم برسید کہ بسبب طبیعت ہائے پست ودون آنسوئے خندقہائے ژرف ونا قابل گزشتن سکنی داشتند۔ وخدا بآن سخت را نرم و دور را نزدیک گردانید و سینہ ہا را از تنگی بفراخی کشید وحجاب را دور

أَرَی الحق والصواب، حتی أوصل المؤمنین إلی الإلهامات الصریحة، والکشوف الصادقة الصحیحة، وزرع حب الکرامات المستمرة الدائمة فی قاع صدور الأمّة، فلأجل ذالک لا نفرّ عند طلب کرامة إلی زمن مضٰی، بل نرسوا علی مقامنا ونُرِی الْمُنکِرَ ما حضر غضًّا طریًّا من آی المولٰی. ولیس فی أیدی عدانا إلّا القصص الأولٰی، ولا یثبت دین بقصص .بل بأنوار لا تنقطع ولا تبلی.ثم اعلم أن هذه معجزة عظمت شعبتاه، و

حق کو دکھلا دیا۔ یہاں تک کہ مومنوں کو الہامات صریحہ اور مکاشفات صادقہ اور صحیحہ تک پہنچا دیا اور دائمی کرامتوں کا دانہ اُن کے سینوں کی ہموار زمین میں بو دیا۔ اسی وجہ سے ہم لوگ کرامتوں کے طلب کے وقت پہلے زمانہ کی طرف نہیں بھاگتے بلکہ ہم اپنے مقام پر استوار رہتے ہیں اور منکر کو خدا کے تازہ بتازہ نشان دکھلاتے ہیں اور ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں بجز قصّوں کے اور کچھ نہیں اور صرف قصوں کے ساتھ کبھی کوئی دین ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ اُن نوروں سے ثابت ہوتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتے اور نہ کبھی پُرانے ہوتے ہیں۔ بعد اس کے جان کہ یہ وہ معجزہ ہے جس کی دونوں شاخیں عظیم الشان ہیں اور

وحق را عیاں نمود تا اینکہ مومنان را بالہامات صریحہ و مکاشفات صادقہ صحیحہ رسانید۔ و دانۂ کرامتہائے مستمرہ در زمین خوب سینۂ انہا نشانید۔ از ینجا است کہ ما اہالئے اسلام در وقت طلب کرامات و خوارق ہیچ احتیاج نداریم گریز بہ زمانۂ پیشین نمائیم بل برجائے خود چون کوہ استوارمی باشیم و در پیش دیدۂ منکران نشانہائے تازہ جلوہ میدہیم و لے مخالفان ما غیر از افسانہ ہائے پاستانیان در دست نداشتہ اند و ہرگز نمی شود ہیچ دیانۂ بدستیاریٔ افسانہ ہائے از کار رفتہ برکرسیٔ درستی و راستی بنشیند۔ بل سرمایۂ اثبات آن نور ہائے است کہ ہرگز انقطاع نیابند و زنہار کہنہ نشوند۔ باز بدان کہ این معجزہ ایست کہ ہر دو شان آن بزرگ

ضاعت ريّاه، وقد جمعت لتصديقها طوائف الأنام، كما يجمعون لحجّة الإسلام. وإنّا نرىٰ أن أحدًا من أجلّ الحكماء . إن توجّه إلى تقويم أود سفيه من السفهاء ، او إلى إنابة فاسق أسير فى الفسق والفحشاء ، فيشق عليه قلع عاداته، ولا يمكن له تبديل خيالاته. فما شأن رجل أصلح فى زمان يسير ألوفًا من العباد، ونقلهم إلى الصلاح من الفساد، حتى انحلّ تركيب الكفر واجتمع شمل الصدق والسداد. وتلألأت فى نفوسهم أنوار التقىٰ،

جس کی خوشبو پھیل رہی ہے اور اس کی تصدیق پر طوائف مخلوقات جمع ہیں جیسا کہ حج خانہ کعبہ پر جمع ہوتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جلیل الشان حکیموں میں سے اس بات کی طرف توجہ کرے کہ کسی سفیہ نادان کی طبیعت کی کجی کو دور کردے یا کسی فاسق بدکاری کے عادی کو اُس کی اِس بدخصلت سے چھڑا دے۔ پس ایسا کرنا اُس حکیم پر مشکل ہو جائے گا اور اُس فاسق کے خیالات کو بدلا دینا اُس کیلئے غیر ممکن ہوگا۔ اب دیکھو کہ اُس مرد کی کیسی بلند شان ہے جس نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں انسانوں کی اصلاح کی اور فساد سے صلاحیت کی طرف اُن کو منتقل کیا یہاں تک کہ اُن کا کفر پاش پاش ہوگیا اور صدق اور راستی کے تمام اجزا بہ ہیئت اجتماعی ان کے وجود میں جمع ہو گئے۔ اور اُن کے دلوں میں پرہیزگاری

وبوئے خوشش بعالم رسیدہ و بر تصدیق وے گروہ ہائے مردم جمع آمدہ اند چنانکہ برائے حج بیت اللہ گرد می آیند۔ می بینیم اگر کسے از دانایان بزرگ بخواہد کجی نادانے را درست بکند یا بدکارے بہ بدکاری خو کردہ را بخواہد ازاں خوئے بد رستگاری بہ بخشد البتہ براو گراں و دشوار آید۔ پس چہ شان بزرگ آن مرد است کہ در اندک زمانے ہزاران تن را از ناراستی براستی و از بدی بہ نیکی بکشید تا آنکہ کفر شان از ہم بپاشید۔ وراستی و درستی در نہاد اوشان فراہم آمد۔ و درروان شان روشنی ہائے

ولمعت فی أساریرهم سرائر حب المولٰی، وعلت هممهم للخدمات الدینیة، فشرّقوا وغرّبوا للدعوة الإسلامیة، وأیمنوا وأشأموا لإشاعة الملّة المحمدیة. وأنارت عقولهم فی العلوم الإلهیة، ودقت أحلامهم لفهم الأسرار الربّانیة. وحُبّب الیهم الصالحات، وکُرّه المعاصی والسیّئات. وأُنزلوا فی خیام الرشد والسعادة بعد ما کانوا یعکفون علی الأصنام للعبادة، وما آلوا فی جهدهم وما ترکوا جدهم

کے نور چمک اٹھے اور اُن کے پیشانی کے نقشوں میں محبت مولیٰ کے بھید ایک چمکیلی صورت میں نمودار ہو گئے اور اُن کی ہمتیں دینی خدمات کیلئے بلند ہو گئیں اور وہ دعوت اسلام کے لئے ممالکِ شرقیہ اور غربیہ تک پہنچے اور ملتِ محمدیہ کی اشاعت کیلئے بلاد جنوبیہ اور شمالیہ کی طرف انہوں نے سفر کیا اور ان کی عقلیں علومِ الٰہیہ میں منور ہوئیں اور اُن کے قوائے فکریہ اسرار ربّانیہ کے سمجھنے کیلئے باریک ہو گئیں اور نیک باتیں بالطبع ان کو پیاری لگنے لگیں اور بد باتوں اور گناہوں سے بالطبع ان کو نفرت پیدا ہوئی اور رشد اور سعادت کے خیموں میں وہ اتارے گئے بعد اس کے جو بتوں پر پرستش کیلئے سرنگوں تھے اور انہوں نے اپنی کوششوں اور تگ و دو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لئے

پرہیز گاری درخشید و از نقشہائے پیشانی شان راز محبت مولیٰ بخوبی آشکار گردید و ہمت شان برائے خدمت دین بلند شد۔ پس جہت دعوت اسلام شرق و غرب و جنوب و شمال ہمۂ اطراف را پے سپار کردند عقل شاں در فہم علومِ الٰہیہ روشن گردید و قوت فکری در شناخت راز خدائی باریک شد۔ نیکیہا بایشان دوست داشتہ و بدی ہا در نزد شان زشت و بد داشتہ شد۔ و در خیمہ ہائے رشد و سعادت فروکش کردہ شدند بعد از انکہ بر پرستش بتان سرنگون افتادہ بودند۔ و برائے اسلام دقیقۂ

لـلإسـلام، حتـى بـلّـغوا دين الله إلى فـارس والـصـين والـروم والشـام. ووصـلـوا إلـى كُـلّ مـا بسـط الكفر جناحه، ووافوا كُلَّ ما شهر الشرك سلاحـه، ومـا ردّوا وجـوهـهـم عن مـواجهة الـرّدَى، ومـا تـأخّروا شبرًا وإن قُـطِّعـوا بـالـمـدىٰ. وكانوا عند الـحرب لمواضعهم ملازمون، وإلى الـمـوت لـلّـه حــافـدون. إنهم قوم مـا تـخـلّـفـوا فـي مواطن المبارات، وبـدروا ضاربين في الأرض إلى منتهى العمارات، وقد عُجم عود فراستهم، وبُـلـى عـصـا سياستهم، فوُجدوا في

اٹھا نہ رکھا یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین اور روم اور شام تک پہنچا دیا اور جہاں جہاں کفر نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور شرک نے اپنی تلوار کھینچ رکھی تھی وہیں پہنچے۔ انہوں نے موت کے سامنے سے منہ نہ پھیرا اور ایک بالشت بھی پیچھے نہ ہٹے اگرچہ کاردوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے وہ لوگ جنگ کے وقتوں میں اپنی قدم گاہوں پر استوار اور قائم رہتے تھے اور خدا کیلئے موت کی طرف دوڑتے تھے۔ وہ ایک قوم ہے جنہوں نے کبھی جنگ کے میدانوں سے تخلّف نہ کیا اور زمین کی انتہائی آبادی تک زمین پر قدم مارتے ہوئے پہنچے۔ اُن کی عقلیں آزمائی گئیں۔ اور ملک داری کی لیاقتیں جانچی گئیں۔ سو وہ ہر ایک امر میں

از کوششہائے خود فرونگذاشتند تا آنکہ اسلام را در بلاد فارس و چین و روم و شام برسانیدند۔ و ہر جا کفر پروبال گسترده و شرک تیغ آہیختہ بود برسیدند۔ در برابری مرگ ابداً پشت بر نہ گردانیدند و یک بالشت ہم پس نگردیدند اگرچہ بہ کاردہا پارہ پارہ شدند۔ در ہنگام جنگ بر پاہا استوار می بودند و خدا را بسوئے مرگ میدویدند۔ مردمانیکہ ہرگز در میدانِ جنگ پشت ندادند و تا بہ پایان آبادانی زمین در راہ خدا پائے خاکی کردند۔ خرد وبینش شان در کورۂ امتحان انداختہ و دانش سیاست ملکی شان آزمودہ شد و لے از ہر باب

كـل أمر فائقين، وفي العلم والعمل ﴿۹﴾
سـابـقين. وإن هذا إلّا معجزة خاتم
النبيين، وإنّه على حقيّة الإسلام
لـدليل مبين. وإن كنتم فِي شك ﴿۹﴾
فأروني كمثلهم أحدا من أصحاب
موسى أو من أنصار عيسى أو من
صحبة رسل آخرين، وقد جاء تكم
أنبـاؤهـم، وسمعتم ما قال فيهم
أنبياءهم، وما أرجفت ألسنهم وما
كـانوا كاذبين، فإنهم نطقوا بإنطاق
الروح وما تكلّموا كالمغضبين.

فائق نکلے اور علم اور عمل میں سبقت کرنے والے ثابت ہوئے ۔ اور یہ معجزہ ہمارے رسول خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور حقیقتِ اسلام پر ایک صریح دلیل ہے۔ اور اگر تمہیں شک ہے تو مجھے اِن کی مانند حضرت موسیٰ کے اصحاب میں سے یا حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں سے یا کسی اور نبی کے صحابہ میں سے ایک انسان بھی دکھلاؤ اور اُن کی خبریں تم سن چکے ہو اور جو کچھ اُن کے بارے میں ان کے نبیوں نے کہا تمہیں معلوم ہے اور اُن نبیوں کی زبانوں پر خلاف واقعہ باتیں جاری نہیں ہوسکتی تھیں اور نہ وہ جھوٹے تھے ۔ کیونکہ وہ روح القدس کے بلانے سے بولے تھے اور غضبناک انسانوں کی طرح اُن کا کلام نہ تھا۔

برتر برآمدند و در گفتار و کردار از ہمگنان گام فراپیش نہادند۔ بحقیقت این معجزۂ نبی ما (صلی اللہ علیہ وسلم) و دلیل روشن برحقیت اسلام است۔ واگر باور ندارید مثل ایشان از اصحاب موسیٰ یا حواریانِ عیسیٰ یا از پیروان انبیائے دیگر یک تنے را بمن باز نمائید۔ خبر اوشاں بشما رسیدہ و آنچہ انبیائے شان در بارۂ شان فرمودہ ازان آ گاہ استید و آن انبیاء دروغ وخلاف واقعہ بیان نہ فرمودہ اند زیرا کہ او شان باشارۂ رُوح قدس زبان می جنبانیدند و چوں خشمگینان سخن نمے گفتند۔

ومن دلائل نبوته صلى الله عليه وسلم أنه جاء فی وقت الضرورة، وما رحل من هذه الدنيا إلّا بعد تكميل أمر الملّة. وأما معجزاته الأخرىٰ فواللّٰه إنها لا تُعَدّ ولا تُحصىٰ، والكتب من بعضها مملوة وهی متظاهرة، وإنها فی القوم مشهورة متواترة. ثم معجزاته صلى الله عليه وسلم كما ظهرت فی أوّل الزمان. كذلك تظهر فی هذا الآوان، وهذا أمر ثابت ليست فيها ثلمة، ولا فی صحتها منقصة. ووالله إن نبوّته لمن أجلى البديهيات،

اور منجملہ دلائل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہ ہے کہ وہ عین ضرورت کے وقت میں آئے اور اس دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک کہ دین کے امر کو کمال تک نہ پہنچا دیا۔ اور اگر دوسرے معجزات کا حال پوچھو تو بخدا کہ وہ اِس قدر ہیں کہ ہم گن نہیں سکتے اور اسلامی کتابیں اُن میں سے بہت سے معجزات سے بھری پڑی ہیں اور قوم میں مشہور اور متواتر ہیں۔ پھر یہ بھی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جیسا کہ اوّل زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ ایسا ہی وہ اس زمانہ میں بھی ظاہر ہو رہے ہیں اور یہ امر ایک ایسا ثابت ہے جس میں کوئی رخنہ نہیں اور نہ اس کی صحت میں کچھ نقص ہے اور بخدا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اجلیٰ بدیہیات ہے۔

واز دلائل نبوت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) آنکہ در وقت ضرورت تشریف آورد واز دنیا رحلت نکرد تا امر دین را بکمال مطلوب نرسانید۔ ومعجزات دیگر کہ ازاں جناب نبوت انتساب بظہور آمدہ از حد شمار بیرون است۔ وبعضی ازانہا در کتب مذکور و در قوم مشہور است۔ بعلاوہ معجزات آنحضرت چنانکہ درزمانہ اول بظہور آمد۔ ہمچنان دراین زمانہ بظہور مے آید۔ وآنچہ گفتم راست و شک را دران مدخل نہ۔ بخدا نبوت آنحضرت از روشن ترین بدیہیات است و در

ولا يفارقها فى زمن أنوار الآيات ولا يُنكرها إلّا الذى رُبِّىَ فى شر جُحرٍ، ونشأ فى أخبث نشاءٍ. وإنّه جاء بدين لو نزعنا عنه كل برهان، ونرى نفس تعليمه بعين إمعان، لنظرنا تلألأ الحق فى صورته الساذجة المنيرة، من غير احتياج إلى حُلل الحجج والأدلّة. ووالله ما منع الناس أن يقبلوا الإسلام إلّا داء دخيل من الكبر والتعصّب والأود والفساد، وغلبة البخل والحقد وحب القوم والعناد. وما بعّدهم

اورکسی زمانہ میں نشانوں کے نور اُس سے علیحدہ نہیں ہوتے اور ان سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا بجز اُس شخص کے کہ جس نے بدی کی گود میں پرورش پائی ہو اور نہایت خبیث کیفیت کے نشوونما میں بڑھا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا دین لائے کہ اگر ہم تمام براہین اور دلائل اس سے الگ کر دیں اور اُس کی نفسِ تعلیم کو غور کی نظر سے دیکھیں تو اس کی سادہ اور روشن صورت میں سچائی کو چمکتے ہوئے دیکھیں گے بجز اس حاجت کے کہ دلائل اور براہین کا اس کو لباس پہناویں اور بخدا لوگوں کو اسلام کے قبول کرنے سے کسی چیز نے بجز اس کے منع نہیں کیا کہ ان کے اندر ایک چھپی ہوئی بیماری تکبر اور تعصب اور بخل اور قومی حب اور عناد کی تھی اور ہے جس کو وہ چھپاتے ہیں اور خدا کی اُن

﴿۹﴾ ہیچ زمانے از نور نشانہا خالی نماندہ۔ و بر ایں امر انکار نتواند بیارو الا کسے کہ در کنار بدی پروردہ و در ناپاکی شگرف بالیدگی یافتہ باشد۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) دینے آوردہ کہ صرف نظر از ہمۂ دلائل و براہین اگر نگاہی در نفس تعلیمش میکنیم در چہرۂ سادہ و روشنش راستی را درخشان می بینیم و ہیچ حاجت نداریم روے دلآرام وی را از دلائل مشاطگی نمائیم۔ خدا آگاہ است کہ از قبول اسلام مردم را باز نداشتہ است الّا مرض تکبر و تعصب و عناد و حب قوم کہ در نہاد شان جا گرفتہ کہ آن را پنہان می کنند۔

مـن نـعـمـه إلّا فـرطـات ضيّـقـت صـدورهـم، ومـلـئـت مـن الظلمات قبـورهـم، فما كانوا مبصرين. هذا ما أردنـا شيـئـا من ذكر دلائل الإسلام، والآن نـرجـع إلـى الـمـرام فـاسمعوا متوجهين.

أيّها الإخوان. أقص عليكم نبذا مـن قـصّـتـى، وما كتب من فضل اللّٰه فى حصّتى، وأدخل فى دعوتى، فإنى أُمـرت أن أُبـلّـغـهـا إلـيـكـم يـا معشر الـطـلـبـاء، وأُؤدّيها كـدَيْـنٍ لازمٍ لا يسقط بدون الأداء. فـاعـلـموا أنى امـرؤ مـن بيـت الـعـزّة والـريـاسة،

نعمتوں سے وہ محض اس لئے دور ڈالے گئے کہ وہ حد سے زیادہ گناہوں کے مرتکب ہو چکے تھے جنہوں نے اُن کے سینوں کو تنگ کر دیا اور ان کی قبروں کو اندھیرے سے بھر دیا سو وہ دیکھنے سے محروم رہ گئے۔ یہ تھوڑے سے دلائلِ اسلام کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اب ہم اصل مقصود کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اے بھائیو! میں اپنا کچھ قصہ آپ کے پاس بیان کرتا ہوں اور وہ جو خدا تعالیٰ کے فضل میں سے میرے حصے میں لکھا گیا اور میری دعوت میں داخل کیا گیا کسی قدر اس کو لکھتا ہوں کیونکہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ وہ دعوت تم تک پہنچاؤں اور قرض کی طرح اُس کو ادا کروں۔ سو واضح ہو کہ میں خاندان عزت اور ریاست سے ایک آدمی ہوں۔

خدا از نعمت ہائے خود شان دور انداخت بہ سبب اینکہ در سیاہ کاری و ناہنجاری پا از پایان برون گذاشتند از ینجا است کہ سینہ ہا شان تنگ و گور ہا پُر از دود و تاریکی گردید لاجرم از بینائی محروم ماندند۔ ایں نبذے از دلائل اسلام است اکنون باصل مطلب مے گرائیم۔

برادراں! اکنون مے خواہم پارہ از احوال خود شرح بدہم وشمۂ ازان را در معرض بیان بیاورم کہ از فضل خدا برمن ارزانی شدہ و در دعوت من داخل است۔ چہ من مامورم بایں کہ آں دعوت را در پیش شما رسانم و چون دام ادا سازم۔ پوشیدہ نماند کہ من از دودمان عزت و امارت می باشم۔

وكانت آبائی من أولی الأمر والسياسة، وأُخبرتُ أنهم نزلوا بهذه الديار ديار الهند من سمرقند، وقلّدهم ملك الوقت الحكومة والإمرة وأعطى لهم الفوج والفرند. فاتفق حين غلبت الخالصة فی هذه البلاد، وعتوا عتوًّا شديدا وأفرطوا فی الفساد، أن غصبوا مُلكنا ومِلكنا وصفّدونا كالعباد، وأُخرجنا من دار رياستنا بظلم منهم والعناد. وكانت تلك أيام البرد، وأوان شدّة الصرد، فخرج آباؤنا ليلًا من البرد مقفقفين، ومن

اور میرے بزرگ امیر اور صاحب ملک تھے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ سمرقند سے اس ملک میں آئے تھے اور وقت کے بادشاہ نے اُن کو حکومت اور امارت کی خدمت سپرد کی تھی اور فوج اور تلوار ان کو دی گئی تھی۔ پس جبکہ اس ملک پر سکھوں کا زور اور تسلط ہوا اور فساد انگیزی میں انہوں نے حد سے تجاوز کیا تو اُس وقت یہ اتفاق ہوا کہ سکھوں نے ہمارا ملک اور تمام املاک چھین لیں اور ہمیں قید کر دیا۔ پھر ہم محض اُن کے ظلم کی وجہ سے اپنے دار الریاست سے نکالے گئے اور وہ دن سردی کے دن تھے اور سخت سردی پڑتی تھی۔ پس ہمارے بزرگ رات کے وقت سردی سے کانپتے ہوئے اپنے دارالریاست سے نکلے اور

و پدرانم دارائی ریاست وتمول بودند واز قرار آنچہ بمن رسیدہ از سمرقند درین بلاد آمدند۔ و بادشاہِ وقت زمام حکومت و امارت در دست شان سپرد۔ و با سپاہ وتیغ ممتاز شدند۔ خلاصہ ہر گاہ گروہِ سکھان براین اطراف دست یافتند و در شر وشور و بدکاری و ناہنجاری سر بالا کشیدند مُلک و مِلک ماراہم از زیر تصرف ماکشیدند۔ پدرانِ مارا اسیر کردندو از بے داد وجور انہارا از دار ریاست اخراج دادند۔ آں ایام ایام سرمائے سخت بود۔ بزرگانِ ما از شدۂ سردی چون بیدلرزان و دندان برہم زنان از جائے مالوف بروں شدند و از

الهمّ كمحقوقفين. وألقوا عصا
تسيارهم بدار رياسةٍ غمرتهم بنوال
من غير سؤال، ورحمت إذ رأت
آثار خصاصة ولو بقُصاصة. ثم إذا
جاء عهد الدولة البرطانية ومضٰى
وقت الغارات الشيطانية، فأمنّا بها
ونُجّينا من الفتن الخالصة. ويمّ
آباؤنا تربة وطنهم مع رفقة من
المهاجرين، شاكرين للّٰه ربّ
العالمين، ورُدّ إلينا بعض أموالنا
وقُرانا، والبخت الفارُّ أتانا. وحفّت

مارے غم کے ایسے تھے جیسا کہ کوئی گھٹنوں پر گرا
جاتا ہے۔ تب انہوں نے ایک اور ریاست میں
ایک عارضی رہائش اختیار کی اور اس ریاست نے
کسی قدر نیک سلوک اُن کے ساتھ کیا اور بغیر کسی
سوال کے اُن کی ہمدردی کی اور اُن کی تنگدستی کے
کچھ نشان دیکھ کر اُن پر رحم کیا اگرچہ اُن کا سلوک ﴿۱۰﴾
بہت کم اور ایک ناکافی سلوک تھا۔ پھر جب زمانہ
دولت برطانیہ کا آیا اور شیطانی غارتوں کا وقت
گذر گیا تو ہم اُس سلطنت کے ذریعہ سے امن
میں آگئے اور ہمارے بزرگوں نے پھر اپنے وطن کی
طرف مع رفیقان سفر کے مراجعت کی اور خدا تعالیٰ
کا شکر کرتے تھے اور بعض دیہات ہمارے اور
بعض مال ہمارے ہمیں واپس دیئے گئے اور ہمارا
بخت برگردیدہ پھر ہماری طرف آیا اور دو خوشیاں

غم واندوه چوں شخصے بودند کہ نزدیک است بزانو برزمین افتد۔ آخر برائے چندے در ریاستے دیگر
رختِ اقامت بیانداختند۔ صاحب ریاست باوشان بانیکی پیش آمد و بے مسئلت براہ ہمدردی رفتار
کرد و نشانِ تنگی وخواری بر پیشانی انہا خواندہ۔ برحال زارشاں ترحم آورد اگرچہ ہم سلوک ورفتارش فرا
خورحال وشانِ شان نبود۔ وباز چون عہد میمنت مہد سلطنت برطانیہ سایۂ ہماپایہ گستر و روزگار تاخت
وتاراجِ غولانِ ناہنجار سپری شد این دولۂ علیہ باعث برامن وآرام شده پدران ما بارفیقان عودت بہ
قرارگاه خویش فرمودند ولب بہ سپاس ایزدی کشودند۔ بعضی از قریہ ہا و املاک بما باز پس گردید و

بنا فرحتان كزهر البساتين: فرحة الأمن وفرحة الحُرّيّة فى الدين. وما كان لى حظ من رياسة آبائى العبقريين، فصرتُ بعد موت أبى كالمحرومين. وقد أتىٰ علىَّ حين من الدهر لم أكن شيئا مذكورًا، وكنت أعيش خفيًّا ومستورًا، لا يعرفنى أحد إلّا قليل من أهل القرية، أو نفر من القُرى القريبة. فكنت إن قدمت من سفر فما سألنى أحد من أين أقبلت، وإن نزلت بمكان فما سأل سائل بأىّ مكان حللت. وكنت أحب هذا الخمول وهذا الحال، وأجتنب الشهرة والعزّة ﴿۱۰﴾

باغوں کے پھولوں کی طرح ہمارے وجود میں پھوٹ نکلیں۔ ایک امن کی خوشی اور دوسری دینی آزادی کی خوشی۔ اور مجھے اپنے معظم اور مکرم بزرگوں کی ریاست سے کچھ حصہ نہیں ملا اور میں اپنے باپ کی موت کے بعد محروموں کی طرح ہو گیا اور میرے پر ایک ایسا زمانہ گذرا ہے کہ بجز چند گاؤں کے لوگوں کے اور کوئی مجھ کو نہیں جانتا تھا یا کچھ اردگرد کے دیہات کے لوگ تھے کہ روشناس تھے اور میری یہ حالت تھی کہ اگر میں کبھی سفر سے اپنے گاؤں میں آتا تو کوئی مجھے نہ پوچھتا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور اگر میں کسی مکان میں اُترتا تو کوئی سوال نہ کرتا کہ تُو کہاں اُترا ہے اور میں اس گمنامی اور اس حال کو بہت اچھا جانتا تھا اور شہرت اور عزت اور اقبال سے

آب رفتہ در جوئے ما باز آمد و دو تا شادی و خورمی چوں شگفتن غنچہ ہا از نہاد ما سر برزد۔ یکے خورمئی امنِ جان و دیگرے آزادی دین و ایمان۔ من از امارت بزرگان خود بہرۂ نیافتم و بعد از مرگِ پدر چون محرومان گردیدم۔ و روزگارے برسرمن گزشتہ کہ غیر از تنے چند از اہالئی دِہ یا متعددے از نواح مرا نمی شناخت۔ و ہرگاہ چنانچہ از سفر باز آمدن اتفاق ے افتاد کسے از اہل دِہ نمی پُرسید از کُجا می آئی۔ و اگر جائے فرومی کشیدم کسے لب نمی کشود کُجا فرود آمدی۔ اما من ایں گمنامی و کس میرسی را از جان دوست داشتم و نہاد من بہ طورے افتادہ بود کہ پوشیدگی و بریدن از مردم را

والإقبال، وكانت جبلّتي خُلقت على حبّ الاستتار، وكنت مَزْوِرًا عن الزوّار، حتى يئس أبي مني وحسبني كالطارق الممتاز. وقال رجل ضری بالخلوة وليس مخالط الناس رحب الدار. فكان يلومني عليه كمؤدّب مغضب مرهف الشفار، وكان يوصيني لدنياي سِرًّا وجهرًا وفي الليل والنهار، وكان يجذبني إلى زخارفها وقلبي يُجذب إلى الله القهّار. وكذالك تلقّاني أخي وكان يُضاهي أبي في هذه الأطوار، فتوفّهما الله

پرہیز کرتا تھا اور میری طبیعت کچھ ایسی واقع تھی کہ میں پوشیدہ رہنے کو بہت چاہتا تھا اور میں ملنے والوں سے تنگ آجاتا تھا اور کوفتہ خاطر ہوتا تھا یہاں تک کہ میرا باپ مجھ سے نومید ہوگیا اور سمجھا کہ یہ ہم میں ایک شب باش مہمان کی طرح ہے جو صرف روٹی کھانے کا شریک ہوتا ہے اور گمان کیا کہ یہ شخص خلوت کا عادی ہے اور لوگوں سے وسیع گھر کے ساتھ میل جول رکھنے والا نہیں۔ سو وہ ہمیشہ مجھے اس عادت پر غضب سے اور تیز کاردوں سے ملامت کرتا اور مجھے دن رات اور ظاہر اور در پردہ دنیا کی ترقی کے لئے نصیحت کیا کرتا تھا اور دنیا کی آرائشوں کی طرف رغبت دیتا تھا اور میرا دل خدا کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔ اور ایسا ہی میرا بھائی مجھے پیش آیا اور وہ ان باتوں میں میرے باپ سے مشابہ تھا۔ پس خدا نے اِن دونوں کو

ازبس خواہان بودم۔ واز بینندہ ہا خیلے ملالت می کشیدم تا آنکہ پدرم ازمن نومید شد ومرا از طفیلیان مفت خور
می پنداشت و دید کہ ایں کس خوگرفتۂ تنہائی است و با مردم خانہ آمیزگاری ندارد۔ ناچار براین وتیرہ ﴿۱۰﴾
مراچوں آموزگار خشم ناک نکوہش می فرمود و کارد زبان را برمن تیز مے کرد۔ وروز وشب ونہان و
آشکار برائے حصول دنیا پند داندرزمی داد۔ وبسوئے آرائش و پیرائش دنیا مرا بزور مے کشید۔ ولے
دلِ من بہ کشش تمام میل بسوئے خدائے یگانہ مے آورد۔ وہمچنیں برادر بزرگ بامن رفتاری نمود۔
داد در این شیوہ ہا برپئے پدر قدم مے زد۔ آخر خدا ہر دو را در جوار رحمت خود جائے بداد

ولم یترک کالمیخار. وقال کذالک لئلّا یبقی منازع فیک ولا یضرّک إلحاح الأغیار. ثم اقتادنی إلی بیت العزّۃ والاختیار، وما کان لی علم بأنہ یجعلنی المسیح الموعود، ویتم فی نفسی العھود، وکنت أُحبّ أن أُترکَ فی زاویۃ الخمول، وکانت لذّتی کلھا فی الاختفاء والأفول، لا أبغی شھرۃ الدنیا والدین. ولم أزل أنصّ عنسی إلی مکاتمۃ کالفانین. فغلب علیَّ أمر اللّٰہ العلّام، ورفع مکانتی وأمرنی أن

وفات دی اور زیادہ دیر تک زندہ نہ رکھا اور اُس نے مجھے کہا کہ ایسا ہی کرنا چاہیے تھا تا تجھ میں خصومت کرنے والے باقی نہ رہیں اور ان کا الحاح تجھ کو ضرر نہ کرے۔ پھر میرے رب نے مجھے عزت اور برگزیدگی کے گھر کی طرف کھینچا اور مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ مجھے مسیح موعود بنا دے گا اور اپنے عہد مجھ میں پورے کرے گا اور میں اس بات کو دوست رکھتا تھا کہ گمنامی کے گوشہ میں چھوڑا جاؤں اور میری تمام لذت پوشیدہ اور گم رہنے میں تھی میں دنیا اور دین کی شہرت کو نہیں چاہتا تھا اور میں ہمیشہ اپنی کوشش کی اونٹنی اسی طرف چلاتا گیا کہ میں فانیوں کی طرح پوشیدہ رہوں پس خدا کے حکم نے میرے پر غلبہ کیا اور میرے مرتبہ کو بلند کیا اور مجھے دعوتِ مخلوق

وتا دیر باز زندہ شان نگذاشت۔ وفرمود ہمچنین می باید تا با تو نزاع کنندۂ نماند وخصومت شاں ترا آزارے نرساند۔ باز خدا مرا بسوئے خانہ عزت و برگزیدگی بکشید ومن ہرگز گمان نداشتم کہ مرا مسیح موعود بگرداند وعہد خودرا درنفس من بانجام برساند۔ ومن کُنج گمنامی وتنہائی را بسیار دوست میداشتم۔ وازیں تنہائی و پنہانی لذتے می یافتم۔شہرت دین و دنیا را ہرگز خواستاری نمیکردم و ہرچہ می توانستم خودرا چون فانیان پوشیدہ ازمردم می داشتم۔ پس امرِ خدا برمن غالب آمد ومرتبۂ مرا بلند کرد وفرمود تا برائے دعوتِ خلق برخیزم و

اقوم لدعوة الأنام، وفعل ما شاء وهو أحكم الحاكمين. والله يعلم ما فى قلبى ولا يعلم أحد من العالمين. ؎

حِبٌّ لَنَا فَبِحُبِّهٖ نَتَحَبَّبُ
وَعَنِ الْمَنَازِلِ وَالْمَرَاتِبِ نَرْغَبُ

إِنِّی أَرَی الدُّنْيَا وَبَلْدَةَ أَهْلِهَا
جَدَبَتْ وَأَرْضُ وِدَادِنَا لَا تَجْدَبُ

يَتَمَايَلُونَ عَلَى النَّعِيمِ وَإِنَّنَا
مِلْنَا إِلَى وَجْهٍ يَسُرُّ وَيُطْرِبُ

إِنَّا تَعَلَّقْنَا بِنُورِ حَبِيبِنَا
حَتّٰی اسْتَنَارَ لَنَا الَّذِی لَا يَخْشَبُ

إِنَّ الْعِدَا صَارُوا خَنَازِيرَ الْفَلَا
وَنِسَاءُهُمْ مِنْ دُونِهِنَّ الْأَكْلُبُ

کے لئے حکم کیا اور جو چاہا۔ کیا اور وہ احکم الحاکمین ہے۔

؎ ہمارا ایک دوست ہے اور ہم اُس کی محبت سے پُر ہیں۔ اور مراتب اور منازل سے ہمیں بے رغبتی اور نفرت ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اُس کے طالبوں کی زمین قحط زدہ ہوگئی یعنی جلدی تباہ ہو جائے گی اور ہماری محبت کی زمین کبھی قحط زدہ نہیں ہوگی۔ لوگ دنیا کی نعمت پر جھکتے ہیں مگر ہم اُس مُنہ کی طرف جھک گئے ہیں جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے۔ ہم اپنے پیارے کے دامن سے آویختہ ہیں ایسے کہ جو صاف اور شفاف نہیں ہوسکتا وہ بھی ہمارے لئے منور ہوگیا۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور اُن کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

آنچہ را خواست کرد کہ او احکم الحاکمین است۔ وخدا می داند آنچہ در دل من است وغیر او ازاں آگاہ نہ۔

ترجمۂ اشعار۔ مارا محبوبے است کہ از حب او پر می باشیم۔ واز مراتب ومناصب بکلی فراغ داریم۔
می بینیم دنیا وزمین طالبانش را قحط برآں چیرہ شدہ ولے زمین دوستی ما ہموارہ سرسبز خواہد بود۔
مردم بر نعمت ہائے دنیا سر فرود آوردہ اند ولیکن ما میل سوئے روئے آوردہ ایم کہ شادی وخورمی بخشد۔
ما دست بداماں دوست خود زدہ ایم از ہمیں سبب است کہ آنچہ صاف بودنش دشوار بود جہت ما صاف وروشن گردیدہ است۔
دشمنان ما خنزیر ہائے بیابان شدہ اند وزنان آنہا سگ مادہ ہا را در پس انداختہ اند☆

☆ ایڈیشن اول میں سہواً پانچویں شعر کا فارسی ترجمہ آخر میں دیا گیا ہے۔ روحانی خزائن میں اسے درست کر دیا گیا ہے۔ (ناشر)

سَبُّــوا وَمَـا أَدْرِی لأیِّ جَـرِیمَـةٍ
سَبُّــوا أَنَعْصِی الْـحِبَّ أَوْ نَتَجَنَّبُ
اَقْسَـمْـتُ أَنِّـی لَـنْ أُفَـارِقَـهٗ وَلَوْ
مَـزَّقَـتْ أُسُـوْدٌ جُـثَّتِی أَوْ أَذْءُبٗ
ذَھَبَتْ رِیَاسَاتُ الأنُاسِ بِـمَوْتِھِمْ
وَلَـنَـا رِیَـاسَـةُ خُـلَّـةٍ لا تَـذْھَـبُ

وکذالک کنت قد انقطعت من الـنـاس، وعـکفت علی اللّٰہ فارغًا من الـصـلـح والعماس، وکنت أعلم وأنا حـدَث أن الـلّٰـہ مـا خـلقنی إلّا لأمر عـظـیـم، وکـانـت قـریـحتی تبغی الارتـقـاء وقـرب ربٍّ کـریـم. وکـان تبـر جـوھـری یبـرق فی عرق الثـری، مـن غیـر أن یستثـار

انہوں نے گالیاں دیں اور میں نہیں جانتا کیوں دیں کیا ہم اُس دوست کی مخالفت کریں یا اُس سے کنارہ کریں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس سے علیحدہ نہیں ہوں گا اگرچہ شیر یا بھیڑیا مجھے ٹکڑے ٹکڑے کردیں۔لوگوں کی ریاستیں ان کے مرنے کے ساتھ جاتی رہیں اور ہمارے لئے دوستی کی وہ ریاست ہے جو قابل زوال نہیں۔

اور اسی طرح میں لوگوں سے منقطع ہو چکا تھا۔ اور دنیوی صلح اور جنگ سے فارغ ہو کر خداتعالیٰ کی طرف جھک گیا تھا اور میں ابھی نوجوان تھا کہ اس بات کو جانتا تھا کہ خداتعالیٰ نے مجھے ایک امر عظیم کیلئے پیدا کیا ہے اور میری طبیعت ترقی اور قرب ربّ العالمین کو چاہتی تھی۔ اور میری طبیعت کا سونا خاک کی جڑ میں چمک رہا تھا بغیر اس کے کہ وہ کھود کر نکالا جائے

دشنام دادند حیرانم کہ جرم من چیست آیا خلاف آں دوست بکنیم یا ازوے روبگردانیم۔
سوگند خوردہ ام نہ ہرگز ازوے جدا نخواہم شد اگرچہ شیر وگرگ مرا پارہ پارہ بکنند۔
ریاست مردم بعد از مرگ فنا می پزیرد و لے ریاست دوستی مارا ابداً زوال نیست۔
ہمچنین از مردم بریدہ واز آشتی واستیز کنار جستہ ہمگی رو بخدا آوردہ بودم۔ وہنوز جوان بودم کہ مے فہمیدم خدا مرا برائے کارے بزرگ خلق فرمودہ است۔ نہاد من نزدیکی پروردگار جہان وترقی را آرزو داشت و زر جوہر من در تہہ خاک مے درخشید بغیر آنکہ کندیدہ و برون دادہ شود۔ و

بـالـنبش ويُبـدَى، وكان أبى متلاحق الأفكـار فـى أمرى، ودائم الفكر من سيـرة هـونـى وعـدم شـمرى، وكان يسعـى لـنـرقى على ذروة شاهق الإقبـال، ونـصل الـدولة كـآبـاء نـا الأمراء والأجيال. فالحاصل أن قصد أبـى كـان أن نـصل فـى الدنيـا إلى مراتب عظمى، وكان الله أرادلى مرتبة أخـرى، فـمـا ظهـر إلّا مـا أراد ربّىَ الأعلىٰ. فوهب لى نورا فى ليلة داجية الـظـلُـم، فـاحمته اللمم، وأضاء قلبى لإضـاءة الـقـوم والأمـم. ومـنَّ علىَّ وجـعـلـنـى الـمسيح الـمـوعـود،

اور ظاہر کیا جائے۔ اور میرا باپ میرے معاملہ میں ہمیشہ غمگین رہتا تھا اور میری آہستگی کی خصلت اور دنیا کے کاموں میں شوخ اور چالاک نہ ہونا اس کو فکر اور غم میں رکھتا اور وہ اس کوشش میں تھا کہ تا ہم اقبال کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں اور اپنے بزرگوں کی طرح دولت اور امیری کو پالیں۔ حاصل کلام یہ کہ میرے باپ کا ارادہ تھا کہ ہم دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر پہنچ جاویں لیکن خدا نے میرے لئے ایک اور رتبہ کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پس جو خدا نے چاہا وہی ہوا۔ اور اُس نے مجھے سخت سیاہ رات میں جس کے سیاہ اور لمبے بال تھے نور عطا فرمایا اور میرے دل کو امتوں اور قوموں کے روشن کرنے کیلئے روشن کیا اور میرے پر احسان کیا اور مجھے مسیح موعود بنایا

پدرمن ہموارہ از بابت من اندوہگین می بود وخوار داشتن من دنیا را و چست نبودن من در کار آں دائما او را در اندیشہ داشت۔ و کوشش آن میکرد کہ ما بر قُلّہ کوہِ اقبال و جاہ بالا رویم۔ و بر روش بزرگان و پدرانِ خویش دولت و مکنت را در دست آریم۔ خلاصہ پدرم از بس میخواست کہ دریں دنیا بر مرتبہ ہائے بزرگ برسیم ولیکن خدا برائے من مرتبۂ دیگر ارادہ کردہ بود۔ بالآخر ہمان شد کہ پروردگار من خواستہ بود۔ پس او مرا در شب تار سیاہ کہ روکش زغال وزاغ بود روشنی بخشید۔ و مرا نوری در دست داد کہ قوم ہا را روشن سازم واز کمال منت بر حسب وعدۂ قدیم مرا مسیح موعود بگردانید

كـمـا قـدّم فـی هذا الأمر العهود. ثم أيّـدنِـی بتـأييدات، وأظهـر صدقـی بـآيـات، وجـعـل مـن شهداء أمـری كسوف الشـمـس والـقـمر، ليبرق مـحجة الدعوى ولا يكون كأراجيف السـمـر. ولـمّـا أخبـرتُ عـمّـا أُمِرتُ صَعُبَ ذالك على العلماء، وكفروا وكـذّبوا وكادوا يقتلوننی لولا خوف الحكّام ومخافة سوء الجزاء. وكانوا يـحـتـجّـون بـأنّ الـمسيـح يـنـزل من السـمـاء، كما جاء فی الكتب واتفق عـلـيـه الأكـابـر من الفضلاء، وكانوا عـلـيـه مـصـرّيـن. وأسـمعناهم فما سـمـعـوا، وفهّـمـنـاهم فما فهموا،

جیسا کہ قدیم سے اُس کا وعدہ تھا۔ پھر طرح طرح کی مددوں کے ساتھ میری تائید کی اور اپنے نشان دکھلائے اور میرے لئے آسمان پر کسوف خسوف ظاہر کیا تاکہ دعوے کی راہ چمکے اور کہانیوں کی راہوں کی طرح نہ ہو۔ اور جب میں نے اپنے مسیح موعود ہونے کی لوگوں کو خبر کی تو یہ بات اس ملک کے لوگوں پر بہت شاق گذری اور مجھے انہوں نے کافر ٹھہرایا اور میری تکذیب کی اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کرتے اگر حکام کا خوف نہ ہوتا اور وہ یہ حجت پیش کرتے تھے کہ مسیح آسمان سے اترے گا جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے اور اس پر اکابر فضلاء کا اتفاق ہے اور وہ اسی پر اصرار کرتے تھے اور ہم نے اُن کو سُنایا مگر انہوں نے نہ سنا اور ہم نے سمجھایا مگر انہوں نے نہ سمجھا

باز بگونا گون تائیدہا دست مرا بگرفت ونشانہا از برائے راستیٔ من پدیدار کرد۔ وآفتاب و ماہتاب را برائے من بالائے آسمان لباس سیاہ در برکرد تا طریق دعویٰ من آشکار و روشن گردد وآں دعویٰ مجرد افسانہ وارے نباشد۔ وہرگاہ ماموریت خود را بر مردم عرض دادم بر مولویان این دیار خیلے گران آمد۔ کمر بر تکفیر و تکذیب من چست بستند ونزدیک بود بر من میریختند اگر ہراس حاکمان وقت وبیم پاداش نبود۔ و مایۂ حجت انہا غیر آں کہ مسیح باید کہ از آسمان فرود آید بموجب آنچہ در کتب مذکور و درمیانۂ فضلاء مشہور است۔ و براین عقیدہ اصرار ورزیدند۔ ہر چہ ممکن بود شنوانیدیم ولے نشنیدند و فہمانیدیم ولے نہ فہمیدند۔

فأردنا أن نبلّغ هذه الدعوة إلى أقوام آخرين، ونجعلهم شهداء على قوم أوّلين، ونتم الحجة مرة ثانية على المنكرين. والله هو المستعان وهو نعم المولٰى ونعم المعين.

پس ہم نے ارادہ کیا کہ اس دعوت کو دوسری قوموں تک پہنچاویں اور اُن کو پہلوں پر گواہ بناویں اور منکروں پر دوبارہ حجت قائم کر دیں اور خدا سے ہم مدد چاہتے ہیں اور وہی بہتر آقا اور وہی بہتر مددگار ہے۔

لہٰذا خواستیم این مائدہ الٰہی را در پیش قوم دیگر بگستریم و آں پسینیان را[1] بر پیشینیان گواہ بسازیم و یک بار دیگر بر منکران اتمام حجت بکنیم ۔ ودر ہر کار یاری از خدا میخواہیم کہ او یار خوبے و یاوری شگرفے است ۔

[1] نقل مطابق اصل (ناشر)

﴿۱۱﴾

یآ أرضُ اسمعی ما أقول ویا سماء اشهدی

هـذا مـكتـوب إلـى خـواص الـنـاس ونخب الأقوام، من عبد الله أحـمـد☆ الـذی نُـصّـلَ لـه أسهـم الـمـلام، وأرجـو أن لا يُعجَلَ بذمّ، ولا يُـنبَـذ عـودی قبـل عـجـم، بـل يُسـمـع قـولـی بـالوقار والتُؤدة، ثم يُتبع مـا يُـلـقـی الـلّٰــه فی الأفئدة. وأدعـو الـلّٰه أن يُلهم القلوب ما هو أصـوب وأولٰـی، وهـو نـعـم الهادی ونعم المولٰی.

﴿۱۱﴾

اےؔ زمین سن جو میں کہتا ہوں اور اے آسمان گواہ رہ

یہ ایک خط ہے جو خواص لوگوں اور قوموں کے برگزیدوں کی طرف لکھا گیا ہے اور یہ خدا کے بندے احمد کی طرف سے ہے جس کے لئے ملامت کے تیروں پر پیکان رکھے گئے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ بُرا کہنے کے لئے جلدی نہ کی جائے۔ اور میری لکڑی آزمانے سے پہلے پھینک نہ دی جائے بلکہ میری بات کو آہستگی سے سنا جائے پھر اس بات کی پیروی کی جائے کہ جو خدا تعالیٰ دلوں میں ڈالے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ وہ امر دلوں میں ڈالے جو نہایت سیدھا اور بہتر ہے اور وہی اچھا ہادی اور اچھا آقا ہے۔

﴿۱۱﴾

زمیںؔ بشنو آنچہ می گویم

وآسمان گواہ باش

این نامہ ایست کہ بسوئے مردم چیدہ وکلانان ملتہا نوشتہ شدہ از قبل بندۂ خدا احمد آنکہ از برائے او بر تیرہا پیکان نکوہش در پیوستہ اند۔ امید دارم کہ در نکوہیدن شتاب کاری روا نداشتہ وپیش از آزمودن سرگی و ناسرگی نقد مرا از دست انداختہ نشود۔ بلکہ مناسب است گفتار مرا بآہستگی وآرامی گوش کردہ باز پیروی آنچہ خدا در دل بریزد نمودہ شود۔ از خدا میخواہم دلہا را رہنمونی بفرماید بآنچہ راست وبہتر است۔

☆ انا شهير باسم ميرزا غلام احمد بن ميرزا غلام مرتضیٰ القاديانی و القاديان قرية مشهورة من ملك الهند من فنجاب قريب من لاهور فی ضلع گورداسپور هٰذا علامة تكفی لمن ارادان يكتب الیّ مكتوبًا. منه

أيها الإخوان .إني أُلهمت من حضرة العزّة، وأُعطيت عِلمًا من علوم الولاية، ثم بُعِثتُ على رأس المائة، لأجدّد دين هذه الأمّة، ولأقضي كحَكَمٍ فيما اختلف فيه من العقائد المتفرقة، ولأكسر الصليب بآيات السماء، وأُبَدّل الأرض بقوة حضرة الكبرياء. واللّٰهُ سمّاني المسيح الموعود والمهدى الموعود بإلهام صريح، و وحي بيّن صحيح، وما كنت من المخادعين. وما كنت أن افوه بزور، وأدلّي بغرور، وتعلمون عواقب الكاذبين، بل هو كلام من ربّ العالمين.

اے بھائیو ! میں اللہ جلّ شانہٗ سے الہام دیا گیا ہوں اور علوم ولایت میں سے مجھے علم عطا ہوا ہے پھر میں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا تا اس امت کے دین کی تجدید کروں اور ایک حَکَم بن کر اُن کے اختلافات کو درمیان سے اٹھاؤں اور صلیب کو آسمانی نشانوں کے ساتھ توڑوں اور قوتِ الٰہی سے زمین میں تبدیلی پیدا کروں اور اللہ تعالیٰ نے الہام صریح اور وحی صحیح سے مجھے مسیح موعود اور مہدی موعود کے نام سے پکارا اور میں فریبیوں میں سے نہیں اور نہ میں ایسا ہوں کہ میری زبان پر جھوٹ جاری ہوتا اور میں لوگوں کو بدی میں ڈالتا اور جھوٹوں کے انجام کو آپ لوگ جانتے ہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے۔

برادران من ! از حضرت عزت ملہم استم و مرا از علوم ولایت بہرۂ وافی بخشیدہ بر سر صد برانگیختہ اند کہ دین این ملت را تجدید کنم و بطور حکم نصفت کیش ہمۂ اختلافات را از میانہ بردارم۔ و با نشانہائے آسمانی صلیب را بشکنم و بہ قوۂ الٰہیہ زمین را برگردانم۔ و خدا مرا بنام مسیح موعود یاد فرمودست بالہام صریح و وحی صحیح و من از فریب دہندگان نبودہ ام و ہرگز دروغ بر زبان من نرفتہ۔ و چنان نیم کہ مردم را براہ کج رہنمونی بکنم و شما انجام دروغ زنان را نیکو می دانید۔ بل این الہام از طرف پروردگار جہان است۔ ومع این ہمہ

ومع ذالك كنتُ حرَّجتُ على نفسى أن لا أتبع إلهامًا أو كرر من الله إعلاما ويوافق القرآن والحديث مرارًا، وينطبق انطباقا تمامًا. ثم كان شرط منى لهذا الإيعاز أن لاأقبله من غير أن أنظر إلى الاحياز، ومن غير أن أشاهد بدائع الإعجاز. فوالله رأيت فى إلهامى جميع هذه الأشراط، ووجدته حديقة الحق لا كالحماط. ثم كان هذا بعد ما استطارت صدوع كبدى من الحنين إلى ربّى وصمدى، ومُتُّ ميتة العشّاق، وأُحرِقتُ بأنواع الإحراق، وصُدمت بالأهوال،

اور باوجود اس کے میں نے اپنے نفس پر یہ تنگی کر رکھی تھی کہ میں کسی الہام کی پیروی نہ کروں مگر بعد اس کے کہ بار بار خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا اعلام ہو اور قرآن اور حدیث سے بکلی موافق ہو اور پوری پوری مطابقت ہو۔ پھر اس کارروائی کیلئے ایک یہ شرط بھی میری طرف سے تھی کہ میں الہام کے بارے میں اس کے کناروں تک نظر ڈالوں اور بغیر مشاہدہ خوارق کے قبول نہ کروں۔ پس بخدا کہ میں نے اپنے الہام میں ان تمام شرطوں کو پایا اور میں نے اس کو سچائی کا باغ دیکھا نہ اس خشک گھاس کی طرح جس میں سانپ ہو۔ پھر یہ الہام اس وقت مجھے ملا جبکہ میرے جگر کے ٹکڑے خدا تعالیٰ کے شوق میں اڑے اور عشّاق الٰہی کی موت میرے پر آئی اور کئی قسم کے جلانے سے میں جلایا گیا اور کئی قسم کے خوفوں سے میں کوٹا گیا

نفس خود را تنگ گرفتہ و پابند آن بودم کہ درپے ہیچ الہامے نروم تا آنکہ مکرراً از جانب خدا عزّاسمہٗ آگاہی دادہ شوم و باوجود آن با قرآن و حدیث موافقت کلی ومطابقت تامہ داشتہ باشد۔ وبعلاوہ برخود لازم کردہ بودم کہ نگاہے دقیقے در ہمۂ اطراف الہام بیندازم وزنہار آنرا قبول نکنم تا آنکہ خوارق عجیبہ و اعجاز کامل ہمراہ آن نیابم۔ اکنوں سوگند بخدائے بزرگ یاد مے کنم مے گویم کہ این شرائط را بتمامہا در الہام خود موجود می بینم و آنرا باغے سرسبز و آراستہ می بینم نہ چوں آں گیاہے کہ مار در زیر آن پنہاں باشد۔ وقطع نظر ازین ہمہ این الہام وقتے نصیب من شد کہ از شوقِ الٰہی جگر من پارہ پارہ شد و موت عشاق برمن وارد آمد و از گوناگون آتشہا بسوختم۔ و از اقسام خوفہا کوفتہ گردیدم و

وصُرم قلبی من الأهل والعيال، حتی تمّ فعل الله وشرح صدری، وأودع أنوار بدری. ففزت منه بسهمين: نور الإلهام ونور العينين. وهذا فضل الله لا رادّ لفضله، وإنه ذو فضل مستبين.

وقد ذكرت أن إلهاماتی مملوة من أنباء الغيب، والغيب البحت قد خُصّ بذات الله من غير الشك والريب، ولا يمكن أن يُظهر الله على غيبه رجلا فاسد الرويّة، وخاطِبَ الدنيا الدّنيّة. أيُحب اللّٰهُ امرءًا بسط مكيدةً شباك الردا، و

اور اہل وعیال سے میرا دل کاٹا گیا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا فعل پورا ہو گیا اور میرا راستہ کھولا گیا اور میرے چاند کا نور مجھ میں بھرا گیا۔ پس اس سے مجھے دو حصے ملے۔ الہام کا نور اور عقل کا نور۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور کوئی اس کے فضل کو رد نہیں کر سکتا۔

پھر میرے الہام غیب کی پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور غیب اللہ جلّ شانہٗ کی ذات سے خاص ہے اور ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر اس شخص کو پورا غلبہ بخشے جو فاسد الخیال اور دنیا کا چاہنے والا ہے۔ کیا خدا ایسے آدمی کو دوست پکڑ سکتا ہے جس نے ہلاکت کی دام محض فریب کی راہ سے بچھائی

از ہمہ عیال و اموال بیکبار ببریدم تا آنکہ فعل خدا از قوۃ بفعل آمد و سینۂ مرا کشادی و بدر مرا نور کامل درکار کردند۔ پس دو بہرۂ ازاں بدست آوردم نور الہام و نور عقل[۲]۔ واین ہمہ از فضل خداست وکس را یارائے آن نہ کہ فضل وے را منع بکند۔

والہامات من ہمہ پُر از اخبار غیب مے باشد۔ وغیب بحت البتہ خاصۂ خدا است ونمے شود خدا بر غیب غلبۂ تامہ شخصے را کہ دارندۂ خیالات بد وخواہندۂ دنیا باشد۔ آیا ممکن است خدا شخصے را دوست گیرد کہ دام ہلاک مردم از راہ مکروز در گسترده

أضلّ الناس وما هدىٰ، وأضرّ الملّة كالعدا، وما جلّى مطلعها بنور صدقه وما راح بهمّها وما غدا، بل زاد بكذبه صداء الأذهان، ونشر بمفترياته هباء الافتنان؟ كلا بل إنه يخزى المفترين، ويقطع دابر الدجّالين، ويلحقهم بالملعونين السابقين.

ثم اعلموا أني قد كنتُ أُلهمتُ من أمدٍ طويل، وعُلِّمْتُ ما عَلِمْتُ من ربٍّ جليل، ولكني استترت عن الخلق حينا، لا يعرفون لي عرينا، وما اخترت منهم نجيًّا وقرينا. فلما أُمِرتُ للإظهار، وقُطِعَت سلسلة

اور لوگوں کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی اور دین اسلام کو دشمنوں کی طرح ضرر پہنچایا اور نور صدق سے اس کے مطلع کو روشن نہ کیا اور اُس کی غم خواری میں نہ کبھی صبح کی اور نہ شام اور اس کی اصلاح کیلئے کچھ تگ و دو نہ کی۔ بلکہ اپنے جھوٹ کے ساتھ ذہنوں کا زنگ بڑھایا اور اپنے افترا کی باتوں کے ساتھ امت میں فتنہ کی گرد وغبار پیدا کر دی۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ مفتریوں کو رسوا کرتا اور اُن کی جڑ کاٹ کر ان کے ساتھ ان کو ملا دیتا ہے جو اُن سے پہلے لعنت کئے گئے ہیں۔

اور پھر یہ بات یاد رکھو کہ ایک مدت سے مجھے الہام ہو رہا تھا جس کو میں نے لوگوں سے ایک عرصہ تک چھپایا اور اپنے تئیں ظاہر نہ کیا۔ پھر میں ظاہر کرنے کیلئے مامور ہوا تب میں نے حکم کی تعمیل کی اور تمہیں

ومردم را در مغاک گمرہی سرنگون انداختہ و چون دشمنان در پئے آزار اسلام برآمدہ۔ واز صدق مطلع اش را روشن نساختہ بامداد وشامگاہان ہرگز از بہر بہبود آں کوششے نکردہ واز پئے اصلاح مردم اندکے تگ و دو ہم روا نداشتہ۔ بل مزیدے برآں از دروغ وجعل خویش زنگ بر ذہنہا افزودہ۔ واز افترائی خود درمیانۂ امت گرد وغبار فتنہ برانگیختہ۔ نی نی بلکہ خدا مفتری را رسوا کند و بیخ دجالان را برکندہ انہارا با ملعونان پیشین پیوند می بخشد۔
پوشیدہ نماند کہ دیر باز است این الہام بمن شد و لے از مردم پوشیدہ داشتم۔ باز چوں امور بہ اظہار شدم

الاعتذار، فلبيت الصائت كطائعين. وقد بلغكم الأحاديث من المحدّثين، وسمعتم أن المسيح الموعود والمهدى الموعود يخرج عند غلبة الصليب، ويتلافى ما سلف من الإضلال والتخريب، ويهدى قومًا مهتدين. و الذين منعتهم الحميّة والنفس الأبية من القبول، فيصيرون بحربة الإفحام كالمقتول. وأمّا ﴿۱۲﴾
نزوله إلى الأعداء فأشير فيه إلى أنه رجل من الفقراء، لا يكون له دروع وأسلحة، ولا عساكر و مملكة، ولا تنبرى له ملحمة، بل تكون له سلطنة فى السماء، وحربة من الدعاء. فقد رأيتم بأعينكم أن دين الصليب قد علا.

حدیثیں پہنچ چکی ہیں اورتم سن چکے ہو کہ مسیح موعود اورمہدی موعود صلیب کے غلبہ کے وقت ظاہر ہو گا اور صلیبی خرابیوں اور گمراہیوں کی تلافی کرے گا اور مستعد لوگوں کو ہدایت دے گا اور جن کو ان کے نفسانی ننگ اور سرکشی قبول کرنے سے روکے گی وہ اتمام حجت کے حربہ سے مقتول کی طرح ہو جائیں گے۔ اور مسیح میں نزول کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا تا کہ
﴿۱۲﴾ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ مسیح زرّہ اور ہتھیاروں کے ساتھ ظاہر نہیں ہو گا اور کوئی لڑائی اس کو پیش نہیں آئے گی بلکہ اس کی بادشاہت آسمان میں ہو گی اور اُس کا حربہ اس کی دعا ہو گی ۔سو آپ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دین صلیبی اونچا ہو گیا

وچارۂ ازقبول آوازحق نداشتم لذا برخلق عرضہ دادم و برشما آشکاراست چنانچہ مدعائے آثار و اخباراست کہ مسیح موعود در وقت غلبۂ صلیب بروز کند و جبر کسر فتنہ ہا و گمراہی ہائے صلیب کاراو باشد و دلہائی مستعد راہدایت بخشد وانہائے کہ ننگ و عارشاں ازقبول دعوتش باز دادہ البتہ باحربۂ اتمام حجت کشتہ وارے شوند۔لفظ نزول برائے او اشارت بدان است کہ او شخصے فقیر و ناتوان و
﴿۱۲﴾ سلاح وزرہ وسلطنت وسپاہ وحشمت اورانباشد۔ وَرزم و پیکاراورادرپیش نیاید۔بل بادشاہی او درآسمان وسلاح و زرہ او دعائی او باشد۔ اکنون شما بچشم سر دیدید کہ دیانۂ صلیبی بلند شدہ

وكل أحد من القسوس طعن في ديننا وما ألا، وسبّ نبيّنا وشتم وقذف وقلا، وتجدونهم في عقيدتهم متصلبين، ومن التعصب متلهبين، وعلى جهلاتهم متفقين، وقد صنّفوا في أقرب مدّة كتبا زهاء مائة ألف نسخة، وما تجدون فيها إلّا توهين الإسلام وبهتانًا وتهمة. ومُلئت كلها من عذرة لا نستطيع أن ننظر إليها نظرة. وترون ان اكثرهم اناس مكائدهم كالهوجاء الشديدة جارية، وقلوبهم من كسوة الحياء عارية. وتشاهدون أنهم على رؤوس العامة كداعي

اور پادریوں نے ہمارے دین کی نسبت کوئی دقیقہ طعن کا اٹھا نہیں رکھا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور بہتان لگائے اور دشمنی کی اور تم دیکھتے ہو کہ وہ اپنے عقیدے میں کیسے سخت ہو گئے ہیں اور کیسے تعصب سے افروختہ ہیں اور اپنی باطل باتوں پر کیسے اتفاق کئے بیٹھے ہیں اور تھوڑی مدت سے ایک لاکھ کتاب انہوں نے ایسی تالیف کی ہے جس میں ہمارے دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز گالیوں اور بہتان اور تہمت کے اور کچھ نہیں اور ایسی پلیدی سے وہ تمام کتابیں پُر ہیں کہ ہم ایک نظر بھی ان کو دیکھ نہیں سکتے اور تم دیکھتے ہو کہ اُن کے فریب ایک سخت آندھی کی طرح چل رہے ہیں اور ان کے دل حیا سے خالی ہیں اور تم مشاہدہ کرتے ہو کہ ان کا وجود تمام مسلمانوں پر ایک موت

وکشیشان زبان ملام ونکوہش بر دین ما دراز کردہ ہیچ دقیقہ از دقائق دشنام و بدگوئی نسبت بہ سید المعصومین خیر المرسلین فخر اولاد آدم ہادی امم سید و مولائی ما محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرونگذاشتہ اند۔ و پوشیدہ نیست کہ دریں عقیدہ چقدر تصلّب پیدا کردہ واز آتش عصبیت سراپا افروختہ و بریں دروغ بے فروغ چساں سرفرود آوردہ اند۔ وقریب بہ یک لک کتاب نوشتہ اند کہ ہمہ اش پُر از ہتک عرض اسلام و دشنام حضرت خیر الانام می باشد۔ وآن کتاب ہا بطوری نجاست وبوئے بد در اندرون داشتہ است کہ خیلے دشوار است مسلمے غیور نگاہے در آن تواند بکند۔ وشما می بینید فریب و دغائی اُنہا مانند گرد باد تند وزاں و دلہائے آنہا پُر از وقاحت و تہی از حیا و ایمان است۔ و وجود منحوس اُنہا برائے عامہ مسلمین

الثبور والويل، وتُدفع إليهم زُمع الناس كغثاء السيل. وما أقول أنهم يُنصرون من السلطنة أو يُواسون من أيادى الدولة، بل الدولة البرطانية سوّت رعاياها فى الحرّية، وما غادرت دقيقة من دقائق النصفة. وكل فرقة نالت غاية رجائها فى أمور الملّة، وما ضُيّق على أحد كأيّام الخالصة. واسترحنا مذ علقنا بأهدابها، فندعو لها ولأركانها ولأربابها. وأمّا القسوس فلا يأتيهم من هذه الدولة شيء يُعتدّ به من مال الإمدادات، بل اجتمع شملهم بما أنهم قبضوا من قومهم كثيرا من الصِّلاة ونصُّوا الإحالات، وما برحوا

کھڑی ہے اور کمینہ طبع آدمی خس وخاشاک کی طرح ان کی طرف کھنچے جا رہے ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سلطنت برطانیہ کی طرف سے ان کو مدد ملتی ہے یا یہ سلطنت مال کے ساتھ ان کی غم خواری کرتی ہے بلکہ دولت برطانیہ نے اپنی تمام رعیت کو آزادی میں برابر رکھا ہے اور کوئی دقیقہ انصاف کا اٹھا نہیں رکھا اور ہر ایک فرقہ امور مذہب میں اپنی انتہائی مراد کو پہنچ گیا ہے اور سکھوں کے ایام کی طرح کوئی تنگی نہیں اور ہم اس وقت سے کہ اس کا دامن پکڑا آرام میں ہیں اور اس کے لئے اور اس کے ارکان کے لئے دعا کرتے ہیں ۔ مگر پادری لوگ اس دولت سے کوئی خاص امداد نہیں پاتے اور ان کی مالی جمعیت کا سبب یہ ہے کہ قوم کے چندہ میں سے بہت سا روپیہ ان کے پاس جمع ہے اور ہر ایک وعدہ ایفا ہو کر نقدی ان کے پاس اکٹھی ہوتی

وبائی جان ستان است وسفیہان پست نژاد چوں خس وخاشاک بسوئے اُنہا کشان میروند۔ نمی گویم سلطنۂ برطانیہ پشت و پناہ انہا بودہ یا از عطائے مال ونوال چارۂ کار انہا رامی نماید۔ حاشا وکلّا بل دولہ برطانیہ جمیع رعایا را از جہت حریت وآزادی بادیدۂ مساوات می بیند و دریں باب کمال نصفت و دادگری را مرعی داشتہ است چنانچہ ہمۂ ملل درزیر ظل رافت وے بر منتہائے آرزوئے خویش رسیدہ اند وچون عہد نحوست مہد خالصہ سکھ ہیچ نفسے عرضۂ بلاء مزاحمت نیست۔ واز وقتے کہ دست بدامانش زدہ ایم براحت بسر می بریم وجہت وے وارکان وے دعا می کنیم ۔ ام کشیشاں مخصوصاً اعانۂ از دولہ برطانیہ بایشان نرسد۔ وسبب فراہم آمدن این مبالغے گزاف آنکہ جمیع ملّت توزیعات بدیشان مید ہند و ہر کسے ہر چہ وعدہ بانہا کند ایفائی آنرا بر خود لازم داند۔

يـجـمـعون القناطير المقنطرة من عين الإعـانـات، وأموال الـصـدقات من الـنقود والغلّات. فكل من دخل دينهم رتّبوا له وظائف وصِلا تًا، وزوّدوه بتاتا وجـمعوا له شتاتا. وكذالك قوّى أمر قسيسين مـالُهُـم، وزاد منه احتيالهم. واستـحـضـروا كـل آلات الاصطيـاد والأسار، واستعـمـلـوا من المجانيق الصغار والكبار. وأُنهِضَ إلى كل بلدةٍ جـمـاعةٌ مـن المتنصّرين، فعمّروا بيعا وسـكـنـوا فيهـا كـالقـاطنين، وجروا كـالسيـول فـى سـكـك الـمسلمين. وجـعـلـوا يُـخـادعـون أهلها بـأنواع الافتـراء، ثـم بـإرسـال النساء إلى

جاتی ہے اور لوگوں کی امداد سے ہمیشہ بے شمار روپیہ ان کے پاس آتا رہتا ہے۔ پس ہر ایک شخص جو ان کے دین میں داخل ہوتا ہے اس کے لئے وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور اس کا تفرقہ اور پراگندگی دور کی جاتی ہے اور پادریوں کے مال نے ان کی بات کو قوی کر دیا ہے اور ان کی حیلہ سازی اس سے بڑھ گئی ہے۔ شکار کرنے اور قید کرنے کے تمام ہتھیار ان کو مل گئے ہیں اور چھوٹی بڑی فلاخنیں تمام استعمال میں لا رہے ہیں اور ہر ایک شہر کی طرف ایک جماعت نو عیسائیوں کی بھیجی گئی ہے اور انہوں نے ہر ایک شہر میں اپنے گرجے بنائے اور مقیموں کی طرح وہاں رہنے لگے اور سیلاب کی طرح مسلمانوں کے کوچوں میں بہنے لگے اور طرح طرح کے افتراؤں سے اس شہر کے باشندوں کو دھوکے دینے لگے۔ پھر اپنی عورتیں

لاجرم ہر سال مبلغے گران وبیشمار در دست انہا جمع میشود ولہٰذا ہر کہ از اغیار دیانہ عیسویہ را بپزیرد مدد معاش بجہت او معین دارند واز مذلّت افلاس وتنگ فقر وفاقہ اش بیرون آرند، ایں مال ونوال بازار کشیشان را روائے بخشیدہ حیلہ گری انہا را بالا کشیدہ ہر گونہ آلات نخچیر افگنی وصید اندازی در دست انہا آمدہ۔ وہر نوع فلاخن ہائے کوچک وبزرگ در کار آوردہ اند۔ در ہر بلدۂ پارۂ از متنصران را فرستادہ وکنشتی برپا کردہ وانہا را در قرب وجوار مسلمین سکنی دادہ۔ وسیل فتنہ ہا واغوا در کوچہ ہائی اہالئی اسلام روان ساختہ اند۔ ہر قدر از افترا ودروغ ممکن باشد مردم سادہ را از جا برکنند واز راہ برندو مزیدے بران زنان خود را درخانہ ہائے شرفاے فرستند۔ خلاصہ این دجالان ہرچہ

بیوت الشرفاء. فالغرض أنهم زرعوا المكائد من جميع الأنحاء، وانتشروا كالجراد فى هذه الأكناف والأرجاء، وقلوا كل من أحيا معالم الهُدىٰ، وجعلوا بلادنا دار البلاء والرَّدَى. ومِلّتهم الباطلة أحرقت مجالس ديارنا وأكلتها، وما بقى دار إلّا دخلتها، ولم يجد أهلها العوامّ للدفاع استطاعة، ولا للفرار حيلة، فصُبّت مصائب على الإسلام ما مضى مثلها فى سابق الأيام. فنراه كبلدة خاوية على العروش، وفلاة مملوة من الوحوش، وإن بلادنا الآن بلاد انزعج أهلها، و

اسی غرض کے لئے شریفوں کے گھروں میں بھیجیں۔ پس حاصل کلام یہ کہ انہوں نے ہر ایک طور سے مکر کا بیج بویا اور ٹڈی کی طرح ان اطراف میں منتشر ہوگئے اور ہر ایک کو جو ہدایت کے نشانوں کو زندہ کرتا تھا دشمن پکڑا اور ہمارے ملک کو بلا اور موت کی جگہ بنا دیا اور ان کے مذہب باطل نے ہمارے ملک کی نیکیوں کو دور کر دیا اور کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں یہ مذہب باطل داخل نہ ہو اور اس ملک کے باشندے جو اکثر عوام میں ہیں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور نہ گریز کے لئے کوئی حیلہ ملا پس اسلام پر وہ مصیبتیں پڑیں جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ہے۔ پس وہ اس شہر کی طرح ہو گیا جو مسمار ہو جائے اور اس جنگل کی طرح جو وحشیوں سے بھر جائے اور اب ہمارا ملک وہ ملک ہے جس کے باشندے جڑ سے اکھاڑے گئے

از دانہائی مکیدت و خدیعت درخرمن دارند انباشتہ اند وچوں مورد ملخ درہر چہار سوئے بلاد ما پراگندہ شدہ اند۔ وخیلے دشمن دارند شخصے را کہ دین حق را زندہ کند۔ وشہر ہائے ما را ماوائی بلا وآفات ساختہ اند۔ دیانۂ باطلہ انہا بنیاد ہر گونہ نیکی را از پا درآوردہ وخانۂ نماندہ کہ این زور پر شرور درآں داخل نشدہ۔ اہالئی ایں بلاد کہ از عامہ ناس می باشند درخود ہا تاب وتوان مقاومہ با انہا ندیدند ونہ راہ گزیر☆ وخلاص فہمیدند۔ لاجرم بر اسلام مصیبت ہا نزول آورد کہ زمانہ ہائے پیشین نظیر آن موجود نداشتہ اند۔ واسلام چون شہرے گردید کہ زیروزبر وبکلی مسمار بشود یا چون صحرائے شدہ کہ مسکن ددودام بگردد۔ اکنون ساکنانِ بلاد ما کسانے می باشند کہ از بیخ برکندیدہ

☆ ایڈیشن اول میں سہواً ’’گزیر‘‘ لکھا گیا ہے درست ’’گریز‘‘ ہے۔ (ناشر)

تشتّت شملها، فليبک عليها من كان من الباكين. ولقد كثر أسَفي على الآثار الأولى كيف زالت، وعلى أيام الهُدىٰ كيف أحالت، والناس تركوا المحجّة ومالوا إلى أودية وشعاب. ومنافذ صعاب، ومضائق غير رحاب. وكم من أناس كانوا يزجون الزمان ببؤس في الإسلام، وينفدون العمر بالاكتياب والاغتمام، ثم رأوا في الملة النصرانية مرتعا، ووجدوا في أهلها مطمعا، فألجأهم شوائب المجاعة إلى أن يلحقوا بتلك الجماعة. فرفضوا مذهب الإسلام، وتنصروا من برحاء

اوران کی تمام جمعیت متفرق ہوگئی۔ اب جس نے رونا ہو اس ملک پر روو ے اور مجھے اسلام کے پہلے آثار پر بہت غم ہوا کہ وہ کیونکر دور ہو گئے اور نیز دنوں پر بھی افسوس ہوا کہ وہ کیسے بدل گئے اور لوگوں نے سیدھی راہ کو چھوڑ دیا اور وادیوں اور ٹیڑھی راہوں اور دشوار گذار اور تنگ طریقوں کی طرف جھک گئے۔ کئی ایسے آدمی تھے۔ کہ جو اسلام میں بڑی سختی سے اوقات بسری کرتے تھے اور غموں میں عمر کاٹتے تھے پھر عیسائی مذہب میں انہوں نے ایک چراگاہ دیکھا اور عیسائیوں کو اپنی دنیوی لالچوں کا محل پایا۔ سو بھوک کی تکالیف نے ان کو اس بات کی طرف مضطر کیا کہ وہ عیسائیوں میں جا ملیں۔ لہٰذا انہوں نے اسلام کو ترک کر کے سختی کی وجہ سے اور نیز عیاشی

شدہ و جمعیت اوشاں از ہم پاشیدہ است۔ اکنوں باید برایں بلا دسرشک خون بریزد ہر کہ گریستن می خواہد و من اندوہ ہاے خورم برآثار اولین اسلام کہ چگونہ ناپدید گردیدہ وآں روز ہائے راستی و روشنی بہ تاریکی وسیاہی عوض شدہ۔ مردم راہ راست را گزاشتہ سر بہ وادیہائے جانفرسائے مردم آزما و راہ ہائے پیچاپیچ دادہ اند۔ بسا آدم کہ در اسلام بہ تنگی بسرے بردند و روزگار بہ اندوہ می گزرانیدند در دیانہ نصاریٰ چراگاہے دیدند و نصرانیان را محلِ ہوا و آز خود یافتند۔ لہٰذا زحمت گرسنگی انہار ا برآن آورد کہ بانصاریٰ در آمیختند واز بیم سختی و تنگی و ہم آرزوے تن پروری

الوجد وبتاريج الشوق إلى الرفة	اور شراب نوشی کے شوق سے عیسائیت کو اختیار کیا ﴿۱۳﴾
وشرب المدام. ثم مع ذالک كانوا من	اور پھر باوجود ان حاجتوں کے وہ لوگ سفیہ اور
السفهاء والجهلاء ، وما كان لهم	جاہل تھے اور نہ علم اور عقل سے کچھ حصہ تھا اور نہ
نصيب من العلم والدهاء ، ولا حظ من	پرہیزگاری اور عفت سے بہرہ۔ اسی لئے انہوں
العفّة والاتقاء. لا جرم أنهم آثروا	نے نفس امارہ کی خواہشوں کو اختیار کیا اور ان کی
أهواء النفس الأمّارة، وألْوَتْ بهم	بدبختی نے ہلاکت اور گمراہی کی طرف ان کا منہ
شقوتهم إلى الخسارة. وكذالک	پھیر دیا ۔ اسی طرح بہت سے بزرگوں اور
كثير من ذرية الأماثل والأفاضل	سادات اور شریفوں کی اولاد عیسائیوں کی طرف
والسادات، أجمعوا على الجنوح إليهم	جھک گئی اور گمراہی کے پیالے پیے کیونکہ انہوں
وسُقُوا كأس الضلالات، بما آنسوا	نے عیسائی مذہب کو دیکھا کہ عیسائی ہونے والوں
النصرانية تفتح على المتنصرين أبواب	پر اباحت کے دروازے کھولے ہوئے ہیں اور
إباحة، وتخرجهم من مضائق حرمة	حرمت اور عدمِ حِلّت کی تنگیوں سے اُن کو باہر
وعدم حلة، ثم يواسيهم القسوس في	نکال دیا ہے۔ پھر پادری لوگ اُن کی ابتدائی زمانہ
مطرف أيامهم بمال ودولة،	میں مال اور دولت سے ان کی مدد کرتے ہیں

﴿۱۳﴾ و مے نوشی جامہ تنصر در بر کردند۔ بعلاوہ ہمچو کسان از نادانان و پست فطرتان و از زینت علم عاری
و از لباسِ عفت و تقویٰ بکلی محروم بودند۔ از ہمیں سبب دنبال ہوائے نفسِ امّارہ افتادہ بودند۔ و
شومئ بخت روئے توجہ انہارا بسوئے زیاں کاری و تباہی بگردانید۔ ہم چنیں بسیارے از اولاد
بزرگان و شرفاء و سادات میل بہ عیسویت کردند۔ و کاسہ ہائے گمراہی را لبالب بنوشیدند زیرا کہ
دیدند عیسویت بر متنصران درہائے اباحت را کشادہ و از تمییز درمیانہ حرام و حلال انہارا
بکلّی معاف داشتہ است۔ ومع این ہمہ کشیشان در آغاز حال با مال و منال دست انہارا میگیرند و

ولا يُهـدّدون ولا يتـوعـدون عـلـى معـصية. ولا يُبـالغون فى ملامة عند ارتكاب كبيرة، بما تفيّأوا ظل كَفّارةٍ مُطَهِّرة. فكذالك يُـزيدونهم جرأة علـى جـرأة حتـى تـكون الإباحة لأكثرهـم دربة، ويـحسبون سهوكة ريّـاهـا طيبـا وطيبة. ويتبـرّءون مـن الإسـلام، ويسبّـون نبيـنـا خير الأنام، ويـقـذفـون مـعـادين بـعد مـا كـانوا مسلـميـن فـى حيـن، إلّا قـليـلا من الـمستـحيين. وكـذالك يـفـعلون ليـرضـوا الـقسوس ويستوعبوا الفلوس ويـكـونوا من الـمتـمـوّلين. فيحصل

اور کسی معصیت پر کچھ زجر اور توبیخ نہیں کرتے اور کسی بڑے گناہ پر کچھ بہت ملامت نہیں کرتے کیونکہ نو عیسائی پاک کرنے والے کفارہ کے سایہ کے نیچے آجاتے ہیں۔ اسی طرح نو عیسائیوں کی جرأت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ ان میں سے اکثر کی اباحت عادت ہوجاتی ہے اور اس کی بدبو کو خوشبو اور پاک خیال کرتے ہیں اور اسلام سے سخت بیزار ہوجاتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں بعد اس کے جو کسی وقت مسلمان تھے اور تھوڑے ایسے بھی ہیں جو شرم رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح کرتے رہتے ہیں تا کہ پادریوں کو راضی کریں اور ان سے پیسہ اکٹھا کریں اور مالدار ہوجائیں۔ سو اُن کو

برارتکاب ہیچ گونہ کار تباہ و امر منکر زبان ملام نمی کشایند۔ ہر چہ گناہے بزرگ سر برزند چندان مبالغہ درنکوہش نمی نمایند۔ بجہت اینکہ متنصّران در زیر سایہ کفارۂ پاک کنندہ جائے میگیرند۔ خلاصہ براین نہج ہرروز جرأت و دلیری درانہا می افزاید تا آنکہ باباحت خوگرفتہ شوند و بوئے بدش رابوئے خوش پندارند و از اسلام بیزار و نبی کریم مارا (صلی اللہ علیہ وسلم) ناگفتنی ہا گویند بعد از انکہ وقتے مسلمان بودند و ہم چنیں رفتار دارند تا کشیشان را دردام آرند وازانہا وجہ نقدی بستانند و صاحب مال و دولت گردند۔ خلاصہ

لهم نضرة بنضارهم، وزهرة بإظهارهم، حتى يكونوا فى رفههم كحديقة أخذت زخرفها وازّيّنت، وتنوعت أزاهيرها وتلوّنت. وكذالك قسوسهم يحبونهم بتلك الخصائل والسب والهذيان، والمجادلات وهذر اللسان، ويظنون أنهم التفّوا بأهدابهم بخلوص الجنان. فيعتمدون عليهم فى كل مورد يرِدُونه، ومعرّس يتوسدونه، وتستهويهم خضرة دمنتهم للمنادمة، وخدعة سمتهم بالمناسمة، ويقبلون عليهم بالمنّ والإحسان، والجود و

پادریوں کے روپیہ سے تازگی حاصل ہو جاتی ہے اور ان کے پھولوں سے وہ تازہ حال رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی خوشحالی اور آسودگی میں ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ایک باغ ہیں مزیّن اور آراستہ جس کے پھول گونا گوں اور رنگا رنگ ہیں اور اسی طرح ان کے پادری ان خصلتوں اور بدگوئی اور بدزبانی اور کج بحثی اور بیہودگی کی وجہ سے ان سے پیار کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ دلی خلوص سے ان کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ پس ہر ایک جگہ جو وہ وارد ہوں اور ہر ایک فرودگاہ میں جو وہ اتریں ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان لوگوں کی ظاہری صفائی اور نیک بختوں کا سامنہ بنایا ہوا پادریوں کو اس دھوکا میں ڈالتا ہے کہ وہ اپنے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونے اور ہمراز ہونے کیلئے ان لوگوں کو پسند کر لیتے ہیں اور احسان اور مروت کے ساتھ پیش آتے

مال کشیشان برخورمی و تازگی انہا می افزاید و گلہائی اسقفان حال انہا را شادان می نماید۔ تا آنکہ ازین خوش بختی گوئی باغے ہستند از بس آراستہ و پیراستہ و گلہائی گونا گون و شگوفہائے بوقلموں بر آوردہ۔ وہمچنین کشیشان آں سقط گفتن و زبان بہ ناواجب کشودن و کج بحثی و بے راہ روی انہا را بجان دوست دارند و پندارند کہ انہا باخلاص ہرچہ تمامتر خود را بدامن ایشان بستہ اند۔ لاجرم در ہر مقام و ہر موقع اعتماد برانہا کنند صفائی ظاہر وروی پارسایانۂ انہا کشیشان را فریب دہد تا انہا را شریک نوالہ و پیالہ سازند و امباز و دمساز راز نمایند و ہر گونہ منت و احسان برانہا کنند۔ پس این متنصّران

الامتنان. فیسحبون مطارف الثراء، ویزینون معارف السراء، ثم یمرّون بصحب لهم کانوا بهم من قبل کأسنان المشط فی استواء العادات والمیل إلی السیئات، وکانوا یُکابدون أنواع الفقر والبؤس والحاجات، فیقصّون علیهم قصص رخائهم بعد بأسائهم وضرّائهم، ویذکرون عندهم مبرة القسوس وجرایاتهم، وما أترعوا الکیس من الفلوس بعنایاتهم. وکذالک لم یزالوا یحثونهم وفی الأموال یرغبونهم، وإلی وسائل الشهوات یحرّکونهم

ہیں۔ پس یہ لوگ دولتمندی کی چادریں ناز سے کھینچنے لگتے ہیں اور اپنے چہروں کو جو فراخی کی حالت میں ہوتے ہیں زینت دیتے ہیں۔ پھر ان دوستوں کو ملتے ہیں جو شانہ کے دندانوں کی طرح ان سے بدی میں برابر اور ہم خیال تھے اور طرح طرح کے فقر وفاقہ کی سختی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور ان سے اپنے قصے بیان کرتے ہیں کہ وہ کیسی تنگی اور تکلیف سے فراخی میں آ گئے اور ان کے پاس پادریوں کے نیک سلوک کا ذکر کرتے ہیں اور وہ سب کچھ بیان کرتے ہیں جو ان کے دائمی وظیفے ہوئے اور جو کچھ انہوں نے مال سے جیب پر کئے۔ اسی طرح ان کو ہمیشہ رغبت دیتے رہتے ہیں اور مالوں اور طرح طرح کے وسائل شہوات کی طرف ان کو ترغیب دیتے ہیں۔

با حلہ تمول دامن کشان گزرند و چہرہ ہائے خود را کہ بہرہ منداز شاد کامی باشند زیب و زینت بخشند۔ باز بآن دوستان آمیز گاری کنند کہ مثل دندان شانہ در بدکرداری و ناہنجاری با انہا برابر و ہمنوا و چوں انہا بے برگ و بے نوا بودند۔ و با انہا صحبت دارند و از فراخ حالی و شاد کامی کہ اکنون با نہا حاصل است و از حسنِ سلوک کشیشان ذکری درمیان آورند و ہمہٴ آنچہ بطور جامگی و مدد معاش از انہا گرفتہ و کیسہ ہا را از نقد پر کردہ اند مذکور سازند۔ خلاصہ ہمچنیں انہا را برمی انگیزند و برائے ثروت و مال و اسباب شہوات انہا را تشویق دہند تا آنکہ

إلـى أن يـريـن هـوى التنصـر علـى قـلـوبهـم، ويسفـي هـواء الطمع نور لبـوبهـم، فيُـوَطِّنُـون نـفـوسهم علـى الارتـداد ويـضـربـون عليـه جروتهم لـخبـث الـمـواد، ثـم يـرتدون قائلين بـأنهـم كـانوا طلّاب الحق والسداد. والأصـل فـى ذالک أن أكثـر الناس فـى هذا الزمان قد تمايلوا على الدنيا وقـلّـت معرفة الله الديّان، وقلَّ خوفُهُ ولـم تبق محبّته فى الجنان. فلما رأوا زخـرف الـدنيـا فـى أيـدى القسوس مـالـوا إليهـم بـرغبة النفوس، فلأجل ذالک يدخلون فى ظلماتهم أفواجًا،

یہاں تک کہ ان پر بھی نصرانیت کی خواہش غالب آجاتی ہے اور طمع کی ہوا ان کے دلوں کے نور کو اڑا کر لے جاتی ہے۔ پس مرتد ہونا دل میں ٹھان لیتے ہیں اور دل کو اس پر بوجہ خباثت مواد پختہ کر لیتے ہیں پھر یہ کہتے ہوئے مرتد ہو جاتے ہیں کہ وہ سچائی کے متلاشی تھے اور اس بد مذہبی کی گرم بازاری کا اصل سبب یہ ہے کہ اکثر لوگ اس زمانہ میں دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کا خوف کم ہو گیا اور دل میں اس کی محبت باقی نہ رہی۔ پس جب کہ ان لوگوں نے دنیا کی زینت کو پادریوں کے ہاتھ میں دیکھا تو اپنے دلوں کی رغبت سے ان کی طرف مائل ہو گئے سو اسی لئے ہزارہا لوگ ان کی تاریکی میں داخل ہو رہے ہیں

ہوائے تنصّر در دل انہا جا گیرد و باد آز نور خرد انہا را ربا ید۔ آخر بر ارتداد آمادہ شوند و بسبب خبث مادہ دل را بر اں نیّت استوار کنند و باز چون مرتد شوند۔ گویند ما طالبان راستی بودیم ۔ اصل این فساد آنکہ اکثرے درایں زمانہ ہمہ تن روی بدنیا شدہ وخوف خدا وشناخت وے نماندہ ومحبت وے از دلہا دُور شدہ۔ پس ہرگاہ امثال ایں کساں زینت دنیا در دست کشیشاں دیدند با ہزار جان بسوئے انہا دویدند۔ ازیں جہت است کہ فوج فوج مردم در اندرون تاریکی انہا جائے مے جویند و پشت

ويتركون سراجًا وهّاجًا. ولا تنفع
المباحثة الخالية عن الخوارق عند
هذه الآفات، فإن الدنيا صارت لهم
منتهى المآرب وملأ الفساد في
النيّات. فحينئذٍ اشتدّت الحاجة إلى
تجديد الإيمان بالآيات. وطالما
أيقظهم العالمون فتناعسوا
وجذبهم الواعظون فتقاعسوا
وما نفعتهم البراهين العقلية
ولا النصوص النقلية. وزادوا
طغيانا واعتسافا، وتركوا عدلا
وانصافا. فالسرّ فيه أن القلوب ﴿۱۴﴾
قدّ عمت، والعقول قد كدرت، ﴿۱۴﴾

اور چراغ روشن کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ سو ان آفتوں کے وقت میں صرف مباحثہ جو خوارق سے خالی ہو کچھ فائدہ نہیں دیتا کیونکہ ایسے لوگوں کا اصل مقصود دنیا ہے اور نیتوں میں فساد بھرا ہوا ہے اور اس وقت ایمان کے تازہ کرنے کے لئے نشانوں کی حاجت ہے اور بہت مدت تک عالموں نے ان کو جگایا پس وہ بتکلّف سوئے رہے اور وعظ کرنے والوں نے ان کو اپنی طرف کھینچا پس وہ پیچھے ہٹ گئے اور ان کو نہ براہین عقلیہ نے نفع دیا اور نہ نصوص نقلیہ نے اور تجاوز اور تعصب میں بڑھ گئے اور عدل اور انصاف کو چھوڑ دیا۔ اور اس میں بھید یہ ہے کہ دل اندھے ہو گئے اور عقلیں مکدر ہو گئیں۔

بر چراغ روشن مے کنند۔ در ہنگام چنیں آفات مباحثاتے کہ از خوارق عادات ونشانہائے آسمانی مجرد باشد سودے نمی بخشد۔ چہ اصل غرض ہمچو مردم دنیائے دنی وفساد در دل انہا مخفی است لہٰذا امروز برائے تجدید ایمان احتیاج بہ نشانہائے آسمانی است۔ علماء تا زمانے دراز در پے بیدار کردن انہا بودند ولی از خواب بر نیامدند و واعظان بسوئے خود شاں کشیدند ولے پس نشستند۔ براہین عقلیہ با نہا سودے نہ بخشید ونصوص نقلیہ پنبۂ غفلت از گوش انہا بیرون نہ کشید بل بر تعصب و اصرار و ضد و انکار انہا بیفزود۔ بسبب ایں کہ

والنفوس قد فارت، وأهواء الدنيا عليها غلبت، وكثرت الحجُبُ وتوالت. فيرون ثم لا يرون، ويسمعون ثم يتناسون، فليس علاج هذا الداء إلّا نور يتنزّل من السماء، وآيات تتوالى من حضرة الكبرياء، فإن الإيمان ضعف وكثرت وساوس الخنّاس، وبلغ الأمر إلى اليأس. وغلبت على أكثر القلوب محبة الدنيا الدنيّة، وأينما وجدوها فيسعون إلى تلك الناحية، وما بقى تعلق بالإيمان والملّة. فههنا ليس رزءً واحدًا بل يوجد رزآن: رزء التنصّر

اورنفسوں نے جوش مارا اور دنیا کی خواہشیں غالب آ گئیں اور پردے بڑھ گئے۔ سو وہ دیکھ کر پھر نہیں دیکھتے اور سنتے ہیں اور پھر بھلا دیتے ہیں۔ پس اس بیماری کا بجز اس کے اور کوئی علاج نہیں کہ آسمان سے نور نازل ہو اور پے در پے نشان ظاہر ہوں کیونکہ ایمان ضعیف ہو گیا اور شیطانی وسوسے بڑھ گئے ہیں اور نومیدی تک نوبت پہنچ گئی ہے اور اکثر دلوں پر دنیا کی محبت غالب آ گئی ہے اور جہاں دنیا کو پاویں پس اسی طرف دوڑتے ہیں اور ایمان اور ملّت سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ پس اس جگہ ایک مصیبت نہیں ہے بلکہ دو مصیبتیں ہیں۔ ایک مصیبت عیسائی ہونے

دلہا کور و دانشہا تاریک شد و آز و ہوا در جوش و حب دنیا در خروش آمد پردہ بر پردہ افزونے گرفت تا نورِ دیدہ تاریک شد۔ می شنوند واز دل بروں کنند۔ لہٰذا چارۂ جہت این مرض نیست بجز اینکہ نورے از آسمان نازل شود و پیاپئے نشانہا پدیدار شوند چہ ایمان ناتوان ﴿۱۴﴾
گردیدہ و وسوسہ ہائے شیطانی رو بہ ترقی و نوبت بہ یاس رسیدہ است و بسیارے از دلہا مغلوب حب دنیا شدہ ہر جا آنرا بیابند در زمان بسوئے آں شتابند۔ میل خاطر بہ ایمان و دین نماندہ است۔ در حقیقت اینجا نہ یک مصیبت بلکہ دو تا مصیبت است یعنی مصیبت تنصّر و

ورزء ضعف الإيمان. وأرى أكثر المسلمين كأنما أُخرج الإيمان من قلوبهم، وأحرقت العمل المبرور نار ذنوبهم، وهذا هو سبب الارتداد. فإن اللّٰه رآهم مفسدين مكّارين كالصيّاد، فقذف بهم إلى جموعٍ يحبون طرق الفساد، وهذا هو سر كثرة المرتدين، وعلى الصليب عاكفين، ومن اللّٰه فارّين. ما ينفعهم وعظ الواعظين ولا نصح الناصحين. ولم

کی اور دوسری مصیبت ضعف ایمان کی اور میں اکثر مسلمانوں کو دیکھتا ہوں کہ گویا ایمان ان کے دل میں سے نکالا گیا ہے اور گناہوں کی آگ نے ان کے نیک عمل کو جلا دیا ہے اور یہی مرتد ہونے کا سبب ہے کیونکہ خدا نے ان کو مفسد پایا اور شکاری کی طرح مکّار دیکھا اس لئے انہیں ان لوگوں کی طرف پھینک دیا جو فساد کو دوست رکھتے ہیں اور مرتدوں کے زیادہ ہونے کا یہی بھید ہے اور ان لوگوں کی کثرت کا یہی سبب ہے جو صلیب پر جھکتے اور خدا سے بھاگتے ہیں۔ ان کو نہ کسی واعظ کا وعظ نفع دیتا ہے اور نہ کسی ناصح کی نصیحت کارگر ہوتی ہے اور

مصیبت ضعف ایمان۔ من بسیارے از مسلمان رامے بینم کہ گویا ایمان از دل انہا بالمرہ برون رفتہ و آتشِ گناہاں رخت کردار نیک را پاک سوختہ است۔ وبحقیقت اصل سبب ارتداد ہمین است چہ خدا انہا را بدکردار و مثل صیاد مکار وحیلہ گردید۔ لہٰذا گروہے را برانہا مسلط گردانید کہ بدکرداری و بدروشی را دوست دارند۔ وہمین است سبب کثرت مرتدان و ہم سبب کثرت انہائے کہ سر بر صلیب فرود آوردہ و از خدا گریز را اختیار کردہ اند۔ و پند واعظے و اندرز ناصحے گرہ از کار انہا نمی کشاید۔

یکونوا منفکین حتی تأتیھم البیّنة، وتتجلّی الآیات المبصرة. فبعث اللّٰہ رجلا علی اسم المسیح فی الملّة تکرمةً لھٰذہ الأمّة، بعد ما کمل الفساد، وکثر الارتداد، وعاثت الذیاب، ونبحت الکلاب، وألّفوا کتبا کثیرة محتویة علی السبّ والشتم والتوھین. وجلبوا علی المسلمین بخیلھم ورجلھم وجاء وا بالإفک المبین. وزلزلت الأرض زلزالھا، وأری الضلالة کمالُھا، وطال الأمد علی الظالمین. وقد کان وعد اللّٰہ عزّو جلّ

وہ باز آنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس کھلا کھلا نشان نہ آوے اور جب تک کہ روشن خوارق ظاہر نہ ہوں ۔ پس خدا تعالیٰ نے ایک انسان کو مسیح کے نام پر ملّت اسلام میں بھیجا تا اس امت کی بزرگی ظاہر ہو اور یہ بھیجنا اس وقت ہوا کہ جب فساد کمال کو پہنچ گیا اور لوگ کثرت سے مرتد ہونے لگے اور ذیاب نے تباہی ڈالی اور کلاب نے آوازیں بلند کیں اور بہت سی کتابیں گالیوں سے بھری ہوئی تالیف کی گئیں اور جھوٹ کی فوجوں اور ان کے سواروں اور پیادوں نے اسلام پر چڑھائی کی اور زمین پر ایک زلزلہ آیا اور گمراہی کمال کو پہنچ گئی اور ظالموں کی کارروائی لمبی ہوگئی ۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ

ودشوار است کہ ایشان برراہ راست بیایند تا بوقتے کہ نشانہائے واضح ظاہر نہ شوند وخوارق عجیبہ بظہور نیایند۔ پس خدا شخصے را بنام مسیح دریں ملت مبعوث گردانید تا بزرگی وفخر این امت عیاں شود۔ واین بعثت در وقتے روئے کار آمدہ است کہ فساد بحد کمال رسیدہ وارتداد از پایان درگزشتہ۔ گرگان ورزیان وتباہی دویدن گرفتند وسگان عوعو کردن۔ وبسیارے از کتابہا پُر از دشنام وبہتان چاپ شدند۔ وسوارہ وپیادۂ دروغ بر اسلام تاختند وزمین را تپ لرزہ گرفت وگمرہی بغایت رسید وکارروائی ستمگاران ودرازی یافت وخدا وعدہ فرمودہ بود

أنه يكسر الصليب بالمسيح الموعود☆ ويُتم ما سبق من العهود، وإن اللّٰه لا يُخلف الميعاد

کہ مسیح موعود☆ کے ساتھ صلیب کو توڑے گا اور اپنے عہدوں کو پورا کرے گا اور خدا تعالیٰ تخلف وعدہ نہیں کرتا۔

☆ قدجرت عادت الله بانه يستأنف للتجديد عزيمة جديدة عند تطرق الفساد الٰی قلوب العباد. فلاجل ذالک تجلّٰی علیّ لینفخ الروح فی الاجساد و جعلنی مسیحا و مهدیا و ارشدنی بکمال الرشاد. ووصّانی بقول لیّن و ترک الشدّة والاتقاد. واما کسر الصلیب فقد استعمل هٰذا اللفظ فی الاحادیث. والاٰثار. تجوزًا من الله القهّار. وما یُعْنٰی به حرب و غزاة و کسر الصلبان فی الحقیقة. و من زعم کذالک فقد ضل و بعد من الطریقة. بل المراد منه اتمام الحجّة علی الملّة النصرانية. و کسر شان الصلیب و تکذیب امره بالادلّة

☆ خدا تعالیٰ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ وہ بروقت کسی فساد کے تجدید دین کے لئے ازسرنو توجہ فرماتا ہے۔ پس اسی لئے اس نے میرے پر تجلی کی تا کہ اجساد میں روح پھونکے اور مجھے مسیح اور مہدی بنایا اور تمام سامان رشد کا مجھے عطا فرمایا اور مجھے وصیت کی کہ میں نرم زبانی اختیار کروں اور سختی اور افروختہ ہونے کو چھوڑ دوں۔ مگر کسر صلیب کا لفظ جو حدیثوں میں آیا ہے وہ بطور مجاز کے استعمال کیا گیا ہے اور اس سے مراد کوئی جنگ یا دینی لڑائی اور درحقیقت صلیب کا توڑنا نہیں ہے اور جس شخص نے ایسا خیال کیا اس نے خطا کی ہے بلکہ اس لفظ سے مراد عیسائی مذہب پر حجت پوری کرنا اور دلائل واضح کے ساتھ صلیب کی شان کو توڑنا ہے۔

کہ از واسطۂ مسیح موعود☆ صلیب را خواہد شکست و خدا ہرگز خلاف وعدۂ خود نکند۔

☆ عادہ الٰہیہ باین طور جاری است کہ در ہنگام فساد دلہا ازسرنو روے بہ تجدید دین آرد۔ لہٰذا برمن تجلّی فرمود تا روح در کالبدہا بدمد۔ و مرا مسیح و مہدی کرد و ہمہ ساز و برگ رشد برمن ارزانی داشت و برائے گفتار نرم و ترک سختی و اشتعال امر نمود۔ و لفظ کسر صلیب در احادیث و آثار مجازاً اطلاق شدہ و مراد ازاں جنگ و پیکار دینی و حقیقۃً شکستن صلیب نیست ہر کہ حمل بر ظاہرش کند از راہ راست دور است بلکہ مراد ازان اتمام حجت بر ملّۂ نصاریٰ

ویفعل ما أراد. فکان من مقتضی الوعد أن یُرسل مسیحه لکسر صلیب علاء، والکریم إذا وعد وفا.

اور جو کچھ چاہتا ہے ظہور میں لاتا ہے پس یہ وعدہ کا مقتضا تھا کہ وہ کسر صلیب کے لئے اپنے مسیح کو بھیجے۔ اور کریم جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔

بقیۃ الحاشیۃ

الواضحة والحجج البینة. وانا اُمرنا ان نتم الحجة بالرفق والحلم والتؤدة. ولاندفع السیئة بالسیئة الا اذا کثرسبّ رسول اللّٰہ و بلغ الامر الی القذف و کمال الاهانة فلا نسبّ احدًا من النصاریٰ. ولانتصدی لهم بالشتم والقذف وهتک الاعراض. وانما نقصد شطر الذین سبوا نبیّنا صلی الله علیه وسلم وبالغوافیه بالتصریح اوالایماض. ونکرم قسوسا لایسبون ولایقذفون رسولنا کالارازل و العامة. و نعظم القلوب المنزهة عن هذه العذرة. و نذکرهم بالاکرام و التکرمة. فلیس فی بیان منا حرف ولانقطة

بقیہ حاشیہ

اور ہمیں حکم ہے کہ ہم نرمی اور حلم کے ساتھ حجت کو پوری کریں۔ اور بدی کے عوض میں بدی نہ کریں مگر اس صورت میں جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے اور اہانت کرنے اور فحش گوئی میں حد سے بڑھ جائے۔ پس ہم عیسائیوں کو گالی نہیں دیتے۔ اور دشنام اور فحش گوئی اور ہتک عزت سے پیش نہیں آتے اور ہم صرف ان لوگوں کی طرف توجہ کرتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بصراحت یا اشارات سے گالیاں دیتے ہیں۔ اور ہم ان پادری صاحبوں کی عزت کرتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ﴿۱۵﴾ کو گالیاں نہیں دیتے اور ایسے دلوں کو جو اس ﴿۱۵﴾ پلیدی سے پاک ہیں ہم قابل تعظیم سمجھتے ہیں اور تعظیم وتکریم کے ساتھ ان کا نام لیتے ہیں۔ اور ہمارے کسی بیان میں کوئی ایسا حرف اور نقطہ

وہر چہ خواہد بظہور آرد۔ ومقتضائے وعدہ آں بود کہ مسیح خود را جہت شکستنِ صلیب بفرستد وکریم را عادت است

بقیۃ حاشیہ

وکسر شاں صلیب وتکذیب امرش با دلائل روشن است۔ وما ماموریم بایں کہ با نرمی وبردباری اتمام حجت بکنیم ودرجائے بد بدروئے کار نیاریم بلے ہر گاہ کسے رسول کریم ما را بد بگوید البتہ اورا پاسخ درشت می دہیم۔ ما نصاریٰ را دشنام نمی دہیم وزنہار در پوستین شان درنمے افتیم وروئے ہمت ما مخصوصاً متوجہ بانہا است کہ باشارہ وصراحت سید وآقائے ما را (صلی اللہ علیہ وسلم) دشنام دہند۔ ما کشیشانے را کہ عادت سقط گفتن ندارند بزرگ داریم۔ ودلہائے را کہ ازایں ﴿۱۵﴾ گندگی و ناپاکی پاک انداحترام وا جب دانیم و نام شان بہ نیکی برزبان آریم۔

وإنّ نقض العهود من سير الكاذبين،
فكيف يصدر هذا من أصدق
الصادقين؟ وهو ملكٌ قدّوسٌ نور
السماوات والأرضين، لا يُعزى إليه
كذب ولا تخلّف وعدٍ كالمخلوقين،
وقد تنزّه شأنه عن صفات المزوّرين.
انظر إلى وعده ثم انظر كيف
بلغت دعوة الصليب ذُرَى كمالها
وقطعت الأطماع عن زوالها، ﴿۱۵﴾
وترون أن خيامها كيف رست

کیونکہ نقض عہد جھوٹوں کی خصلتوں میں ہے۔ سو یہ امر اصدق الصادقین سے کیونکر صادر ہو سکے۔ اور وہ قدوس آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کی طرف جھوٹ اور تخلّفِ وعدہ مخلوق کی طرح منسوب نہیں ہوسکتا اور اس کی شان دروغگو لوگوں کی صفات سے منزّہ ہے۔ اس کے وعدہ کو دیکھ۔ پھر دیکھ کہ صلیبی دعوت کس کمال تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس کے زوال کی امید قطع ہو چکی ہے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اس کے خیمے رسّوں کے ذریعہ

بقية الحاشية: يكسر شان هٰذه السادات وانما نرد سبّ السابّين على وجوههم جزآء للمفتريات . منه

بقیہ حاشیہ: نہیں ہے جو ان بزرگوں کی کسر شان کرتا ہو اور صرف ہم گالی دینے والوں کی گالی ان کے منہ کی طرف واپس کرتے ہیں تا ان کے افترا کی پاداش ہو۔ منه

کہ ہر گاہ وعدہ کند ایفا کند۔ چہ شکستن عہد شیمۂ دروغ زنان است چہ جائے آنکہ از راست ترین راستاں سر برزند۔ وآں پاک برتر نور آسمان و زمین است و چوں آفریدہ ہا دروغ و خلاف وعدہ باو منسوب نمی شود۔ وشان وے بالاتر از دروغِ زنان است۔ اوّلاً نظر بر وعدہ اش بکن باز نگاہے بینداز کہ دعوت صلیبی تا چہ پایاں رسیدہ و امید زوال آن بنومیدی بدل شدہ۔ خیمہ اش باطنابہا ﴿۱۵﴾

بقیہ حاشیہ: در بیان ما حرفے نخواہد بود کہ کسر شان ہمچو بزرگان از آن پیدا شود کار ما جز این نہ کہ دشنام دہندگان را بر روئے شان باز۔ پس میزنیم تا انہا بہ پاداش افترائے خود برسند۔ منه

بحبالها، واستحكم مرير إقبالها، ودخل في دينهم أفواج من المسلمين، وملئت ديارنا من المرتدّين. وأيّ شيء أشدّ مضاضة من هذا على المؤمنين الغيورين؟ وقد كذبوا وما نفعتهم الذكرى وما كانوا منتهين. وكنا نرجوا أن نُدخل النصارى في أجيالنا. والآن يُخلس من رأس مالنا، ويُطمَع في إضلالنا. وقد فرّقوا الأبناء من الآباء، والأصادق من الأصدقاء والامهات من الاولاد، والعجائز من فلذة الأكباد. فانظروا ألم يأن

کیسے مضبوط ہو گئے ہیں اور ان کا لمبا رسہ اقبال کا نہایت پختہ ہو گیا ہے اور ان کے دین میں ایک فوج کثیر مسلمانوں کی داخل ہو چکی ہے اور ہمارا ملک مرتدوں سے بھر گیا ہے اور اس سے زیادہ مومنوں پر اور کونسی جان کاہ سختی ہو گی اور انہوں نے اسلام کی تکذیب کی اور نصیحت نے کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور نہ باز آئے۔ اور ہم یہ امید رکھتے تھے کہ عیسائیوں کو اپنے گروہ میں شامل کر لیں گے اور اب ہمارا ہی رأس المال چھینا گیا اور ہمارے گمراہ کرنے کے پیچھے پڑے ہیں۔ اور انہوں نے بیٹوں کو باپوں سے اور دوستوں کو دوستوں سے اور ماؤں کو بچوں سے اور بوڑھی عورتوں کو ان کے جگر گوشوں سے جدا کر دیا ہے۔ اب دیکھو کہ کیا اسلام

چہ قدر راستوار گردیدہ درسن دراز اقبالش ہر چہ تمامتر محکم گشتہ۔ گروہے بسیارے از اہالئ اسلام در دین انہا درآمدہ و ملک ما از مرتدان پُر شدہ۔ نزد مومن باغیرت بلائے جان کاہ تر ازین چہ خواہد بود کہ ہر سوز پے تکذیب اسلام برآمدہ اند و از پند واعظان طرفے بر نہ بستند۔ ما در بند آن بودیم کہ گروہ نصاریٰ را در گروہ خود درآریم و لے اکنون خود سرمایۂ ما از دست ما میرود۔ و از بہر گمراہ کردن ما کوشش ہا مے کنند۔ پسران را از پدران و دوستان را از دوستان و مادران را از فرزندان و پیرہ زنان را از جگر گوشہ ہا جُدا کردہ اند۔ آیا ہنوز وقت آں

لـلإسـلام الـغـريـب أن يُـنصر بكسر الـصليبؒ؟ أمـا حـان أن تظهر مواعيد الـحـضـرة الأحديّة، وقد ديس الدين تـحـت أقدام النصرانية؟ وفكّروا ألم تقتض مصلحة حفظ الدين والملّة أن يبعث اللّٰـه مُـجدّدًا على رأس هذه الـمـائة بـالآيات والأدلة ليكسرما بنا أهـل الـصُـلبـان، ويُـظهـر الـدين على سـائـر الـمـلـل والأديـان؟	غریب کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ کسرِ صلیب☆ کے لئے مدد دیا جائے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوں۔ حالانکہ دین اسلام نصرانیت کے قدموں کے نیچے کچلا گیا ہے۔ اور ذرا فکر کرو کہ آیا یہ مصلحت کہ دین کو بچایا جاوے تقاضا نہیں کرتی تھی کہ اس صدی کے سر پر کوئی مجدد نشانوں اور دلائل کے ساتھ مبعوث کیا جائے تا کہ وہ اس بنیاد کو توڑے کہ جو اہلِ صلیب نے بنائی اور تمام دینوں پر دین اسلام کو غلبہ دیوے۔
☆ قدسبق منـا البيـان في تـأويل كسـر الـصـلـيـب. فـليـرجـع اليـه القارى وليعلم انّ المعنى المشهور في العلماء من الاكاذيب. منه.	☆ ہم کسرِ صلیب کے معنی بیان کر چکے ہیں۔ پس چاہیے کہ پڑھنے والا ان معنوں کی طرف رجوع کرے اور یاد رکھے کہ جو علماء میں معنی مشہور ہیں وہ غلط ہیں۔

نرسیدہ کہ از پارہ پارہ کردن صلیب☆ دست گیری اسلام کردہ شود و جان تازہ در قالبش دمیدہ آید۔ و آیا ہنوز آن زمانے نیامدہ کہ وعدۂ حق تعالیٰ شانہ ایفا شود۔ حال آن کہ اسلام لگد کوب نصرانیت گردیدہ است۔ فکرے بکنید کہ آیا صیانت دین نمی خواہد کہ بر سرِ این صد مجددے با نشانہا و دلائل حقہ مبعوث شود تا بنائے اہل صلیب را از پائے در آرد و ملّہ اسلام را بر ملل و دیانہ ہا سر بلندی بخشد۔

☆ سابقاً در بارہ تاویل کسر صلیب تشریح کردہ ایم خوانندگان آن را در خاطر بدارند و نیکو بدانند کہ آنچہ درمیانۂ علماء مشہور است از غلط کاری و کج فہمی انہا ست۔ منہ

أيها الإخوان! قوموا فُرادىٰ فُرادىٰ، ثم فكّروا نِصفةً ولا تكونوا كمن عادىٰ. أيفتي قلبكم أن تبلغ المصائب إلى هذه الحالات، وتضيق الأرض على المسلمين والمسلمات، وتكثر الفتن حتى ترتعد منها القلوب، وتزداد الكروب. ثم مع ذالك لا تنزل نصرة اللّٰه من السماء ، ولا يتم الوعد الحق من حضرة الكبرياء ، وتمضى رأس المائة كجهام، ولا يُرى فيه وجه مجدّد وإمام، ولا تغلى مرجل غيرة علّام مع توالى الفتن وإحاطتها كغمام

اے بھائیو! اکیلے اکیلے ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور پھر انصاف کے رو سے فکر کرو اور دشمنوں کی طرح مت ہو۔ کیا تمہارا دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ مصیبتیں اس حد تک پہنچیں اور مسلمانوں پر زمین تنگ ہو جائے اور فتنے بکثرت پیدا ہو جائیں یہاں تک کہ ان سے دلوں پر لرزہ پڑے اور بے قراریاں بڑھ جائیں۔ پھر باوجود ان تمام آفتوں کے خداتعالیٰ کی مدد آسمان سے نازل نہ ہو اور خداتعالیٰ کا وعدہ پورا نہ ہو اور صدی کا سر اس بادل کی طرح گذر جائے جس میں پانی نہ ہو اور کسی مجدد اور امام کا مُنہ اس میں ظاہر نہ ہو اور خداتعالیٰ کی غیرت کی دیگ جوش میں نہ آوے باوجودیکہ فتنے اَبر کی طرح محیط ہو جائیں۔

برادران! خدارا یکان اندیشہ بفرمائید و از دشمنی بر کنار باشید۔ آیا دل شما روا دارد کہ مصیبت ہا بایں پایان برسد و زمین بر اہالئے اسلام تنگ بشود و فتنہ ہا افزونی یابد تا بحدے کہ دلہا ازاں بلرزد و آب تپش ہا از سر بگذرد و لے باایں ہمہ مدد خدا از آسمان نرسد و وعدہ اش بر روئے کار نیاید و سر صد چون ابر بے باران رائیگان سپری شود و امامے و مجددے برقع از رخ برندارد و باوجود آنکہ فتنہ ہا چوں بر جہان را فرا گرفتہ اند۔ ہیچ غیرتِ الٰہیہ در حرکت نیاید۔

أهـذا أمـر تـقبله الفراسة الإيمانية أو تشهـد عليه الصحف الربّانية؟ أليس هـذا وقـت فتنة وبلاء، وساعة حكم وقـضـاء، وفـصلٍ وإمضـاء، وزمـان إزالة التهـم وإبـراء؟ أو هـذه ثـلمة ما أراد اللّٰـه أن يسـد وقـضـاء مـا شـاء الـرحـمٰن أن يرد؟ كلَّا بل سبقت من اللّٰه من قبل بشارة عند هذه الآفات، ومـلـئـت الـكتب مـن التبشيـرات، فـمـن الـغبـاوة أن تُنسى البشـارات، ولا يُـرَى الآثـار والإمـارات. ألـيس حـقّـا أن غـلبة الـصـلـيـب وشيـوع

کیا یہ وہ بات ہے جس کو ایمانی فراست قبول کرسکتی ہے یا جس پر ربّانی صحیفے گواہی دیتے ہیں۔ کیا یہ فتنہ اور بلا کا وقت نہیں اور خدا کے حکم اور فیصلہ کی گھڑی نہیں اور کیا اسلام کو بَری کرنے اور تہمتوں کے دور کرنے کا زمانہ نہیں یا کیا یہ ایسا رخنہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ارادہ نہیں فرمایا کہ بند کیا جائے یا ایسی تقدیر ہے کہ اس رحمان نے نہیں چاہا کہ ردّ کی جائے ہرگز نہیں بلکہ اس سے پہلے قوم کو بشارتیں مل چکی ہیں اور بشارتوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ پس یہ ناسمجھی اور غباوت ہے کہ ان بشارتوں کو بھلایا جائے اور نشانوں اور علامتوں کو نہ دیکھا جائے۔ کیا یہ بات سچ نہیں ہے کہ صلیب کا غلبہ اور اس

آیا فراست ایمانی تو۔۔۔ایں راباور می کندیا۔۔۔نوشتہ ہائے ایزدی شہادت ایں امر می دہند۔ آیا این زمان فتنہ وبلاو۔۔۔ساعت حکومت وفصل از قبل خدا نیست۔ووقت آں نیست کہ چہرۂ اسلام راازآلایش افترا و بہتان پاک نمودہ شود۔ یا این رخنہ ایست کہ خدانمی خواہد کہ آن را بر بند دیا تقدیرے کہ آن رحمٰن نمی خواہد کہ رد بشود۔ نے نے بل قوم را پیش زیں در بارہ ہمچو ایام مژدہ ہا دادہ اند و کتابہا ازین بشارات لبریز اند۔ از کودنی و نادانی است کہ آں بشارات را از یاد بروں کردن ونظر برآثار وعلامات نینداختن۔۔۔۔آیا راست نیست کہ غلبۂ صلیب وشایع شدن این

هـذا الـديـن الـقبيح من أوّل علامات ظهـور الـمسيـح؟ وعـليهـا اتفق أهل السُنّة بالإقرار الصريح، ولم يبق فرد منهم مخالفا لهذا الحديث الصحيح. ولا يقبل عقل سليم وطبع مستقيم أن تـظهـر العلامـات بهذه الشوكة والشان، وتبلغ إلى حدّ الكمال طرق الـدجـل والافتـنـان، وتـنـقضى على شـدّتهـا بـرهة من الزمان، ثم لا يظهر الـمسيـح الـموعود إلى هٰذا الأوان. مـع أن ظهـوره على رأس الـمِـأَة من الـمسلّمات، وقد مضت المِأَة قرّيبا مـن خمسها وانتهى الأمر إلى الغايات☆

☆ لايخفى ان المجدد لاياتى الّا لاصلاح

بد دین کا پھیلنا ظہور مسیح کی پہلی علامت ہے اور اس پر اہل سنت نے اقرار صریح کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور کوئی فرد ان میں سے اس حدیث صحیح کا مخالف نہیں ہے اور عقل سلیم اور طبعِ مستقیم قبول نہیں کر سکتی کہ علامتیں تو اس شوکت اور شان کے ساتھ ظاہر ہوں اور دجل اور فتنہ انگیزی کمال تک پہنچ جائے اور اس پر ایک زمانہ بھی گزر جائے اور مسیح موعود اب تک ظاہر نہ ہو باوجود اس بات کے کہ صدی کے سر پر اس کا ظاہر ہونا امور مسلّمہ دین میں سے ہے۔ اور صدی بھی خمس کے قریب گزر گئی ﴿۱۶﴾
اور انتظار مجدّد کا امر نہایت☆ تک پہنچ گیا۔ اور ﴿۱۶﴾

☆ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مجدد موجودہ فساد کی

ملّت قبیحہ۔۔۔ اول علامت ظہورِ مسیح موعود است۔ و اہل سنہ باقرار صریح بر این اتفاق دارند و ہیچ نفسے از اوشاں خلاف این حدیث صحیح نرفتہ۔ عقل سلیم باور نکند کہ نشانہا با این شان ظاہر بشوند و طریق فتنہ و فریب بسر حد پایان برسد و زمانے دراز از زمان براں بگذرد و ہنوز مسیح موعود بروز نکند با آنکہ ظہورش بر سر صد از مسلّمات است و اکنون از صد قریب بہ پنجم حصہ آں گذشتہ و انتظارش

☆ ظاہرا مجدد از پئے اصلاح مفاسد موجودہ مے آید و روے بہ بر کندین ﴿۱۶﴾

وحان أن يرحم اللّٰه الضعفاء ويجبر ضيق أمورهم ويخرجهم من قبورهم. وقد	وہ وقت آ گیا کہ خدا تعالیٰ ضعیفوں پر رحم کرے اور ان کی تنگیوں اور تکالیف کا تدارک کرے اور ان کو قبروں میں سے نکالے اور

بقیہ حاشیہ

المفاسد الموجودة. و لايتوجه الّا الٰى قلع ما كبر من السيئات الشايعة. ومن المعلوم ان الفساد العظيم فى هذا الزمان هو فتنة اهل الصُّلبان. وهو الذى اهلك كثيرًا من اهل البرارى والبلدان. فوجب ان يأتى المجدّد على رأس هٰذه المائة لهذا الاصلاح. و يكسر الصليب و يقتل خنازير الطلاح. و من يكسر الصليب فهو المسيح الموعود. ففكّر ايّها الزكى المسعود. منه

اصلاح کے لئے آتا ہے۔اوراس بدی کی بیخ کنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو پھیلی ہوئی بدیوں میں سے بڑی بدی ہواور یہ معلوم ہے کہ اس زمانہ میں فسادعظیم صلیبی کارروائیوں کا فساد ہے۔اسی فساد نے بہت سے بیابانی اور شہری لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔پس یہ امر واجب ہے کہ مجدد اس صدی کا اس اصلاح کے لئے آوے اور بموجب منشاء احادیث کے کسرِ صلیب اور قتل خنازیر کرے۔اور جو شخص کسرِ صلیب کرے وہی مسیح موعود ہے۔پس اس امر کوائے سعید آدمی سوچ۔منه

﴿۱۶﴾ مردم را نعل در آتش کردہ و وقت آں آمدہ کہ خدائے مہربان ناتوانان را دریابد و تنگی ایشاں بفراغے برگرداند۔ واز گورہاشاں بروں کند

بقیہ حاشیہ

بیخ آن بدی می آرد کہ بزرگ ترین بدی ہائے آں وقت باشد۔ پوشیدہ نیست کہ شر بزرگ دراین زمان فتنۂ صلیب است کہ بسیارے راازاہل بیابان وشہر ہا برخاک ہلاک نشاندہ۔لہٰذالازم آنکہ برسر این صد مجددے برائے اصلاح این خرابیہا بیاید وصلیب را بشکند وخنزیران را بکشد وآن کہ کاراو شکستن صلیب است ہماں مسیح موعوداست۔منه

تعنّی المنتظرون لأجل المسیح النازل، ودیسوا تحت النوازل وارمدّت عین المنتظرین . أیها السادات والشرفاء ! رحمکم اللّٰہ وأتاکم منه الضیاء. انظروا وکرّروا النظر وأمعنوا أليس من وعد اللّٰہ أن ینزل المسیح عند الزلازل الصلیبیة، فیُقبل علی المسلمین إقبال الرحمة والنصرة، ویجزل لهم اللّٰہ طوله ویتم قوله بالفضل والمنّة؟ وتعلمون أن القسوس کیف غلبوا علی أمورهم، وقلّبوا الأرض بظهورهم. وطال علیهم الأمد، فأین ذهب ما وعد الصدوق الصمد؟

مسیح کی انتظار کرتے کرتے لوگوں نے بہت رنج اٹھایا ہے اور حوادث کے نیچے کچلے گئے ہیں اور انتظار کرتے کرتے لوگوں کی آنکھیں پک گئیں اے بزرگو! اور شریفو! خدا تم پر رحم کرے اور اپنے پاس سے تمہیں روشنی عطا فرماوے۔ نظر کرو اور دوبارہ دیکھو اور خوب غور کرو۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں ہے کہ وہ مسیح موعود کو صلیبی زلزلوں کے وقت میں نازل کرے گا اور پھر وہ مسلمانوں پر رحمت اور مدد کے ساتھ متوجہ ہوگا اور اپنی عطا ان پر پوری کرے گا اور اپنے قول کی سچائی ظاہر فرمائے گا اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ پادری لوگ کیونکر اپنے مقاصد پر کامیاب ہو گئے ہیں اور زمین کو اپنے ظہور کے ساتھ زیروزبر کر دیا ہے۔ اور ان کی کارروائی پر بڑی مدت گزر گئی ہے پس اس سچے خدا کا وعدہ کہاں گیا

مردم در انتظار مسیح زحمتہا کشیدہ و در زیر بلاہا پائمال گردیدہ و چشمہا در راہش سفید گشتہ اند۔ بزرگان و کلانان خدا نظرے در شما بکند و نورے بہ شما بہ بخشد۔ اندیشہ بفرمائید و سگالشہا در کار بکنید آیا وعدہ الٰہی نبودہ کہ مسیح را در ہنگام قوہ صلیب فرو فرستد و رحم و فضلش یار و یاور مسلمانان بگردد و نعمت خود را برایشاں اتمام کند و راستی گفتار خود را بظہور بیارد۔ بر شما پوشیدہ نخواہد بود کہ کشیشان در کار خود کامیاب و شادکام گردیدہ و زمین را بظہور خود زیروزبر نمودہ اند۔ و مدتے دراز ابقا بر کارروائی انہا شدہ۔ اکنون چہ شد وعدہ آں خدائے صادق۔

وتــرون أن أفــواجــا مــن الــمسلمين ارتــدت وخــرجــت مــن هذه الملّة، فـفكروا أليس هذا رزئية عظمى على الشـريـعة الـمحمدية؟ ثم مع ذالك سبّــوا نبيـنـا الـمـصـطفٰى، وطعنوا فى ديـنـنـا وبـلّـغـوا الأمـر إلى المنتهٰى. أمـكّـنهم اللّٰه منّا وما مكّننا من العدا؟ تـلـك إذًا قـسـمـة ضيـزىٰ. وإن كنتم تـنـتظرون مصائب أخرىٰ فإنّا للّٰه على هذا الرأى والنهٰى. أتريدون أن ينعدم الإسـلام كـل الانعدام ولا يبقى اسمه ولا اسـم نبيّـنـا خيـر الأنـام؟ ثم يظهر الـمسيـح بـعـد فـنـاء الملّة واختلال

اور آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہزارہا مسلمان مرتد ہوکر دین اسلام کو چھوڑ گئے ہیں۔ پس سوچ لو کہ کیا یہ نہایت بڑی مصیبت ہمارے دین محمدی پر نہیں ہے اور پھر انہوں نے علاوہ بد مذہبی پھیلانے کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بھی دیں اور ہمارے دین اسلام پر اعتراض کئے اور ہجو کی اور بات کو انتہا تک پہنچا دیا۔ کیا خدا نے ان کو ہمیں دکھ دینے کیلئے موقعہ دیا اور ہمیں نہ دیا۔ پس یہ تقسیم تو ٹھیک ٹھیک نہ ہوئی۔ اور اگر آپ لوگ اور مصیبتوں کے منتظر ہیں پس بجز انّا للّٰہ کے اور کیا کہیں۔ کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اسلام بکلّی معدوم ہو جائے اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں نام ونشان نہ رہے۔ پھر مسیح موعود ملت اسلام کے فنا ہونے کے بعد اور نظام دین کے خلل پذیر ہونے

شما می بینید ہزاراں مسلمانان جامۂ ارتداد در بر کردہ اند۔ انصافاً بگوئید بلائے بزرگتر ازاین بر دین محمدی چہ خواہد بود۔ ازین گزشتہ نبی کریم مارا (صلی اللہ علیہ وسلم) را دشنام دہند۔ و دین متین مارا ہدف اعتراضات سازند و ذم و ہجا کنند و کار از حد گذرانیدند۔ آیا خدا ریان ایشاں را دراز کردہ و برسر ما مسلط گردانیدہ کہ از دست انہا رنج و آزار یابیم۔ بخدا ایں تقسیم کہ خوب نیست و اگر شما در انتظار مصیبت ہائے بزرگتر ازایں نشستہ اید ما بجز استرجاع چہ گوئیم۔ آیا شما آرزو دارید اسلام بکلی از ہم بپاشد و اثرے از اسلام و ازان ذات خیر الانام (علیہ الصلوۃ والسلام) در دنیا نماند۔ و مسیح بعد از افنائے ملّۂ اسلام

النظام، وأنتم تقرء ون أن الملّة لا ترى يوم الزوال بالكلّية، ولا تنفک منها آثار القوة والشوكة. وبينما هى كذالک فينزل المسيح المجدد على رأس المائة، وهو يأتى حكما و عدلا ويقضى بين الأمّة. فيجمع السعداء على كلمة واحدة بعد افتراق المسلمين وآراء مختلفة. وأسماء هذا المجدد ثلاثة وذكرها فى الأحاديث الصحيحة صريح: حكم ومهدى ومسيح. أما الحكم فبما رُوِىَ أنه يخرج فى زمن اختلاف الأمّة، فيحكم بينهم بقوله الفصل والأدلة القاطعة. وعند زمن ظهوره لا توجد

کے پیچھے ظاہر ہو اور آپ لوگ کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ ایسے زوال کا دن اسلام پر کبھی نہیں آئے گا اور شوکت اور قوت کے علامات کبھی اس سے علیحدہ نہیں ہوں گے اور اسلام اسی حالت پر ہوگا کہ مسیح موعود صدی کے سر پر نازل ہو جائے گا اور وہ حَکم عدل ہو کر آئے گا اور امت کے اختلاف دور کرے گا اور سعید لوگوں کو بعد اختلافات کے ایک کلمہ پر جمع کر دے گا۔ اور اس مجدد کے تین نام ہیں جو احادیث صحیحہ میں بتصریح مذکور ہیں۔ یعنی حَکم اور مہدی اور مسیح۔ اور جیسا کہ روایت کیا گیا ہے حَکم کے نام کی یہ وجہ ہے کہ مسیح موعود امت کے اختلافات کے وقت میں ظاہر ہوگا اور ان میں اپنے قولِ فیصل کے ساتھ وہ حُکم دے گا جو قریب انصاف ہوگا اور اس کے زمانہ کے وقت میں کوئی

وواشدن شیرازۂ دین جلوہ گر بشود۔ وشما در کتب می خوانید کہ مثل ایں روز سیاہ ہرگز بہرۂ اسلام نخواہد بود وعلامات شوکت وصلابت ابداً از وے منقطع نخواہد گشت۔ ہم درایں اثنا مسیح موعود بروز کند واو حکم عادل باشد واختلافات رااز میانہ امت رفع سازد وفرخندہ بختان را بعد از پراگندگیہا بر یک کلمہ جمع آرد وآں مجدد راسہ نام است کہ دراحادیث صحیحہ بہ تصریح مذکور است یعنی حکم ومہدی ومسیح۔ از قرار روایت حکم بجہت آن است کہ مسیح موعود در وقت خلاف امت نازل شود۔ وبا قول فصل درمیانۂ اختلافات حکمی کند کہ قرین انصاف باشد۔ در ایاّمے کہ او ظہور فرماید جملہ عقائد

عـقيـدة إلّا وفيها أقوال، فيختار القول الـحق مـنهـا ويتـرک مـا هو بـاطل وضـلال. وأمّـا الـمهدى فبما رُوِى أنه لايأخذ العلم من العلماء ، ويُهدى من لـدن ربـه كـمـا كـان سُنّة اللّٰه بنبيّه مـحـمـد خيـر الأنبيـاء ، فإنه هُدِى وعُـلّـم مـن حـضـرة الكبـريـاء ، ومـا كـان لـه مُعـلّـم آخر من غير اللّٰه ذى العـزّة والعلاء. وأمّـا الـمسيـح فبما ﴿۱۷﴾ رُوِى أنـه لا يستـعـمـل☆ لـلـدّيـن

عقیدہ ایسا نہیں ہوگا جس میں کئی قول نہ ہوں۔ پس وہ حق کو اختیار کرے گا اور باطل اور گمراہی کو چھوڑ دے گا اور مہدی کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ علم کو علماء سے نہیں لے گا اور خدا تعالیٰ کے پاس سے ہدایت پائے گا جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طریق سے ہدایت دی۔ اس نے محض خدا سے علم اور ہدایت کو پایا۔ اور مسیح☆ کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کی گئی ہے یہ ہے کہ وہ دین کی اشاعت کے لئے تلوار

☆ الـمـراد مـن لـفـظ الـمسيح كما جاء فى الـحديث الصحيح مسيحان. مسيح قاسط خارج فـى آخر الزمان. و مسيح مقسط فى ذالک الاوان. فـالـذى يزجّى امره بالاسباب الردية الارضية ويـمسـح كل عذرة الارض بالحيل ﴿۱۷﴾

☆ مسیح کے لفظ سے مراد احادیث کے رو سے دو مسیح ہیں۔ ایک مسیح ظالم آخری زمانہ میں آنے والا اور ایک مسیح عادل اسی زمانہ میں آنے والا۔ پس وہ شخص جو ردی طریقوں سے کام چلاتا ہے اور زمین کی ہر ایک ناپاکی کو ذلیل حیلوں کے ساتھ چھوتا اور طرح طرح کی تحریف

دست زدہ اقوال متعددہ خواہند بود۔ لاجرم او حق را از میانہ اختیار و باطل وضلال را ترک بکند و بر حسب روایت مہدی بسبب آن است کہ علم را از علماء نگیرد بل بلا توسط احدے از خدا ہدایت یابد ہمچنانکہ نبی خود محمد مصطفیٰ را (صلی اللہ علیہ وسلم) ہدایت فرمود۔ و او از خدا مشرف بہ الہام و مکالمہ و تعلیم دادہ شود۔ و وجہ اسم مسیح☆ بر طبق روایت آنکہ او در اشاعت امر دین ﴿۱۷﴾

﴿۱۶﴾ ☆ از قرار احادیث لفظ مسیح بر دو تن اطلاق یافتہ۔ مسیحے بیداد گر کہ در آخر زماں پیدا شود و دیگر مسیحے داد گر کہ ہمدراں زماں ظہور فرماید۔ خلاصہ آنکہ از طریقہ ہائے بر کار بگیرد و ہر گونہ ناپاکی و گندگی زمین را با حیلہ ہائے فرومایہ دست کندو

سیوفا مُشهّرة ولا أسنّة مُذَرّبة. بل یکون
مداره علی مسح برکات السماء،
وتکون حربته أنواع التضرّعات

اور نیزہ سے کام نہیں لے گا۔ بلکہ تمام مدار ﴿۱۷﴾
اس کا آسمانی برکتوں کے چھونے پر ہوگا
اور اس کا حربہ قسم قسم کی تضرع اور دعا

بقیۃ الحاشیۃ

الدّنیة. ویستعملّ انواع التحریف
والمکائد والتلبیس والخدعة ویؤید
الباطل بسائر اقسام الدجل والدنس
التمویه والتعظیه. فهو المسیح الدجال
و امره التزویر و تزیین الباطل
والاضلال. والذی یفوض کل امره
الٰی حضرة الکبریاء . ویقطع الاسباب
ویبعد منها ویعکف علی الدعاء.
ویسعی من الاسباب الی المسبب
حتی یمسح بتوکله اعنان السماء.
فذالک هو المسیح الصدیق. و امره
تائید الحق وکَلِمًا ینجو به الغریق.
والمسیح اسمٌ مشترک بینهما

بقیہ حاشیہ

اورمکراورتلبیس اورفریب سے کام لے گا۔ ﴿۱۷﴾
اورتمام قسم کے دجل اورفسق سے باطل کی
تائید کرے گا۔پس وہ مسیح دجال ہے اور کام
اس کا تزویر اور گمراہ کرنا ہے۔مگر جو شخص اپنا
ہرایک امر خدا تعالیٰ کے سپرد کرے گا اور قطع
اسباب کر کے دُعا پر زور ڈالے گا۔ اور
اسباب سے مسبب کی طرف دوڑے گا
یہاں تک کہ اپنے توکّل کے ساتھ آسمان کی
سطح کو چھولے گا یہ مسیح صدیق ہے۔اور اس
کا کام حق کی مدد کرنا اور غریق کو بچانا ہے۔
اور مسیح کا لفظ دو چیزوں میں مشترک ہے۔

کار از سیف وسنان نگیرد بل جملۂ کاروبار او بستہ بر مسح برکات آسمانی باشد وحربۂ او دعاہائے گوناگون وے

بقیہ حاشیہ

ہر نوع تحریف ومکر وتلبیس وفریب درکار آورد وہر رنگ دجل وزور ودروغ وحقہ بازی از ﴿۱۷﴾
بہر رواج دادن ناراستی صرف نماید۔ آں مسیح دجال است وکار او فریبیدن واز راہ بردن
وآراستن دروغ است۔ ولیکن شخصے کہ جملہ امر خویش بخدا بسپارد واز اسباب بریدہ ہمۂ
ہمت بر دعا بگمارد واز اسباب ردّی بہ سبب ساز بیارد حتی کہ از کمال توکل بر سطح آسمان

والدعاء. فاشكروا الله أنه موجود فى زمنكم وفى هذه البلدان، وأنه هو الذى يُكلمكم فى هذا الأوان، وهذا يوم تنزل فيه البركات، وتظهر الآيات، ويعود الإيمان الغريب إلى موطنه، ويخرج لؤلؤ العلم من معدنه. هذا هو اليوم الذى توجّست منه قلوب الكفار، وانبجست رقّةً عيون عيون الأبرار، وهذا يوم تقيّظ☆ الغافلين، ورقة المتيقّظين. و

ہو گی۔ پس خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ وہ تمہارے زمانہ اور تمہارے ملک میں موجود ہے اور وہی تو ہے جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہے اور یہ وہ دن ہے جس میں برکات نازل ہو رہے ہیں اور نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور ایمان کا مسافر اپنے وطن کی طرف رجوع کر رہا ہے اور اس کے معدن سے علم کے موتی نکل رہے ہیں۔ یہ وہ دن ہے جس سے کفار کے دلوں میں دھڑ کا بیٹھ گیا ہے اور غلبہ رقت کی وجہ سے ابرار کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ دن غافلوں کے جاگنے کا دن اور جاگنے والوں کی رقت قلب کا دن ہے۔

بقية الحاشية: مسيح العلىٰ. ومسيح تحت الثرىٰ. وسمّى المسيح الصديق عيسىٰ. لما عيس من بطشة القوم كابن مريم امام الهدىٰ. وعيس من جور السلطنت مع الضعف والمسكنة وتهاويل اخرىٰ. منه

بقیہ حاشیہ: آسمان کا مسیح اور زمین کا مسیح۔ منه

خواہد بود۔ خدا را شکر بجا آرید کہ او در ملک شما و درمیانہ شما موجود و ہمان است کہ با شما تکلم می کند و این روزیست کہ برکات در آن نزول می فرماید و نشانہا آشکار می شود و ایمان غریب بوطن خود باز پس می آید و کان وے دُرِّ علم بیرون می دہد۔ این روزے است کہ خفقانے ازان در دل کفار راہ یافتہ و دیدۂ پاکان از کمال رقت چشمہ ہائے سرِ اشک روانہ ساختہ اند۔ امروز روز بیداری غافلان و رقت بیداران و روز قبول

بقیہ حاشیہ: دست بساید او مسیح صدیق و کار او تائید حق و رہانیدن غریق است۔ و لفظ مسح بر مسح آسمان و مسح زمین ہر دو اطلاق مے یابد۔ منه

☆ سہو کتابت ہے۔ درست تیقظ ہے جیسا کہ اگلی سطر میں یہ لفظ درست لکھا گیا ہے اور ترجمہ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ناشر)

هــذا يــوم الــقبـول والــردّ مـن رب الـعــالـمـيـن. أمّــا الـذين قبلوا فترى وجـوهـهـم متهـلّـلة مستبشرة عارفة، وأمّـا الـذيـن ردّوا فـوجـوهـهم كالحة دميمة مستـنـكـرة، وكـل يـرى مـا كسـب فـى هـذه والآخرة. فمن جاء الـصـادق مصدقا فقد صدّق الرسول مُـجـدّدا وجـمـع شـمـلا مبـدّدا، ومن أعرض عن الصادق فعصٰى نبى الله وما بـالـى التهـدّد. ومـا أقول من تلقـاء نـفسـى بـل هـذا مـا قـال ربى وأكّد الـقول وشدّد. ابتُليَت ببعثتى جموع الـزهّـاد والـعـبـاد، ولا يعـرفـنـى إلّا

اور یہ دن قبول اور ردّ کا دن ہے۔ اس میں قبول کرنے والوں کے منہ کشادہ اور خنداں اور پہچاننے والے ہیں اور رد کرنے والوں کے منہ ترش اور بدشکل اور ناشناس ہیں اور جس نے صادق کے پاس آ کر اُس کی تصدیق کی اس نے نئے سرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور اپنے امر متفرق کو جمع کر لیا اور جس نے اعراض اور انکار کر کے صادق کی تکذیب کی وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہو گیا اور کچھ نہ ڈرا۔ یہ میرا قول نہیں بلکہ یہی خدا تعالیٰ نے تاکیداً فرمایا ہے۔ میرے مبعوث ہونے کے ساتھ تمام زاہد اور عابد آزمائے گئے اور مجھے وہی دل جانتے ہیں جو بدلائے

وردّ است۔ آنانکہ پذیرفتند روی ہائے شان درخشان وخندان وشناسا استند وروی ہائے سر باززنان ترش وزشت و ناشناسا استند۔ ہر کہ در نزد صادق آمد وصدقش را پذیرفت او ازنو تصدیق رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کرد وامور پریشان خود را فراہم آورد۔ وآنکہ از گردن کشی وانکار کمر بر تکذیب صادق بربست او گردن از فرمان رسول کریم بہ پیچید و بیمے در دل نیاورد۔ ایں گفتار ہوائے من نیست بل گفتار تاکیدی پروردگار است۔ ہمہ زاہدان بہ سبب بعثت من آزمودہ شدند۔ ومرا نمے شناسد مگر دلہائے

قلوب الأبدال والأوتاد، وأما علماء هذه البلاد فماتت قلوب أكثرهم وبعدوا من السداد، وذهب اللّٰه بنور هدايتهم وضياء درايتهم، وتركهم كالمخذولين. يُكفّرون ولا يعرفون من يُكفّرونه ويعمهون، ويُعرضون عن الحق ولا يقبلون، و يرون آيات اللّٰه ثم لا يهتدون. يسبّونني و يشتمونني ويسعون لإجاحتي ويمكرون. ويسخرون مني ومن جماعتي وبسوء الألقاب ينبزون، وسيعلم الذين ظلموا أى منقلب ينقلبون.

گئے اور مستقیم کئے گئے۔ مگر اس ملک کے اکثر علماء کا دل مر گیا اور خدا نے اُن کا نورِ ہدایت اور زیرکی چھین لی۔

مجھے اکثر کافر کہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کس کو کہہ رہے ہیں اور حق سے منہ پھیرتے ہیں اور قبول نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ہدایت نہیں پاتے اور مجھے گالیاں دیتے ہیں اور میری بیخ کنی کے لئے کوشش کرتے اور منصوبے بناتے ہیں اور مجھ سے اور میری جماعت سے ٹھٹھا کرتے اور بڑے بڑے☆ نام رکھتے ہیں اور عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ کہاں پھیرے جاتے ہیں۔

کہ تبدیل و استقامت در انہا جا گرفتد۔ بسیارے از علمائے این بلاد دل شان مردہ و از راستی دُور افتادہ وخدا نور ہدایت وزیرکی را از انہا باز گرفتہ و از یاری ویاوری انہا دست باز کشیدہ۔ کافری گویند ونمی دانند کرا کافری گویند۔ وسر گردانیہا می کشند۔ واز قبول حق گردن می کشند ونہ می پزیرند۔ خدا را نشانہا می بینند ودیدہٴ وا زنمی کنند۔ در بارہٴ من بدے گویند واز پئے از پا درآوردنم تگا پو ہا کنند۔ وبر من وگروہ من خندہ ہا زنند و بہ نامہائی بد یاد آرند۔ دور نیست کہ ستمگران بدانند کہ سر انجام کار ایشاں چہ خواہد بود۔

☆ سہو کتابت ہے۔ متن اور فارسی ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ’’ بُرے بُرے ‘‘ ہے۔ (ناشر)

ثم اعلموا یا جموع کرام أنی أُلهمت مذ أعوام، وأُمرت من ربّ علّام أن أُظهر علی خواص وعوام، أن المسیح الصدیق الذی وُعِدَ نزولہ لهذه الأمّة عند شیوع فتن حماة الصلیب والکفارة، **هو هٰذا** العبد الذی بُعث علی رأس المائة. وأُمِرَ أن یُتمّ حجّة اللّٰه علی أهل الصلبان والفِدیة، ویکسر غلوّهم بالأدلة القاطعة، ویُقوّی بالآیات أمر الملّة، ویقطع معاذیر الکفرة، ویأتی بمتاع جدید للمقوین. ویبشر للطالبین الذین یطلبون مرضاة ربّهم ویحبّون خاتم النبیّین،

پھر اے بزرگوں کے گروہ آپ لوگوں کو معلوم ہو کہ مجھے کئی سال سے الہام ہو رہا ہے۔ اور میں اس بات کو عام و خاص پر ظاہر کرنے کے لئے حکم کیا گیا ہوں کہ وہ مسیح صدیق جس کے اترنے کے لئے اس امت کو وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ صلیبی فتنوں کے شائع ہونے کے وقت اترے گا **وہ یہی** بندہ ہے جو صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا اور حکم کیا گیا ہے کہ تا خدا تعالیٰ کی حجت اہل صلیب پر پوری کرے اور دلائل قاطعہ کے ساتھ اُن کے غلو کو توڑے اور تمام کفار کا قطع عذر کرے اور جو لوگ بے توشہ ہو رہے ہیں ان کو متاع جدید عطا فرماوے اور خدا کے ڈھونڈنے والوں کو خوشخبری دے یعنی ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ اور جناب خاتم الانبیاء

جماعت بزرگاں بدانید کہ چندیں سال است من تشریف الہام یافتہ ام و مامورم باینکہ برخاص و عام اظہار آنرا بکنم کہ آں مسیح صدیق کہ نزولش برائے این امت در وقت فتنہ ہائے حامیان صلیب موعود است من بندہ ہستم کہ بر سر صد مبعوث شدہ ام و مامورم بایں کہ حجت خدا بر پرستاران صلیب اتمام بکنم و بنیاد غلو انہا را با دلائل قاطعہ از پا در آرم و امر ملت را بانشانہا استوار بنمایم و ہر گونہ بہانہ ہائے کافران را از سر ببرم و بے نوایان را برگ و ساز نو بہم رسانم و جویندگانے را مژدہ رسانم کہ راہ رضائے پروردگار را جویند و خاتم النبیین را دوست دارند

علیہ صلوات اللّٰہ والملائکۃ وأخیار الناس أجمعین. وقد سبق البیان منی أن ھذا الوقت وقت ظہور المسیح الموعود، وقد تمت کلمۃ ربنا صدقا وحقا وأوفیٰ بالعہود. وکیف لم یعرف وقد طال أمد الانتظار، وظہر کلُّ ما ورد من الآثار، وقد مضت مدۃ علی صراصر الفتن الصلیبیۃ، وارتد ﴿۱۸﴾ فوج من الأمم المحمدیۃ، وما بقی بیت إلّا دخلت فیہ نصرانیۃ، وقلّت علی الأرض أنوار إیمانیۃ. ﴿۱۸﴾ فأرسلنی الرب الرحیم فی ھذہ الأیام وزاد معرفتی بتوالی الوحی والإلہام،

صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اس نبی پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو۔ اور میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ یہ وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور ہمارے ربّ کی بات صدق اور سچائی سے پوری ہوگئی اور اُس نے اپنے عہدوں کو پورا کیا اور کس طرح پورا نہ کرتا اور اس کے وعدے کی مدت بہت گزر گئی تھی اور تمام نشانیاں پوری ہو چکی تھیں اور صلیبی فتنوں کی آندھیاں بھی بہت مدت سے چل رہی ہیں اور ایک فوج امت محمدیہ میں سے مرتد ہو چکی ہے اور کوئی گھر خالی نہیں رہا جس میں نصرانیت داخل نہیں ہوئی اور ایمانی انوار زمین پر کم ہوگئے ہیں۔ پس خدائے رحیم نے مجھے ان دنوں میں بھیجا اور وحی اور الہام کو متواتر نازل کر کے میری معرفت کو زیادہ کیا۔

(بروے از خدا و فرشتگان و کافہ مردم صلوات و تسلیم باد) قبلا نگارش یافتہ کہ این وقت وقت ظہور مسیح موعود است و گفتار پروردگار ما براستی و درستی سرانجام نیکو حاصل کردہ و وعدہ خود را ایفا فرمودہ و چگونہ ایفا نفرمودے درحالیکہ مدتے دیر باز بر وعدہ اش سپری شد۔ و ہمہ نشانہا پدیدار گشتہ و تند ﴿۱۸﴾ بادہائے فتن صلیبیہ از زمانے دراز وزیدن گرفتہ و گروہے بسیار از امت محمدیہ سر از دائرہ اسلام بیرون کشیدہ بود و خانۂ نماندہ کہ نصرانیت دراں سرزدہ داخل نشد و انوار ایمان بر زمین کم گردید۔ لہٰذا خدائے رحیم مرا درہمچو روزہا فرستاد و از پیاپے دادن وحی و الہام نور معرفت مرا بیفزود

وقوّانی بخوارق وکُشُفٍ کالبدر التام. ووھب لی علم دقائق القرآن، وعلم أحادیث رسولہ وما بلّغ من أحکام الرحمٰن، وفھّمنی أنہ ما قدّم وما أخّر وعدہ من الآوان، بل أنزل أمرہ علی رأس الوقت والزمان. ومع ذالک کنت ما یسرنی قلیل من الآیات والعلامات، بل کنت استقل الکثیر لفرط اللّھج والرغبۃ فی البیّنات من الشھادات، وکنت ما أرضی من الاستیفاء باللفاء، وما أقنع من شمس الھجر بأقل الضیاء. بل کنت أجتنب منھلًا کدُر ماؤہ وما کمل صفاؤہ، فتوالت آیات ربی لتسلیتی حتی اطمأنت

اور خوارق اور کشف روشن کے ساتھ مجھے قوی کیا اور مجھے دقائق قرآن شریف کا علم عطا فرمایا اور ایسا ہی علم احادیث کا عطا کیا اور مجھے سمجھایا کہ اُس نے اپنے وعدہ کو مقدم یا مؤخر نہیں کیا بلکہ اپنے امر کو عین وقت پر نازل فرمایا۔ اور باوجود اس کے میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا تھا کہ تھوڑے سے نشانوں اور علامتوں پر صبر کروں بلکہ بباعث رغبت شہادتوں اور ثبوتوں کے بہت کو تھوڑا جانتا تھا اور تھوڑی چیز اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہیں کرتا تھا بلکہ میں ایسے چشمے سے دور رہتا تھا جس کا پانی مکدر ہو اور صاف نہ ہو۔ پس میری تسلی کے لئے خداتعالیٰ کے نشان متواتر نازل ہوئے یہاں تک کہ

وازخوارق روشن وکشف تقویت من بنمود وعلم دقائق قرآن برمن ارزانی بفرمود۔ وہمچنیں در علم احادیث برروئی من بکشود۔ وبرمن آشکار کرد کہ تقدیم وتاخیر در وعدہ اش ہرگز راہ نیافتہ بل امر خود را درعین وقت نازل کردہ وبایں ہمہ نخواستم کہ قناعت برنشانہائے قلیل و علاماتے چند بکنم بل از شدۃ رغبت درشہادات وثبوتہا بسیار را اندک شمرام وبر چیز اندک و روشنی قلیل سرفرود نیاوردم بلکہ من ازاں چشمہ دوری می جستم کہ آبش مکدر باشد۔ پس برائے تسلیت من نشانہائے الٰہی پیاپے نازل شدند تا اینکہ روان من اطمینان کلّی بیافت

مهجتي ولمعت محجتي. وأُعطيتُ بصائر من الله المنّان، وغُذّيتُ بلبان السكينة والاطمينان، ودُرِءَ عن نفسي كل شبهة، ونُوّرتُ من أيدي الحضرة بأشعة مومضة. ووضح لي بصدق العلامات، وتلالأ الآيات، وشهادة صحف رب السماوات، وخبر سيد الكائنات أنني أنا المسيح الموعود، وأنه تمت بي المواعيد والعهود. وإنّ اللّٰه فعل ما شاء وله التخيّر في كل ما أحسن في زعمكم أو أساء. يُلقي الروح على من يشاء، ولا يُسأل عما يفعل وهو مالك السماوات والأرضين.

میری جان مطمئن ہوگئی اور میری راہ روشن ہوگئی اور کئی قسم کے روشن نشان مجھ کو دیئے گئے اور اطمینان اور سکینت کا دودھ مجھے پلایا گیا اور میرے نفس سے ہر ایک قسم کا شبہ دور کیا گیا اور میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے روشن شعاعوں کے ساتھ منور کیا گیا اور علامات صادقہ اور روشن نشانوں اور کتاب اللہ اور حدیث سے میرے پر کھل گیا کہ میں مسیح موعود ہوں اور یہ کہ میرے ظہور کے ساتھ عہد اور وعدے پورے ہوگئے اور خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک امر میں اس کا اختیار ہے۔ جس پر چاہتا ہے روح ڈالتا ہے اور وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور زمین اور آسمان کا وہی مالک ہے۔

وراہم آشکار گردید و چندیں نشانہائے روشن برمن ارزانی شدند۔ وشیر سکینت مرا نوشانیدہ شد و ہر گونہ شبہتے از روانم دور کردہ شد وخود دست خدا با شعاعہائے روشن مرا منور فرمود۔ واز علامات صادقہ ونشانہائے درخشاں وکتاب اللہ وحدیث برمن کشودند کہ من بلاشبہ مسیح موعود می ہستم وظہور من موجب اتمام ہمہ عہد ہا ووعدہ ہا گشت۔ خدا ہر چہ خواہد کند واو در ہر امر اختیار کلی دارد گو آں امر بگمان شما بد باشد یا نیک۔ بر ہر کہ خواہد القائے رُوح کند۔ ہیچ کس را نمی رسد کہ او را بر کارہائے او سبحانہ باز پرس کند کہ مالک زمین و آسمان ہمان است۔

وكنت أعلم أن العلماء يُكذّبونني ويجعلونني عرضًا للسهام، ويقولون أنه شقّ العصا وخرج من إجماع أئمة الإسلام، فواللّٰه ما خشيتهم وما سترت أمرًا أُوحى إلىَّ من الله العلاّم، وأى ذنب أكبر من ان يُكْتَم الحق من خوف الأنام، وما وردت هذا المورد من غير الأمر والإعلام، وما كان لى أن أستقيل من هذا المقام. وما جِئتُ كطارق إذا عرى، بل جئت كبدرٍ طلع فى أُمِّ القرىٰ، وعندى شهادات لمن يرىٰ، وآيات لقلب وعىٰ. وقد	اور میں جانتا تھا کہ علماء میری تکذیب کریں گے اور مجھے اپنے تیروں کا نشانہ بنائیں گے اور کہیں گے کہ اس نے اجماع کو توڑا اور عقیدہ اجماعی سے خارج ہو گیا۔ پس بخدا میں ان سے نہیں ڈرا اور کسی امر کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا پوشیدہ نہیں رکھا اور اس سے بڑھ کر اور کون سا گناہ ہو گا جو خلقت سے ڈر کر حق کو چھپایا جائے اور میں نے اس جگہ بغیر اعلامِ الٰہی کے قدم نہیں رکھا اور میرا یہ بھی اختیار نہ تھا کہ میں اس مقام سے معافی چاہتا اور میں ایسا نہیں آیا جیسا کہ یونہی ایک ناخواندہ مہمان رات کو آ جاتا ہے بلکہ میں اس چاند کی طرح نکلا جس نے مکہ معظّمہ میں طلوع کیا اور میرے پاس دیکھنے والوں کے لئے گواہیاں ہیں اور اس دل کے لئے جو یاد رکھنے والا ہو نشان ہیں۔

من نیک می دانستم کہ علماء در دنبال تکذیب من بودہ۔ مرا ہدف تیر ہائے خود خواہند ساخت و خواہند گفت کہ این کس خلاف اجماع کرد و از عقیدۂ اجماعی خروج نمود۔ بخدا از اناں نترسیدم و امرے را از امور ملہمات نپوشیدم و خود گناہے بزرگتر ازین چہ باشد کہ از بیم خلائق پردہ بر حق انداختہ شود۔ و من در اینجا بے اجازہ خدا پا ننہادہ ام۔ و مرا زیبا نبود کہ ازین مقام پوزش میکردم۔ من زنہار چوں مہمان ناخواندہ در ہنگام شب نیامدہ ام۔ من چوں بدرے آمدہ ام کہ در مکہ مکرمہ طلوع فرمود۔ جہت کسے کہ بہ بیند گواہی ہا دارم و برائے دلے کہ حق را ضائع نمے کند نشانہا در دست من است۔ زمانہ

شهد الزمان أن الأوان هو هذا الآوان، بما ظهرت الصلبان وزادت الغواية والطغيان، وترى القسوس ☆ كيف هوّلوا النفوس،	اور زمانہ نے اپنی حالت موجودہ کے ساتھ گواہی دے دی ہے کہ وقت یہی وقت ہے کیونکہ صلیب غالب ہو گیا اور گمراہی زیادہ ہو گئی اور تو پادریوں☆ کو دیکھتا ہے کہ کیونکر اُن کی سخت کوشش
☆ انا ذكرنا غير مرة كيد القسوس وما نعلم كيف يكون اثره على النفوس. فاعلموا انا لانريد بهٰذه الكلمات. ان يدفع سيئاتهم بالسيئات. بل الواجب على المؤمنين ان يصبروا علٰى ايذائهم. ويدفعوا بالحسنة سيئاتهم. الذى نشأت من اهوائهم. ولاينظروا الٰى سبّهم وازدرائهم. فان اللّٰه تبارك وتعالٰى اوصى لنا بالصبر فى القراٰن. و قال تسمعون اذى كثيرا منهم والصبر خير فى ذالك الاوان. فمن لم يصبر فليس له حظ من الايمان. فاصبروا علٰى ايذاء القسوس واتّقوا. واذا شتموا فلا تشتموا.	☆ ہم نے بار ہا پادریوں کے مکر کا ذکر کیا ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ دلوں پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ پس یاد رکھو کہ ہمارا ان کلمات سے یہ مطلب نہیں کہ بدی کا بدلہ بدی کے ساتھ لیا جاوے بلکہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے ایذا پر صبر کریں اور بدی کا نیکی کے ساتھ معاوضہ دیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں صبر کے لئے حکم فرمایا ہے اور فرمایا کہ جب تم اہل کتاب سے دکھ دیئے جاؤ تو صبر کرو۔ پس جو شخص صبر نہ کرے اس کو ایمان سے بہرہ نہیں ہے۔سو تم صبر کرو اور مقابلہ سے بچو۔ جب گالیاں سنو تو گالی مت دو

از حالت موجودہ گواہی دہد کہ وقت ہمیں وقت است چہ صلیب چیرہ گردید و گمرہی ہر چہار سو را فرا گرفت۔ ومی بینی کشیشان☆ را

☆ مکرراً در بارہ مکر کشیشان ذکرے درمیان آوردیم ونمی دانیم کہ دلہا از ایں چہ اثر بپذیرند۔ آگاہ باشید کہ ما ہرگز ارادہ نداریم کہ پاداش بدی بابدی کردہ شود بلکہ مومنان را لازم است کہ بر ایذائے انہا صبر بورزند و بدی را کہ نتیجۂ ہوائے انہا ست با نیکی دفع بکنند و دشنایم واستحقار آنان را بچشم اغماض بہ بینند زیرا کہ خداوند بزرگ مارا در قرآن کریم برائے صبر امر فرمودہ و گفتہ کہ از وشاں گفتار ہائے بد بسیار خواہید شنید وشکیبائی دراں روزگار بہتر خواہد بود۔ لہٰذا ہر کہ شکیب نگزیند او از اہل ایمان نیست۔ پس باید کہ بر ایذائے کشیشاں صبر بورزید و از ہیچو مقابلہ بترسید۔ وچوں دشنام دہند دشنام مدہید۔

وذعر الناس نسلهم والرملان، وقذفوا خير الرسل ورفع الأمان. فمن كان بعد ذالک لا يرى ضرورة عبدٍ يكسر الصليب، ويُرى الآيات ويؤيّد الدين الغريب، وكان يحار فی أمری فهمه، ويفرط وهمه، حتى لا يُدرک هذا السر غور عقله، ولا يحب بهذا الثمر لعاع حقله، بل يرتاب بعزوتی، ويأبی تصديق دعوتی، ويضطر إلى طلب الآيات أو النصوص والبيّنات، لإزالة ما

اور مدبّرانہ روش نے لوگوں کو ڈرا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے گالیاں دیں اور امان اٹھ گئی۔ پھر اس کے بعد جو شخص ایسے بندے کی ضرورت نہ دیکھے جو کسر صلیب کرے اور نشان دکھلاوے اور دین غریب کی تائید کرے اور میرے مقابلہ میں اس کا فہم حیرت میں ہو اور اس کا وہم بڑھ جائے یہاں تک کہ اس بھید کو اس کی عقل شناخت نہ کر سکے اور اس کے سبز کھیت میں یہ دانہ پیدا نہ ہو سکے بلکہ میری نسبت اس لقب کو خیال کر کے شک میں پڑے اور میرے دعوے کی تصدیق سے انکار کرے ﴿۱۹﴾ اور نشانوں کی طلب کے لئے یا نصوص اور حجج بیّنہ کے پانی کا محتاج ہوتا اپنے شبہات ﴿۱۹﴾

بقية الحاشية: وادعوا لاعدائكم واسترشدوا. واذكروا طول الدولة البرطانية واشكروا و لا تكفروا. وارحموا ترحموا. منه

بقیہ حاشیہ: اور ان کے لئے دعا کرو۔ اور سلطنت برطانیہ کا احسان یاد کرو اور رحم کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ منه

کہ مردم از حیلہ ہا و رفتار پر فریب انہا در ہراس اند رسول کریم را (صلی اللہ علیہ وسلم) نا گفتنیہا گفتند و امان برخاست۔ با این ہمہ اگر کسے ہنوز ضرورت ہمچو شخصے را نہ بیند کہ صلیب را بشکند و نشان نماید و تائید دین غریب بکند و در امر من سراسیمہ و حیران باشد و خردش از دریافت این راز فرو ماند۔ و کشت عقل وے این دانہ ندہد۔ و بر نسبت من انگشت شک گزارد و بر تصدیق و دعویم انکار دارد۔ و برائے رفع شک و شبہت روی بہ نشان و نصوص آرد۔ ﴿۱۹﴾

بقیہ حاشیہ: و برائے دشمنان دست دعا بر فرازید و برائے آنہا رشد بخواہید و احسان ہائے سلطنۂ برطانیہ یاد کنید۔ ناسپاسی نکنید و رحم کنید تا بر شما رحم کردہ شود۔ منه

عـراه مـن الشبهـات، فهـا أنـا قـائـم لـمـواسـاتـه كـالإخوان، وأُلَبّي دعوته تـلبية خـائف عـلـى ضجيج العطشان، وسأروى غلته بزلال البرهان وأصفى البيـان. وأمّـا الـنـصيـحـة التى هى منّى بـمقتضـى المحبة وإخلاص الطويّة، فهـى أن لا ينهض أحد على خلافى إلّا بـصحة الـنيّة، والـذى يُـبـارينى طـالبًـا لـلنصوص والحجج والأدلة، أو مُصِرًّا على طلب الآى والخوارق السماويّة، فـعـليه أن يرفق عند المسألة، ويُراعى دقـائق التـقـوىٰ والهون والتؤدة، ولا يـخـرج من الأدب وحسن المخاطبة. فـإنّـه مـن عـارض أهـل الحق

دور کرے۔ سو میں اس کی غم خواری کے لئے بھائیوں کی طرح کھڑا ہوں۔اور میں اس کی دعوت کو اس طرح قبول کرتا ہوں جیسا کہ ایک شخص پیاسے کی فریاد سے ڈر کر جلد تر اس کو جواب دیتا ہے اور میں عنقریب دلیل کے آبِ زُلال سے اس کی پیاس کو بجھاؤں گا اور بیان کے مصفّا پانی کے ساتھ اس کو سیراب کروں گا۔مگر میری طرف سے اخلاص دل کے ساتھ یہ نصیحت ہے کہ کوئی شخص بجز صحت نیت کے اس کام کے لئے کھڑا نہ ہو اور جو شخص میرے مقابلہ پر اس غرض سے آوے کہ تا مجھ سے نصوص اور دلائل طلب کرے یا آسمانی نشانوں کا مطالبہ کرے۔ پس اس پر لازم ہے کہ نرمی کے ساتھ سوال کرے اور تقویٰ اور آہستگی کے دقائق کی رعایت رکھے اور ادب اور حسن مخاطبت سے باہر نہ جائے کیونکہ وہ شخص جو ان لوگوں کا مقابلہ کرتا ہے۔

اینک جہت غمگساریش چوں برادران ایستادہ ام۔ و بانگ ویرا چوں شخصے بگوش قبول می شنوم کہ تشنہ جان بلب را دیدہ وفریادش شنیدہ بتما متر زودی جانبش می رود ہمچنیں من نیز ہم تشنہ طلب حق را زلال راستی میدہم و با آب صافی بیان سیرابش می کنم ولیکن از روئے اخلاص نصیحت می کنم کہ ہیچ نفس رانمی باید کہ بغیر درستی نیت اقدام این امر بنماید و برابر من بایستد تا دربارہ نصوص و دلائل مسئلت بکند یا نشان آسمانی را بازبہ بیند بلکہ لازم کہ برفق ولطف وصحت نیت بپرسد و آداب تقویٰ و تانی را نگہدارد و از حد ادب و گفتار نیکو بیروں نرود۔

واھل القدّوس القدير، وخالف عبدًا أُيّد من الربّ النصير، فمثله كمثل رجل ولج غابة ليصطاد قسورة، وما أعدّ له عدّة، وإنّ صيد الأسود ولو بالجنود أمر عسير، فكيف اصطياد آساد اللّٰه فإن لهم شأن كبير، لايباريهم إلّا شقی أو ضرير. ولا يفتری علی اللّٰه إلّا أشقی الناس، ولا يُكذّب الصدّيق إلّا أخ الخنّاس، وقد ظهرت منی الآيات، وقامت الشهادات، ولٰكنی أری أكثر علماء هذه الديار قد كبر عليهم الإقرار بعد الإنكار، وقد جرت سُنّتهم أن أحدا منهم إذا غلط فی الإفتاء

جو حق پر اور اہل اللہ ہیں اور اس بندہ کی مخالفت اختیار کرتا ہے جو خدا سے تائید یافتہ ہے۔ پس اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص ایک بیشہ میں اس غرض سے داخل ہو کہ تا ایک شیر کو شکار کرے حالانکہ شکار کرنے کے لئے کوئی طیاری اس نے نہیں کی اور نہ کوئی ایسا ساز و سامان اس کے پاس ہے اور شیروں کا شکار کرنا مشکل ہے اگرچہ لشکروں کے ساتھ ہو اور خدا کے شیر کیونکر شکار کئے جائیں ان کی تو بڑی شان ہے اور کوئی ان کے مقابل پر بجز بدبخت یا اندھے کے نہیں آتا اور خدا پر وہ افترا باندھتا ہے جو بدبخت ترین خلائق ہو اور راستباز کی وہ تکذیب کرتا ہے جو شیطان کا بھائی ہو اور بہ تحقیق مجھ سے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور گواہیاں قائم ہوئی ہیں مگر میں اس ملک کے اکثر مولویوں کو دیکھتا ہوں کہ انکار کے بعد اقرار کرنا ان پر بھاری ہو گیا ہے اور یہ ان کا طریق ہے کہ جب کوئی ان میں سے ایک مرتبہ غلطی کر بیٹھتا ہے

چہ آنکہ با اہل حق و مردان خدا پنجہ کند و بایاوری یافتۂ پروردگار پیکار ورزد چوں شخصے می باشد کہ برائے نخچیر زدن شیر در بیشہ رود حال آنکہ ہیچ ساز و برگے برائے مقابلہ شیراں مہیا نکردہ و نہ اسلحہ جنگ با خود داشتہ و ہرگاہ کہ استعدادے ہم جہت صید شیر مہیا نکردہ است۔ پس چگونہ جرأت میکند و صید شیران بیشہ با سپاہ و لشکر ہم کارے دشوار است۔ پس شیرانِ خدارا کہ شانے شگرف میدارند چگونہ افگندن شان آسان باشد۔ و ہیچ کس بجز سیاہ بختے نمی پسندد کہ بمقابل ایں چنیں شیران بایستد و دروغ بر خدا بستن را جز بدترین مردم ہیچ کس روا نمی دارد و غیر از برادر اہرمن تکذیب راستان نمی کند۔ ہر آئینہ از من نشانہا صادر شدہ و گواہیہا بروے کار آمدہ اما بسیارے از مولویان این بلاد اند کہ اقرار بعد از انکار بر انہا خیلے گران است۔ و شیوۂ شان آنکہ

وهوى فى وحدة الأخطاء، فشق عليه إلى آخر عمره أن يرجع إلى الصواب وينتهج مهجة أولى الألباب، أو يغنى عنه الندم بعد ما زلّت القدم، فيا حسرة عليهم. إنهم لا يتقون اللّٰه ويعلمون أنهم بمرآه وتربئهم عيناه، يرون آى اللّٰه ثم لا ينظرون. ويُبلون كل عام مرة ثم لا يتوبون، وقد تمت حجّة اللّٰه عليهم ثم لا يخافون. وإنّى أرى أن أكتب فى رسالتى هذه بعض الأيات التى أظهرها اللّٰه لإزالة الشبهات، لعل اللّٰه ينفع بها بعض الصالحين والصالحات من المؤمنين.

اور خطا کے گڑھے میں گر جاتا ہے تو یہ اس کو ایک مشقت دکھائی دیتی ہے کہ پھر راہ راست کی طرف رجوع کرے اور عقل مندوں کی راہ اختیار کرلے یا اپنی لغزش پر کچھ ندامت پیدا ہو۔ پس ان پر افسوس کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور جانتے ہیں کہ اس کی نظر کے نیچے ہیں اور خدا تعالیٰ کی آنکھ ان کی دید بانی کر رہی ہے خدا تعالیٰ کے نشان دیکھ کر پھر ایسے ہوتے ہیں کہ گویا کچھ نہیں دیکھا اور ہر ایک برس آزمائے جاتے ہیں اور پھر توبہ نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہوگئی اور وہ نہیں ڈرتے اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اپنے اس رسالہ میں بعض وہ نشان لکھوں جن کو خدا تعالیٰ نے شبہات کے دور کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے تا شاید اس سے اہل ایمان نفع اٹھاویں۔

ہرگاہ ازاناں یکے را خطائے سر برزند و در مغاک خطا بسر درافتد و باز براو سخت دشوار می گردد کہ میل براہ راست بیارد یا پئے خردمندان را بگیرد یا اقلاً بر لغزش خود کف پشیمانی بمالد۔ وائے بر انہا کہ باک از خدا ندارند و نیک میدانند کہ اومی بیند و دیدہ اش دید بانی انہا می کند۔ نشانہائے خدا را می بینند و باز چناں وانمایند کہ چیزے ندیدہ اند۔ و ہر سال ابتلائے بر سر انہا دارد آید و باز نمی آیند۔ حجت خدا برانہا تمام شد و لے نمی ترسند۔ و من اکنون قرین مصلحت می بینم کہ دریں رسالہ بعض نشانہائے خود را ترقیم بکنم۔ شاید بعض طالبان حق را نفع بخشد۔

فمنها أن اللّٰه تعالیٰ بعثنی علی رأس المائة، وأرسلنی عند غلبة أهل الصلبان وشیوع سمر الکفّارة، وأمرنی عندما استعرت جمرهم وعلا أمرهم، وتقضّت قسوسهم علی العامة، وفتحوا أبواب الارتداد علی وجوه الفجرة، وحرکوا صفائحها بأهویة الإباحة، وتراء ت فتن مُهلکة وظهر هول القیامة، ووهب لی لکسر الصلیب معرفة لا یوجد نظیرها فی أحدٍ من اهل الملّة، وإن کتبی شهادة قاطعة علی هذه الخصوصیة، وقد أفحمت بها حُماة النصرانیة،

سوان نشانوں میں سے ایک نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے اور صلیبی مذہب کے غلبہ کے وقت مجھے بھیجا ہے اور مجھے اس وقت مامور کیا ہے جب کہ عیسائی مذہب کے حامیوں کے کوئلے بشدت بھڑک گئے اوران کا کام اونچا ہو گیا اور ان کے پادری عامۃ الناس پر ٹوٹ پڑے اور بدفعل لوگوں پر مرتد ہونے کے دروازے کھول دیئے اور ارتداد کے تختوں کو اباحت کی ہواؤں کے ساتھ ہلا دیا اور ہلاک کرنے والے فتنے ظاہر ہو گئے اور ہول قیامت برپا ہوا۔ اور خداتعالیٰ نے مجھے کسر صلیب کے لئے وہ معرفت عطا فرمائی کہ اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں پائی نہیں جاتی اور میری کتابیں اس خصوصیت پر شہادت قاطعہ ہیں اوران سے میں نے نصرانیت کے حامیوں کا منہ بند کر دیا ہے۔

ازان جملہ نشانے است کہ خداوند بزرگ مرا بر سر صد برپا فرمود۔ و در وقت غلبۂ صلیب مرا فرستاد و مرا در چنیں وقتے مامور کرد کہ زغال حامیان صلیب نیک برافروخت و کارشاں بلندی گرفت و کشیشان انہا بر حامیان دین تاختند و برروئے فسق منشان درہائے ارتداد باز کشودند و رسن بے قیدی واباحت راخیلے دراز نمودند وفتنہ ہائے بہر جانمودار شدند و ہنگامہ رستخیز پدیدار شد۔ و خداوند عالمیان جہت شکستن صلیب مرا معرفتے کرامت فرمودہ کہ نظیرش در غیر من محال است۔ در مخصوص ایں باب کُتب من شہادت قاطعہ می باشند۔ بواسطۂ آں کتب زبان و دہان نصرانیان۔

فما استطاعوا أن يأتوا بالمعاذير المعقولة أو ينقضوا أحدًا من الأدلة. وكان وقتي هذا وقت كانت العيون فيها مُدّت إلى السماوات من شدّة الكربة، بما أضلّ الناس أهل الدّجل بكل ما أمكن لهم من الأطماع والاختضاع والخديعة. ثم مع ذالک كثر التشاجر في هذا الزمان بين الأمّة، وما بقي عقيدة إلّا وفيه اختلاف ونزاع في الفرق الإسلامية، واقتضت الطبائع حَكَمًا ليحكم بالعدل والنصفة، فحكّمني ربّي وأراد أن يرفع إليَّ مشاجراتهم	پس وہ لوگ کوئی عذر معقول پیش نہیں کر سکتے اور نہ کسی دلیل کو توڑ سکتے ہیں اور میرا وقت ایک ایسا وقت تھا کہ نہایت بے قراری سے آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ کیونکہ اہل دجل نے جہاں تک ان کے لئے ممکن تھا طمع اور دھوکہ دینے سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ پھر باوجود اس کے اس زمانہ میں مسلمانوں میں نہایت درجہ کا اختلاف واقع ہے اور کوئی ایسا عقیدہ باقی نہیں رہا جس میں مسلمانوں کے فرقوں میں اختلاف اور نزاع نہ ہو اور لوگوں کی طبیعتوں نے ایک حَکَم چاہا جو عدل اور انصاف سے فیصلہ کرے سو خدا تعالیٰ نے مجھے حَکَم مقرر فرما دیا تا کہ ان کے اختلافات کے

رایکسر بر بستہ ام و در قدرت انہا نماندہ کہ عذرے معقول در پیش آرند یا حجتے را از حجت ہائے من بر شکنند۔ و این وقت وقتے بودہ کہ دیدہ ہا از بس بے تابی منتظر آن بودند۔۔۔ زیرا کہ اہل دجل و فریب ہر قدر ممکن بود از راہ فریب و آزفزائی مردم را از راہ بردند۔ علاوہ ازاں درایں زمان خود درمیانۂ فرقہ ہائے اہل اسلام جنگ و جدل و دار و گیر و پیکار از پایان درگزشتہ عقیدہ نماندہ کہ درنزد فرقہ از فرق اسلام اختلاف و نزاع دران نباشد۔ لاجرم طبیعت ہا بصد جان حَکَمے را آرزو کردند کہ بعدل و نصفت درمیانۂ ایں ہمہ اختلافات نور را از ظلمت ممتاز سازد لہٰذا خداوند بزرگ مرا حَکَم مقرر فرمود تا مرافعہ ہمہ قضیہ ہائے اختلافات

وأقضي بينهم بالحق والمعدلة. إن في هذا لآية لقوم متفكّرين بل هي من أعظم آي الله عند حزب متدبّرين.

ومن آياتي أنه تعالى وهب لي ملكة خارقة للعادة في اللسان العربية، ليكون آية عند أهل الفكر والفطنة. والسبب في ذالك أنّي كنتُ لا أعلم العربية إلّا طفيفا لا تُسمّى العلمية، فطفق العلماء يقعضون ويكسرون عود خبري ومخبرتي، ويتزرون على علمي ومعرفتي، ليُبرّؤن العامة منّي ومن سلسلتي. وشهروا ﴿۲۰﴾

مقدمات میری طرف رجوع کئے جائیں اور میں ان کا فیصلہ کروں۔ اوراس میں فکر کرنے والوں کیلئے نشان ہے بلکہ تدبر کرنے والوں کے نزدیک یہ سب نشانوں سے بڑا نشان ہے۔

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے عربی زبان میں ایک ملکہ خارق عادت مجھے عطا فرمایا ہے تا کہ فکر کرنے والوں کے لئے وہ نشان ہو اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں بجز اندک اور حقیر شد بود کے جس کو علمیت نہیں کہہ سکتے عربی نہیں جانتا تھا۔ پس علماء نے میرے علم کی لکڑی کو خم دینا اور توڑنا چاہا اور میرے علم کی عیب گیری اور نکتہ چینی شروع کی تا کہ عوام کو مجھ سے اور میرے سلسلہ سے بیزار کر دیں اور اپنی طرف سے یہ ﴿۲۰﴾

شاں در پیش من بشود و من قول فیصل در بارہ آناں امضا بکنم۔ درایں نشانے است جہت آنانکہ اندیشہ کنند بلکہ نزد کسانے کہ فکرے کنند نشانے بزرگتر ازیں نیست۔

واز جملہ نشانہا این است کہ خداوند کریم مرا مہارتے فوق العادہ درزبان عربی کرامت فرمودہ تا اہل فکر و زیرکی را نشانے بزرگ باشد۔ اصل راز آنکہ من از لسان عرب جز از مایۂ اندکے کہ براں لفظ علم راست نمی آید ﴿۲۰﴾ در دست نداشتم۔ وعلمائے ایں بلاد در دنبال آں برآمدند کہ چوب علم مرا بخمانند و بشکنند و علم مرا عرضہ خردہ گیری ساختن گرفتند بقصد آنکہ در دلہائے عامہ مردم از من و از طریق من بیزاری پیدا کنند و باواز دہل نعرہ ہا زدند

من عندهم أن هذا الرجل لا يعلم صيغة من هذه اللسان، ولا يملك قراضة من هذا العقيان. فسألت الله أن يُكمّلنى فى هذه اللّهجة، ويجعلنى واحد الدّهر فى مناهج البلاغة. وألحت عليه بالابتهال والضراعة، وكثر إطراحى بين يدى حضرة العزّة، وتوالى سؤالى بجهد العزيمة وصدق الهمة، وإخلاص المهجة. فأُجيب الدعاء وأُوتيت ما كنت أشاء☆، وفُتحت لى

شہرت دے دی کہ یہ شخص عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا اور اس سونے میں سے ایک ریزہ کا بھی مالک نہیں۔ پس میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے اس زبان میں کامل کرے اور اس کی بلاغت فصاحت میں مجھے بے نظیر بنادے اور میں نے نہایت عاجزی اور تضرع سے اس دعا میں الحاح کیا اور جناب الٰہی میں گرا اور گڑگڑایا اور صدق ہمت اور اخلاص جان اور کوشش بلیغ کے ساتھ اس سوال کو بار بار جناب الٰہی میں کیا۔ پس دعا قبول کی گئی۔ اور جو میں نے چاہا تھا وہ مجھے دیا گیا☆ اور عربیت کے

☆ قد جاء فى الأثار و تواتر فى الاخبار ان المسيح الموعود والمهدى المعهود قد رُكّبت نسمته من الحقيقة العيسوية والهوية المحمدية. شطر

☆ آثار اور اخبار میں تواتر سے یہ بات آچکی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا وجود حقیقت عیسویہ اور ماہیت محمدیہ سے مرکب ہے کوئی جز اس کا

کہ این کس از لسان عرب نابلد محض مے باشد و ازیں زر ریزۂ را ہم در دست ندارد۔ ناچار از جناب الٰہی درخواستم کہ مرا مہارتے دریں لسان کرامت بفرماید۔ و در فصاحت و بلاغت مرا یگانۂ زمانہ بسازد۔ و دریں دعا سوز و گداز و درد و نیاز را از حد درگزرانیدم و برخاک آستانہ اش بروفتادم۔ و از صدق ہمت و عزم صمیم این مسئلت را پیاپے عرض کردم تا آنکہ دُعائے من بموقع قبول جا گرفت و آنچہ خواستم مرا دادند☆۔ و دُر ہائے

☆ در آثار و اخبار تواتر اًمذکور است کہ وجود مسیح موعود و مہدی معہود از حقیقت عیسویہ و ماہیّتِ محمدیہ ترکیب وتخمیر یافتہ است۔

أبــواب نــوادر الــعــربية والــلــطــائف الأدبيـــــــة، حتـــى أمــلــيــت فيهــا رسـائل مبتكرة وكتبا مـحبّـرة، ثم

نوادر اور لطائف ادب کے دروازے میرے پر کھولے گئے یہاں تک کہ میں نے عربی میں کئی نو طرز رسالے اور بلاغت سے آراستہ کتابیں تالیف کیں۔ پھر

بقية الحاشية

مـــن ذالک وشــطــر مــن هٰــذا. والبــعــض لبـعـض اٰخـر حــاذا. و روحــانيتهــما سارية في وجوده. بل انـما هى نار وقوده. ظهر تافيه علٰى طــور البـــروز. وهـــمـــابــوجــوده كـالسر المرموز. وكان من الشيون المحمدية بلاغة الكلام. كما اشار اليـه اعجاز كلام الله العلّام. فاعطى مـن حـظ للمسيح الموعود. ليدل عـلـى الـظلّية واتحاد الوجود. لئلّا يـكـون طبيعته فاقدة لهٰذا الكمال. فـانّ الحرمان لايليق بشان الظلال. فوجد غضا طريّا من هٰذه الشجرة الطيبة. وغمره ماء ظلية النبوة كما

بقیہ حاشیہ

اور کوئی جز اس کا اس میں موجود ہے اور بعض بعض کے مقابل پر واقع ہیں اور دونوں کی روحانیت اس کے وجود میں سرایت کرنے والی ہے بلکہ وہ روحانیت اس کے ہیزم کی آگ ہے اور دونوں اس میں بطور بروز ظاہر ہوئی ہیں اور اس کے وجود کا وہ بھید ہیں اور محمدی نشانوں میں سے ایک بلاغت تھی جیسا کہ قرآن شریف اس کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔ پس مسیح موعود کو ظلّی طور پر وہ نشان عطا کئے گئے تا کہ اس کی طبیعت اس کمال سے خالی نہ ہو کیونکہ محروم ہونا ظلّ کی شان سے بعید ہے۔ پس مسیح موعود نے اس پاک درخت سے تازہ وتر میوہ پایا اور نبوت کی ظلّیت نے اس کو اپنے پانی میں ڈھانک لیا جیسا کہ امت کے کاملوں کی شان ہے اور اسی طرح اس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے کمالات بطور ورثہ

لطائف عربیت ونوادرش بروئے من باز کردند۔ چنانچہ رسالہ ہائے چند بطرز نو وپُر از فصاحت درلسان تازی تالیف دادم

بقیہ حاشیہ

پارہ ازین وبہرہ ازان دروے موجود۔ پارہ با پارۂ در برابر ایستادہ وروحانیت ہر دو بوجودش درگرفتہ بلکہ آں روحانیت ہیزم آتش اوست وآں ہر دو بروز اُدروے ظاہر در از نہان وجود اومی باشند۔ واز نشانہائے محمدی شان بلاغت ہم بودہ چنانچہ اعجاز قرآن کریم اشارہ بہ آن کردہ است۔ پس

عرضتها على العلماء وقلت يا حزب الفضلاء والأدباء ! إنكم حسبتمونی أُمّيًّا ومن الجهلاء،

میں نے اس ملک کے علماء پر وہ کتابیں پیش کیں اور کہا کہ اے فاضلو اور ادیبو! تمہارا میری نسبت یہ گمان تھا کہ میں اُمّی اور جاہل ہوں

ودر پیش علماء ایں بلاد عرض نمودم وگفتم اے فضلاء وادبا شما را نسبت بمن گمان داشتید کہ من مرد جاہل واُمّی ہستم۔

بقية الحاشية

هو شان الكمل من الامة. وكذالك وجد ارثا من كمالات ابن مريم عليه سلام اللّٰه و على نبيّنا الذى جعله اللّٰه اشرف واكرم. ولما كانت حقيقة المسيح الموعود معمورة فى الحقيقتين المذكورتين. ومضمحلة متلاشية فيهما ومنعدم العين ومستتبعة لصفاتهما فى الدارين. غلب عليها اسمهما ولم يبق منها اسم و رسم فى الكونين. وانعدم المغلوب و بقى فيه اسم الغالب و تقرر له فى السماء اسم هٰذين المباركين. هٰذا ما اوقعه الله فى بالى. و تلقاه حدسى و فراستى من لدن ربى لاكمالى. وامّا

بقیہ حاشیہ

پائے ۔ ان پر اور ہمارے نبی پر سلام ہو۔ اور جبکہ مسیح موعود کی حقیقت ان دونوں مذکورہ حقیقتوں میں غرق تھی اور ان میں مضمحل اور متلاشی تھے اور ان کی صفتوں کے پیرو تھے اس لئے ان دونوں برگزیدوں کا نام اس پر غالب ہوا اور اس کا اپنا نام و نشان کچھ نہ رہا اور مغلوب معدوم ہو گیا اور غالب کا نام رہ گیا ۔ اور اس کے لئے آسمانوں پر ان دونوں مبارکوں کے نام رہ گئے ۔ یہ وہ سرّ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے میری فراست نے اس کو قبول کیا ۔ مگر وہ امر جو مسلمانوں

بقیہ حاشیہ

مسیح موعود را ظلاً تشریف آن شان عطا فرمودند تا او۔۔۔۔۔ ازیں حلیہ وطبیعت عاری ماندہ ازین کمال محروم نماند۔ زیرا کہ حرمان شایاں شان اظلال نمی باشد۔ آخر مسیح موعود ازاں درخت ۔۔۔ میوۂ تازہ وتر یافت وظلّیت نبوت درآب خودش غوطہ بداد چنانچہ شان کاملان امت بودہ است ۔منہ

والأمــر كــان كـذالک لـولا التأييد من حـضـرة الـكـبـريـاء، فـالآن أُيِّدتّ مـن الـحـضـرة، وعلّمنی ربّی من لدنه بـالـفـضـل والـرحمة، فأصبحت أديبًا ومـن الـمتـفـرّديـن. وألّفت رسائل فی حُلل البلاغة والفصاحة، وهٰذه آية من ربی لأولی الألباب والنصفة، وعليكم حُجّة اللّٰـه ذی الـجـلال والـعـزّة. فـإن كـنـتـم مـن الـمـرتابين فی صدقی وكـمـال لـسـانـی، والـمتشـككين فی حسن بيانی وتبيانی، ولا تؤمنون بآيتی

اور درحقیقت میں ایسا ہی تھا اگر خدا تعالیٰ کی تائید میرے شامل حال نہ ہوتی۔ پس اب اللہ جلّ شانُہٗ نے میری تائید کی اور خاص فضل اور رحمت سے اپنے پاس سے میری تعلیم فرمائی۔ سو اب میں ایک ادیب اور متفرد انسان ہوگیا اور میں نے کئی رسالے بلاغت اور فصاحت کا لباس پہنا کر تالیف کئے پس دانشمندوں اور منصفوں کے لئے میری طرف سے یہ ایک نشان ہے اور خدا تعالیٰ کی تم پر یہ حجت ہے۔ پس اگر تم میری سچائی اور میری کمال زبان دانی میں شک رکھتے ہو اور میرے بیان اور عمدہ طور پر اظہار مطالب میں تمہیں کچھ شبہ ہے اور میری اس شان پر

بقية الحاشية

العقيدة التی هی مشهورة بين المسلمين وسـمـعـتـموها ذات المرار من المحدثين. فانما هی كلم كشفية خرجت من فم خير الـمـرسلين. و اخطأ فيهما بعض المؤلّين. و حـمـلـوهـا عـلٰی ظواهرها و كانوا فيه خـاطـئين. والاٰن حصحص الحق و ترای الصراط لقوم طالبين. منه

بقیہ حاشیہ

میں مشہور اور حدیثوں میں کئی مرتبہ اس کا ذکر آیا ہے وہ درحقیقت کشفی کلمے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے تھے۔ ان کی تاویل میں بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے اور ان کو ان کے ظاہر پر حمل کر بیٹھے اور اس میں خطا کی اور اب حق ظاہر ہوگیا اور طالبوں کے لئے راہ راست نمودار ہوگیا۔ منه

و درحقیقت ہم چنین بودم اگر فضل و رحمت خدا دست مرانمی گرفت۔ اینک اکنوں تائید ایزدی پشت مرا بکوفت و از محض فضل و کرم از خود مرا بیاموخت۔ چنانچہ اکنوں ادیبے یگانہ گردیدم و کتبے چند کہ از فصاحت و بلاغت مشحون اند تالیف و چاپ کردم۔ و ایں نشانے است سترگ از برائے خردوران و دانشمندان و ہم از خدا حجتے برشما است۔ و اگر نسبت بکمال ادب و راستی من ہنوز در پندار دگمان استید

هـذه وتحسبونها هذياني، وتزعمون أنـي فـي قولي هذا من الكاذبين فأتوا بـكتـاب مـن مثلها إن كنتم صادقين. وإن كـان الـحق عـنـدكم كما أنّكم تـزعـمـون، فسيُبدى الله عزّتكم ولا تُغلبون ولا ترجعون كالخاسرين، فلا يُعـاتبـكم بعده مُعاتب، ولا يزدريكم مُـخـاطب، ويستيقن الناس أنّكم من الأمـناء ومن الصالحين. وإن كنتم لا تـقـدرون عـلـيـه لـقلّة العلم والدّهاء، فـانهـضـوا وادعـوا مشهـورين منكم بـالتـكـلم والإملاء، والمعروفين من الأدباء. وإنـى عـرضت عليكم أمرا فيـه عـزة الـصـادق وذلّة الكـاذب، ﴿۲۱﴾

ایمان نہیں اور گمان کرتے ہو کہ میں کاذب ہوں۔ پس تم بھی کوئی ایسی کتاب بنا کر لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم حق پر ہو گے جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔ پس خدا تعالیٰ ضرور تمہاری عزت ظاہر کرے گا اور غالب ہو گے اور تمہیں کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ پھر بعد اس کے کوئی عتاب کرنے والا تمہیں عتاب نہیں کرے گا اور کوئی مخاطب عیب گیری پر قادر نہیں ہوگا اور لوگ یقین کر لیں گے کہ تم امین اور صالح ہو۔ اور اگر تم بباعث قلت علم اور عقل کے مقابلہ کی قدرت نہیں رکھتے۔ پس اٹھو اور ان لوگوں کو بلا لو جو تحریر اور تقریر میں تم میں مشہور ہیں اور ادیب ہونے میں شہرت رکھتے ہیں اور میں نے ایسا امر تم پر پیش کیا ہے جس میں سچے کی عزّت اور جھوٹے کی ذلت ہے

وبیان وتبیان مرا بچشم انکار می بینید و بایں نشان من ایمان نمی آرید۔ واین راہرزہ درائی وژاژ خائی برمی شمارید لازم کہ کتابے مثل آں بیارید اگر بوئے از راستی دارید۔ واگر شما راست استید بروفق آنچہ می پندارید البتہ خدا دست شمارا بالا کند و بزرگی شما پدیدار گردد و زیانے بشمانہ رسد و پس ازان ہیچ نکوہندۂ شمارا نفرین نکند ومخاطبے درپئے خوردہ گیرئی شما نشود۔ ومردم خواہند دانست کہ شما درحقیقت ﴿۲۱﴾
امانت گزار و راست کار ہستید۔ واگر شما بہ سبب قلتِ علم وعقل مرد میدان مقابلہ نیستید برخیزید و آں مردمان را جمع آرید کہ در تحریر وتقریر از میانہ شما سر برآوردہ ونامی می باشند و برادب نازہا دارند۔ ومن امرے در پیش شما اظہار کردم کہ باعث بر عزّتِ صادق وذلّت کاذب خواہد بود

وسينال الكاذبين خزىٌ ونصبٌ من العذاب اللازب، فاتقوا اللّٰه إن كنتم مؤمنين. فما كان لهم أن يأتوا بمثل كلامي أو يتوبوا بعد إفحامي، وظهرت على وجوههم سواد وقحول، وضمر وذبول، وغشيهم حين وإحجام، وجهلوا كل ما صلفوا ولم يبق لهم كلام. وجاء نى حزبًا منهم تائبين، وكثير حق عليهم ما قال خاتم النبيين عليه الصلاة والتحيات من ربّ العالمين. ثم اعلموا يا حزب السامعين. إن هذه آية استفدته من روحانية خير المرسلين بإذن الله رب العالمين. وقال السفهاء من الناس إنه دعوى

اور جو جھوٹے ہیں ان کو ذلت اور لازمی عذاب پہنچ رہے گا۔ پس اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ مگر ان لوگوں نے نہ تو میری کلام کی نظیر پیش کی اور نہ اپنے انکار سے باز آئے۔ اور ان کے منہ پر سیاہی اور خشکی اور لاغری اور گدازش ظاہر ہوگئی اور نامرادی اور پیچھے ہٹنا ان کے لاحق حال ہوگیا اور تمام لاف وگزاف کو بھول گئے اور کلام کرنے کی جگہ نہ رہی اور بہتوں نے توبہ کی اور بہتوں پر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صادق آیا۔ پھر اے سننے والو یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے اس نشان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے لیا ہے اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔ اور بعض نادانوں نے کہا کہ یہ دعویٰ قرآن کے

وکاذب زود رسوائی ورنج لازم خواہد دید۔ اگر شمۂ از ایمان دارید از خدا بترسید۔ و لے با این ہمہ نہ نظیرے در برابر کلام من آوردند و نہ از انکار و اصرار دست باز داشتند۔ و سیاہی و لاغری و گدازش بر روئے شاں آشکار شد و بد دلی و پس نشستن لاحق حال شاں گشت و ہمہ لاف و گزاف از یاد رفت و جائے سخن نماند۔ آخر بسیارے باز آمدند و بر بسیارے قول حضرت سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) صادق آمد۔ بر سامعین پوشیدہ نماند کہ من ایں نشان را از روحانیت حضرت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بدست آوردہ ام۔ و این ہمہ باذن اللہ بر روئے کار آمدہ۔ بعضے از نادان گفتند این چنیں دعویٰ مشابہت با دعویٰ قرآن دارد۔ لہٰذا از حسن ادب

يُضاهي دعوى القرآن، فهو بعيد من حسن الأدب و الإيمان. وما هو إلّا قول الذين ما عرفوا حقيقة الولاية، وأعتراهم ظلام العماية والغواية. وقد سبق البيان منّا أن الكرامات ظلال باقية للمعجزات، وموجبة لزيادة البركات، وتجد السُنّة والكتاب مُبيّنَيْنِ لهذه المسألة، وشاهدَيْن على هذه الواقعة. ولا تجد من يُخالفها إلّا غويّا من العامة، فإن أبصار العامّة لا تبلغ الحقائق ويعمأ عليهم دقائق الشريعة، فيحسبون فى كمالات الولاية كسر شأن النبوّة، مع أن الأمر

دعویٰ سے مشابہ ہے۔اس لئے یہ حسنِ ادب اور ایمان سے دور ہے۔مگر یہ ان لوگوں کا قول ہے جن کوولایت کی حقیقت پر اطلاع نہیں اور نابینائی کا اندھیرا ان کے طاری حال ہو رہا ہے اور ہم پہلے اس سے ذکر کر چکے ہیں کہ کرامات معجزات کا دائمی سایہ ہیں اور برکاتِ نبوت کے زیادہ ہونے کا موجب ہیں۔اور تو سنت اور قرآن کو اس مسئلہ کے بیان کرنے والے پائے گا اور اس واقعہ پر گواہ دیکھے گا۔اور بجز ایک گمراہ اور عاصی آدمی کے اور کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ عام لوگوں کی آنکھیں حقیقتوں تک نہیں پہنچتیں اور دقائق شریعت ان پر چھپے رہتے ہیں اس لئے وہ لوگ ولایت کے کمالات میں نبوت کی کسرِ شان دیکھتے ہیں باوجودیکہ اہل معرفت

وطریق ایمان دور است۔اما ایں گفتار نابلدان کوچۂ معرفت وشپران تاریک نہاد است۔قبلاً مذکور گردیدہ است کہ کرامات سایہ دائم غیر منفکہ معجزات وموجب ازدیاد برکات نبوت بودہ اند۔وسنت وقرآن بیان شافی ایں مسئلہ رامی کنند وگواہ عادل ایں واقعہ می باشند۔وغیر از مرد عاصی وگمراہ ہیچ کس رامجال انکار برآں نہ چہ عوام بہرہ از ادراک حقائق نیافتہ اند ودقائق شریعت براوشاں مستور می مانند۔ازینجا است کہ انہا در کمالات ولایت کسر شان نبوت گمان مے برند حال آنکہ اصحاب معرفت و

خلافه عند أهل التحقيق والمعرفة. ومن آياتی الخسوف والكسوف فی رمضان، وقد فصّلت فی رسالتی "نور الحق" هذا البرهان. وكنت لم أزل ينتابنی نصر الله الكريم إلى أن ظهرت هذه الآية من ذالک المولی الرحيم. وكان مكتوبا فی الأحاديث النبويّة أن هذه للمهدی وظهوره من الدلائل القطعية، فالحمد لله الذی أجزل لنا طوله وأنجز وعده وأتم قوله، وأرى آيات السماء ويَسَّرَ للطالبين طرق الاهتداء، وأظهر سناه لمن أمّ مسالک هُداه، وكشف الأمر لأولی النهی وأرَى الحقَّ لمن يرىٰ،

اور تحقیق کے نزدیک اصل امر اس کے برخلاف ہے۔ اور میرے نشانوں میں سے وہ خسوف اور کسوف ہے جو رمضان میں ہوا تھا چنانچہ میں اپنے رسالہ نور الحق میں اس کا مفصّل بیان کر چکا ہوں اور مجھے ہمیشہ مسلسل طور پر خدا تعالیٰ کی مدد پہنچتی تھی یہاں تک کہ یہ نشان ظاہر ہوا۔ اور احادیث نبویہ میں لکھا ہوا تھا کہ یہ نشان مہدی اور اس کے ظہور کے لئے قطعی دلائل میں سے ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنی بخشش کو ہم پر کمال تک پہنچایا اور اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے نشان دکھلائے اور طالبوں کے لئے ہدایت پانے کی راہ کھول دی اور اپنی روشنی کو راہ چلنے والوں کے لئے ظاہر کیا اور عقلمندوں کے لئے حقیقت امر کو کھولا اور دیکھنے والوں کو حق دکھلایا۔

اہل تحقیق اصل امر را برخلاف آں می بینند۔

واز جملہ نشانہائے من خسوف وکسوف است کہ در شہر رمضان واقع شد۔ ودر رسالہ نور الحق مفصلًا ازاں ذکر کردیم۔ ومتّصلًا مرا از پروردگار یاری می رسیدہ است تا اینکہ ایں نشان از خدا بظہور آمد۔ ودر احادیث آمدہ کہ ایں نشان از دلائل قطعیہ ظہور مہدی و۔۔۔۔ وجود او باشد۔ خدا را شکر است کہ نعمتہائے خود را بر ما با تمام واکمال رسانید۔ ووعدہ را ایفا ونشان ہا را ظاہر کرد وراہ جویان را طریق ہدایت باز فرمود وقاصدان راہ خود را چراغ فراراہ بداشت وجہت خردمندان پردہ از روئے کار بکشود و بینندہ ہارا

وجرّد آيه كالعضب الجراز ليُفحم كل من نهض للبراز وليتم حجته على المنكرين. فإن ظن ظانّ أن ظهوری عند سطوة النصرانية، وعند سيل الصليب، وعلى رأس المائة، ليس بدليل قاطع على أنّنى من الحضرة، وكذالک إن زعم زاعم أن إملا ئى فى اللسان العربية وما حوت معرفتى من اللطائف الأدبية، وكلّ ما أُرضعت ثدى الأدب فى هذه اللّهجة، ليس بثابت أنها من آى اللّه ذى الجلال والعزّة، بل يجوز أن يكون ثمرة المساعى المستورة المستترة، وأن الأرض لا تخلو من كيد الكائدين

اور اپنے نشانوں کو شمشیر تیز کی طرح ننگا کیا تا ہر ایک شخص جو مقابلہ کیلئے کھڑا ہو اس کو لاجواب کرے اور منکروں پر اپنی حجت پوری کرے۔ اور اگر کوئی یہ گمان کرے کہ غلبہ نصرانیت کے وقت میں میرا ظاہر ہونا اور صلیب کی طغیانی کے وقت میں اور نیز صدی کے سر پر میرا آنا اس بات پر قطعی دلیل نہیں کہ میں جناب الٰہی کی طرف سے ہوں اور اسی طرح اگر کوئی یہ گمان کرے کہ میرا عربی کتابوں کا لکھنا اور لطائف ادبیہ کا بیان کرنا یہ خدا کا نشان نہیں ہو سکتا اور جائز ہے کہ یہ اپنی پوشیدہ کوششوں کا ثمرہ ہو۔ سو ایسا ظن کرنے والا خسوف وکسوف میں کیا گمان کرے گا۔ کیا یہ بھی انسانی مکر ہے یا خدا تعالیٰ

راستی وانمود و نشانہائے خود را چوں شمشیر تیز برہنہ کرد تا ہر کہ پا در مقابلہ اش بیفشرد زبانش را از کار بیند ازد و بر منکرین اتمام حجت بنماید۔ اگر کسے گمان کند کہ ظہور من در ہنگام استیلائے صلیب و غلبہ نصرانیت و ہم بروز من بر رأس صد دلیل قطعی بجہت آں نیست کہ من از قبل خداوند تعالیٰ شانہ می باشم و ہم چنیں اگر کسے بر زبان آرد کہ تالیف کتب عربیہ و بیان لطائف ادبیہ کہ از دست من سرانجام پذیرفتہ نشانے از طرف خدا نمی باشد بلکہ احتمال دارد کہ ایں ہمہ

فـمـا رأى هـذا الظان العسوف فى آية الـخسـوف والـكسـوف. أتلك كيد الإنسان أو شهـادة مـن الـلّٰـه الولىّ الـرؤوف. وأمـا تفصيل هذه الآية كما ورد فـى كتـب الـحـديث من آل خير المرسلين. فاعلموا يا حزب المؤمنين الـمتـقيـن أن الـدارقـطنى قد روى عن مـحـمد الباقر من☆ بـن زين العابدين، وهـو مـن بيـت التطهير والعصمة ومن قـوم مـطهّـرين، قال قال رضى اللّٰه عنه وهـو من الأمناء الصادقين انّ لمهدينا آيتيـن لـم تـكونا منذ خلق السماوات والأرضون، ينكسف القمر لأول ليلة مـن رمـضـان. يعـنـى فى أول ليلة من ليـالـى خسـوفـه ولا يُجـاوز ذالك

کی طرف سے ایک گواہی ہے۔

مگر اس نشان کی تفصیل جیسا کہ کتب حدیث میں آلِ خیر المرسلین سے مذکور ہے۔ یہ ہے کہ دارقطنی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ

ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں کہ جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کیے گئے کبھی ظہور میں نہیں آئے یعنی یہ کہ قمر کی پہلی رات میں اس کی تین راتوں میں سے جو خسوف کیلئے مقرر ہیں خسوف ہوگا۔ اور

﴿۲۲﴾

ثمرہ مساعی مخفیہ بودہ باشد۔ در پاسخ این بدگمان مشکک می گوئیم کہ دربارۂ خسوف و کسوف چہ گمان می داری۔ آیا آں ہم از تدابیر مخفیۂ انسانی است یا ازقبل خدا گواہ آسمانی۔ اما تفصیل این نشان از روئے کتب احادیث آنکہ دارقطنی از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کند کہ برائے مہدئ ما دو نشان است کہ از آغاز آفرینش زمین و زمان ہرگز پدیدار نشدہ و آن این ست کہ قمر در شب اول از شب ہائے خسوف او کہ سہ شب می باشند منخسف گردد۔ و ایں خسوف در رمضان واقع بشود و آفتاب در روز وسط

☆ مِن سہواًزائدلکھاگیاہے۔(ناشر)

الاوان، ويقع فى الشهر الذى أنزل اللّٰه فيه القرآن، وتنكسف الشمس فى النصف منه. يعنى فى نصف من أيام كسوفها المعلومة عند أهل العرفان، فى ذالك الشهر المُزان.

﴿۲۲﴾ وأخرج مثله البيهقى وغيره من المحدثين. وقال صاحب الرسالة الحشرية، وهو فى هذه الديار من مشاهير علماء هذه الملّة، أن القمر والشمس ينكسفان فى رمضان، وإذا انكسفا فيعرف المهدى بعده أهل مكة بفراسة يزيد العرفان. وفى روايات أخرى من بعض الصلحاء أن المهدى لا يُعرفُ إلّا بعد آيات كثيرة تنزل من السماء، وأما فى أوّل الأمر

سورج کے تین دنوں میں سے جو اس کے کسوف کے لئے مقرر ہیں ۔ بیچ کے دن میں کسوف ہوگا۔اور یہ بھی اسی رمضان میں ہوگا۔

ایسا ہی بیہقی اور دوسرے محدثوں نے لکھا ہے اور صاحب رسالہ حشریہ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ یہ کسوف خسوف رمضان میں ہوگا اور اس کے بعد مہدی مکہ میں شناخت کیا جائے گا اور بعض صالحین سے ایک یہ بھی روایت ہے کہ مہدی اس وقت پہچانا جائے گا کہ جب بہت سے نشان آسمان سے ظاہر ہوں گے۔

مگر اوائل امر میں اُس کی تکفیر اور

﴿۲۲﴾ از روز ہائے کسوف او کہ سہ روز اند تیرہ گردد و این ہم در رمضان اتفاق افتد۔ و ہم چنیں بیہقی و محدثین دیگر آوردہ اند و صاحب رسالہ حشریہ کہ از مشاہیر علمائے ایں دیار است گوید این خسوف و کسوف در رمضان بشود و بعد ازاں اہل مکہ مہدی را خواہند شناخت۔ و بعضے از صلحا بر آنند کہ مہدی بعد از ظہور کثرت نشانہا از آسمان شناختہ شود۔ و لے اولاً چارۂ ازیں نہ کہ نسبت بہ وے فتوی تکفیر دہند و دجل و تلبیس بہ او منسوب کردہ شود و دربارۂ او آں ہمہ گفتہ شود آنچہ کفّار پیشیں نسبت بہ انبیاء گفتہ اند

والابتداء ، فيُكفَّر ويُكذّب ويُعزى إلى الـدجـل والتلبيس والافتراء ، وتُكتب عـلـيـه فتـاوى الـكـفـر والخروج من الشـريعة الغرّاء ، ويُقال فيه كل ما قال الـكـافـرون فـى الأنبيـاء.ثم توضع لـه القبولية فى الأرض من حضرة الكبرياء فـلا يـوجـد اثـنـان مـن الـمـؤمنين إلّا ويذكرونه بالمدح والثناء. ثم اعلم أن آية الـخسـوف والـكسوف قد ذكرها الـقرآن فى أنباء قرب القيامة، وإن شئت فاقرأ هذه الآية وكررها لإدراک هذه الـحـقيـقة فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ وَخَسَفَ الۡقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ[۱] ثم تـدبّر بالخشوع والخشية، ولا يذهب فـكـرک إلـى أنـه مـن وقائع القيامة،

تکذیب ہوگی ۔ اور دجل اور تلبیس اور افترا کی طرف منسوب کیا جائے گا اور اس پر کفر اور مرتد ہونے کے فتوے لکھے جائیں گے اور وہ سب کچھ اس کے حق میں کہا جائے گا جو کافروں نے نبیوں کے حق میں کہا۔ پھر اس کی قبولیت زمین پر پھیلائی جائے گی ۔ پس مومنوں میں سے دو آدمی ایسے نہ پائے جائیں گے کہ اس کو مدح اور ثنا کے ساتھ یاد نہ کرتے ہوں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قرآن شریف نے کسوف خسوف کے نشان کو قرب قیامت کے نشانوں میں سے لکھا ہے اور اگر تو چاہے تو اس آیت کو پڑھ کہ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ وَخَسَفَ الۡقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ نشان قیامت کے واقعات میں سے ہے کیونکہ جس خسوف اور کسوف کا اس جگہ ذکر

وبعدزاں برائے وے قبولیت درزمین نہادہ شود حتی کہ دو تن اگر در جائے فراہم آیند مدح وثنائے او برزبان رانند۔

مخفی نماند کہ قرآن کریم خسوف وکسوف را از نشانہائے قرب قیامت قرار دادہ چنانچہ گوید فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ وَخَسَفَ الۡقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ومعنی اش آں نہ کہ ایں نشان از واقعات قیامت بودہ است زیرا کہ خسوف وکسوف کہ ایں جا مذکور است بستہ بہ وجود ایں عالم است ۔ چہ آں ناشی از

[۱] القیٰمۃ :۸تا۱۰

وإيّاک وهذه الخطأ الذى يُعدك من المحجة. فإن الخسوف الذى ذُكر ههنا هُوَ موقوف على وجود هذه النشأة الدنيوية، فإنه ينشأ من أشكال نظامية، وأوضاع مقررة منتظمة ويكون فى الأوقات المعينة والأيام المعلومة المشتهرة. ولا بد فيه من رجوع النيرين إلى هيئتهما السابقة بعد خروجهما من هذه الحالة. وأما الآيات التى تظهر عند وقوع واقعة الساعة فهى تقتضى فساد هذا الكون بالكلية، فإنها حالات لا تبقى الدنيا بعدها ولا أهل هذه الدار الدنية.

ہے وہ اس دنیوی پیدائش پر موقوف ہے۔ وجہ یہ کہ خسوف کسوف اوضاع مقررہ منتظمہ سے پیدا ہوتا ہے اور اوقات معیّنہ اور ایّام معلومہ میں اس کا ظہور ہوتا ہے اور خسوف کسوف میں یہ امر ضروری ہے کہ آفتاب اور قمر بعد اس کے کہ اس حالت سے باہر آویں اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کریں مگر وہ نشان جو قیامت کے قائم ہونے کے وقت ظہور میں آئیں گے وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جبکہ دنیا کا سلسلہ بکلّی درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ وہ ایسی حالتیں ہیں کہ ان کے بعد دنیا نہیں رہے گی اور نہ اہل دنیا رہیں گے

اوضاع مقررۂ منتظمہ و در ایام معینہ و اوقات معلومہ ظہورش می باشد۔ و نیز در آں ضروری است کہ آفتاب و ماہتاب بعد از خروج ازاں تیرگی رجوع بحالت سابقہ خود نمایند۔ اما آن نشانہا کہ قرب قیامت پدیدار گردند آں وقتے باشد کہ ایں نظام سلسلہ عالم بالمرّہ از ہم بپاشد زیرا کہ از پس آں حالت ہا دنیا و اہل دنیا را نشانے و اثرے نخواہد بود۔ و خسوف

والخسوف والكسوف يتعلقان بنظام هذه النشأة، ويوجدان فيه من بدو الفطرة، فثبت أن الخسوف الذى ذكره القرآن فى صحفه المطهرة هو من الآثار المتقدمة على القيامة، ولقيام القيامة كالعلامة. وإنى كتبت هذه المباحث مفصلة فى رسالتى نور الحق التى ألّفتها فى العربية، وأودعتها عجائب آية الخسوف والكسوف إتمامًا للحجة. وكنت كتبت فى تلك الرسالة التى ألّفتها لبيان آية الخسوف والكسوف أنى عُلّمتُ من ربّى الرحيم الرؤوف أن العذاب يحلّ على قوم لا يتوبون بعد هذه الآية،

اور کسوف خسوف اس دنیا کے نظام سے تعلق رکھتے ہیں اور ابتدا سے اس میں بنائے گئے ہیں پس ثابت ہوا کہ وہ کسوف خسوف جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ قیامت کے لئے آثار متقدمہ ہیں نہ یہ کہ قیامت کے قائم ہو جانے کی علامتیں ہیں اور میں نے ان بحثوں کو اپنے رسالہ نور الحق میں مفصّل طور پر لکھ دیا ہے اور اس رسالہ میں اس نشان کے متعلق کئی عجائبات ہیں جو میں نے اتمام حجت کی غرض سے اس میں درج کر دیئے ہیں اور میں نے رسالہ نور الحق میں یہ لکھا تھا کہ ان لوگوں پر عذاب نازل ہوگا کہ جو کسوف خسوف کا نشان دیکھنے کے بعد توبہ نہیں کریں گے۔

وکسوف تعلق بہ نظام ایں عالم دارد و از بدو آفرینش موجود است۔ از ایں آشکار شد کہ خسوف وکسوف کہ در قرآن مذکور است از آثار متقدمہ قیامت است نہ علامہ قیامِ قیامت۔ رسالۂ نور الحق متکفل تفصیل ایں مضمون و عجائبے دیگر ہم از باب ایں نشان در آن مذکور است کہ جہت اتمام حجت ترقیم شدہ۔

وہم در رسالہ نور الحق نوشتہ بودم کہ عقاب خداوندی بر سر آں مردم فرود آید کہ بعد از نشان خسوف وکسوف توبہ نکنند و دین را بر دنیا

ولا یُقدمون الدین علی الدنیا الدنیّة. وکذالک سُلّط الطاعون بعدھا علی أکثر غافلی ھذہ الدّیار، وأُحرق أُلوف من الناس بتلک النار، وأرسل علی کل غافل شواظ منھا، فماتوا بجمرھا وأُخرجوا من القریٰ والأمصار. وما انطفأ إلی ھذا الوقت ھذا الضرام، ویرعد علی الرؤوس الحمام، ونری الأمر کما تواتر فیہ الإلھام. إن فی ذالک لآیة لقوم متقین. وکذالک کنت کتبت فی تلک الرسالة أن اللّٰہ سینصر أھل الحق بعد ھذہ الآیة، فیزید جمّاعتھم ویتقوی أمرھم من ﴿۲۳﴾

اور دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرلیں گے۔ سو ایسا ہی ہوا کہ خسوف کسوف کے بعد اس ملک کے اکثر غافلوں پر طاعون بھیجی گئی اور ہزاروں انسان اس وبا سے مر گئے اور ہر ایک غافل پر ایک چنگاری پڑی جس سے وہ مرے اور دیہات اور شہروں سے نکالے گئے اور یہ آگ اب تک ٹھنڈی نہیں ہوئی اور موت سروں پر نعرے مار رہی ہے جیسا کہ اس بارے میں متواتر الہام سے پہلے ہی سے معلوم ہوا تھا اور اس میں پرہیزگاروں کے لئے نشان ہیں۔ اور ایسا ہی میں نے اس رسالہ میں لکھا تھا کہ خدا تعالیٰ اس نشان کے بعد اہل حق کو مدد دے گا۔ پس ان کی جماعت زیادہ ہو جائے گی اور ان کا کام قوت

برنگزیند۔ آخر برحسب وعید خداوندی طاعون برسر اکثرے از غافلان این دیار وارد آمد و ہزاران نفس طعمۂ این وبائے عالم سوز گردیدند و بسیارے از خفتگان را از آں اخگر خرمن جان پاک بسوخت۔ واز دہ ہا وقریہ ہا اخراج شدند و ہنوز ایں آتش سرد نشدہ و شیر مرگ ہنوز ازغریدن باز نہ ایستادہ۔ چنانچہ الہامات متواترہ دریں معنی خبر دادہ بودند و دریں واقعات برائے ترسندگان نشانے واضح است۔

وہم چنیں درآں ایمائے رفتہ بود کہ بعد ازاں نشان اہل حق را نصرت و تائید از خدا برسد و جماعت ما را افزونی دست بہم دہد۔ و کارِ ایشاں

عنايات الحضرة، والله ينزل آياته ويشيع فى الناس دقائق المعرفة. فصدّق الله هذه الأنباء كلها بالفضل والرحمة، وأَرَى الآيات ونصر بالتأييدات لقطع الخصومة. وزاد جماعتى كما وعد وجعلها لبيضة الإسلام كركن شديد والاسطوانة، وإنّا سنذكر بعضها إظهارًا لهذه الموهبة، فالحمد لله على هذه الُمِنَّة، وإن فى ذالك لآيات لقوم متفرّسين. ﴿۲۳﴾

ومن نوادر آياتى التى ظهرت بعد وعد الله فى آية الكسوف والخسوف، وانتجعت فى ألوف من القلوب بإذن الله الرؤوف، هو واقعة هلاک رجل

پکڑ جائے گا اور خدا تعالیٰ نشانوں کو ظاہر کرے گا اور معرفت کو لوگوں میں پھیلائے گا۔ پس خدا تعالیٰ نے ان تمام پیشگوئیوں کو اپنے فضل اور کرم سے پورا کیا اور نشان دکھلائے اور قطعِ خصومت کے لئے تائید کی اور وعدہ کے موافق میری جماعت کو زیادہ کیا۔ چنانچہ ہم بعض نشانوں کا اس جگہ ذکر کرتے ہیں اور اس احسان پر خدا تعالیٰ کا شکر ہے اور اس میں فراست والوں کے لئے نشان ہیں۔

اور عجیب تر نشانوں میں سے جو خسوف کسوف کے بعد ظہور میں آیا جس نے دلوں پر بڑا اثر ڈالا وہ لیکھرام کی موت کا نشان ہے

قوت گیرد و خدا تعالیٰ نشانہا پدیدار نماید و قوۂ معرفت بمردم ارزانی دارد۔ پس خدارا شکر کہ ہمۂ این اخبار بالغیب کماہی ہی بوقوع آمدہ۔ و قطع خصومت اعدا کردہ و جہت تائید حق نصرتہا از خدا ظہور فرمودہ و بروفق وعدۂ الٰہی جماعت من افزونی یافتہ اکنوں برائے شکر ایں نعمت بعضے از نشانہا را درمعرض بیان می آریم۔ وایں برائے اہل فراست نشانِ عظیم است۔ ﴿۲۳﴾

وآز جملہ نشانہائے بزرگ کہ بعد از خسوف وکسوف بروز یافتہ و در دلہا جا کردہ نشان

كـان اسـمـه ليـكـهـرام، و كـان من قوم عبدة الأصـنـام، و كـان شـديد الحقد يـعتـرض عـلـى الإسـلام، ويسبّ نبينا خيـر الأنـام عـليـه ألف ألف سـلام. وتـفـصـيـل هـذه الـقـصـة أنـه سمع من بـعض الإخـوة أن رجـلا فـى الـقاديان يـدّعـى الإلهام و الكرامات، ويقول إن الإسـلام هـو الـديـن عـنـد الـلّـه ربّ السـمـاوات، ومـن خـالـفـهٗ فهو من الـمبـطـلين. فمازال يُعجبه هذا الخبر حتـى قـصـد الـقـاديـان ذات مرة وهو يـومـئـذ ابـن ثـلا ثين سنة، أو قليل منه كـما علمنا من وجهه فراسة. فجاء نى وسـأل عـن الآيات، وأظهر أنه لايبرح الأرض أو يـرى بـعض خرق العادات،

اور یہ شخص بڑا کینہ ور تھا اور اسلام پر اعتراض کیا کرتا تھا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا۔ اس نبی پر خدا تعالیٰ کے ہزاروں سلام ہوں اور اس قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے بعض اپنے بھائیوں سے سنا کہ ایک آدمی قادیان میں ہے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور نیز کرامات کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ سچا دین اسلام ہی ہے اور جو اس کا مخالف ہے وہ باطل پر ہے۔ سو وہ اس خبر سے ہمیشہ تعجب کرتا تھا یہاں تک کہ ایک مرتبہ اس نے قادیان آنے کا ارادہ کیا اور وہ ان دنوں میں تیس برس کی عمر میں تھا یا کچھ کم جیسا کہ اس کے مُنہ کے دیکھنے سے ہمیں اندازاً معلوم ہوا۔ سو وہ میرے پاس آیا اور نشانوں کے بارے میں مجھ سے سوال کیا اور ظاہر کیا کہ وہ کبھی قادیان سے نہیں جائے گا

مرگِ لیکھرام است۔ ایں شخصے بود کینہ توز بر اسلام حملہ ہا می کرد و نبی کریم ما را دشنام مے داد و ناگفتنیہا مے گفت۔ تفصیل ایں مقال آنکہ آن عدو اسلام از ابنائے جنس خود بشنید کہ شخصے در قادیان است کہ دعویٰ الہام و اظہار خرق عادات می دارد۔ ومی گوید کہ دین حق اسلام است و ماسوا باطل۔ او از شنیدن این قصہ در شگفت می بود تا عزم آمدن در قادیان را تصمیم بداد و دران زمان جوان سی سالہ بود یا بقدر بیش و کم بروفق آنچہ آں وقت از روئے او ہویدا بود۔ خلاصہ آں برہمن در نزد من آمد و نشانے درخواست۔۔۔ و گفت تا نشانے نہ بینم زنہار از

أو يأخذ منى إقرار العجز عند هذه السؤالات. وأصرّ على أن يؤانس آى اللّٰه أمام ارتحاله، وكان جهولا غير متأدّبٍ فى مقاله. فطفق يبلطنى لرؤية الآية، ويخجأنى من العماية، فإنه كان جسدا له خوار، وما أعطى له روح فراسة ولا افتكار. وكان احتكاء فى جنانه أن هذا الرجل كاذب فى بيانه، وكذالك انتقش فى قلبه من خدع أعوانه، وحمئت بهم بئر عرفانه. ووافانى ذات المرار، فألحّ علىَّ وأبلط بكمال الإصرار، ونظر إلىَّ شزرًا بالاستكبار، وقال إنى لن أفارق

جب تک کہ بعض نشان نہ دیکھے اور یا جب تک کہ مجھ سے اقرار عجز نہ لے لیوے اور اس نے اصرار کیا کہ اپنے جانے سے پہلے نشان دیکھے۔ اور وہ ایک جاہل بے ادب تھا۔ پس اس نے مجھے نشان کے لئے دِق کرنا شروع کیا اور نابینائی کی وجہ سے اصرار کرتا تھا کیونکہ وہ جسم بے جان تھا جس کو عقل کی روح نہیں دی گئی تھی اور اس کے دل میں یہ بیٹھ گیا تھا کہ یہ شخص اپنے بیان میں جھوٹا ہے اور یہ باتیں اس کے ہم صحبتوں نے اس کے دل میں بٹھائی تھیں جن سے اُس کی شناخت کا کنواں مکدر ہو گیا تھا اور وہ ایک دن میرے پاس آیا اور نشان کے دیکھنے کے لئے بڑا اصرار کیا اور میری طرف تکبر

قادیان بیروں نخواہم شد یا داغ اعتراف بعجز بر ناصیہ شا خواہم گزاشت۔ و برایں اصرار ورزید که لا بداست که قبل از رفتن ازیں جا نشانے مشاہدہ نماید۔ وآں شخصے بود از حلیہ ادب۔۔۔ عاری۔ واز نہایت شوخی وخیرگی دست استبداد بدامن من زد۔ چہ او حقیقۃ کالبد بے روان بود که رُوح خرددر وے ندمیدہ بودند وگمان وے آں بود که من تار و پود دروغ بر بافتہ استم۔ وایں اعتقاد نسبت بہ من بعضے از ہم مشر بانش خاطر نشاں کردند۔ لہٰذا چشمہ شناخت وے مکدر گردید۔ خلاصہ عادتا روزے پیش من آمد وجہت رویت نشانے اصرار از حد بگذرانید ودر من با دیدۂ استکبار واستحقار

هذه القرية إلّا وتُريني الآية أو تقر بكذبك وبما اخترت الفرية. وساء الحضار ما اختار من غلظ وشدّة، فبرّدتهم بوصية صبر وتؤدة، وكانوا من الذين أخذوا مربعی منتجعهم، وداری محضرهم، وحسبوا إلهامی مرتعهم ومخبرهم. ثم قلت له يا هذا إن الآية ليست كشیء ملقاة تحت الأقدام لألقطه لک وأعطيک كالخادم بالإكرام، بل الآيات عند الله يُرى إذا ما شاء، ولا ينفع الوثب كثور الوحش فإياک والمراء، والصبر حقيق لمن طلب آی الله وجاء يستقری الضياء

سے دیکھا اور کہا کہ میں اس گاؤں سے کبھی نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم نشان نہ دکھلاؤ اور یا اپنے جھوٹ کا اقرار نہ کرو اور حاضرین کو اُس کی سخت زبانی بُری معلوم ہوئی۔ پس میں نے ان کو صبر کی وصیت کے ساتھ ٹھنڈا کیا۔ پھر میں نے اس کو کہا کہ اے شخص! نشان ایسی چیز تو نہیں جو قدموں کے نیچے پڑی ہو اور فی الفور دکھلا دی جائے۔ بلکہ نشان خدا کے پاس ہیں جب چاہتا ہے دکھاتا ہے۔ اور گاؤ دشتی کی طرح کودنا مناسب نہیں۔ پس لڑائی سے پرہیز کر۔ اور جو شخص نشانوں کو ڈھونڈتا ہے اس کے لئے صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ

نگریست۔ وگفت ابداً ازین دہ نروم تا نشانے از شما نہ بینم یا شا سپر عجز بیفگنید۔ حاضران از گفتار تلخ و درشتش برنجیدند۔ من از پند صبر آب بر آتش ایشان زدم و بآخر اورا گفتم اے فلان نشان چیزے نیست کہ پیش پا افتادہ باشد یا حقہ مشعبد نہ کہ دران اعجوبہ نمودہ شود بلکہ نشانہا نزد خدا است وقتے کہ می خواہد نشان مے دہد۔ وچوں گاؤ دشتی تپیدن روا نیست۔ از ستیز و آویز پرہیز کن۔ ہر کہ طالب نشان باشد او را صبر لازم است۔ چہ نشان از طرف خدا نازل مے گردد و

فإنه أمر ينزل من حضرة العزّة ويحتاج ظهوره إلى تضرّعات العبودية. فاحبس نفسك عندنا إلى حَوْل. وهذا خير لك من سبّ وصَوْل. لعل الله يُريك آية ويهب يقينا وسكينة و كذالك نرجو من الله المنّان، فاصبر معنا إلى هذا الآوان إن كنت من الطالبين. فما نجعت نصيحتي في جنانه، وما انتهى من هذره وهذيانه فقلت أيها الرجل إن كنتَ لا تصبر وتعزم على الرحيل، ولا تختار ما أريناك من السبيل، فلك أن تذهب وتنتظر الإلهام، فذهب مغاضبًا وترك ﴿۲۴﴾

نشان ایک ایسی چیز ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں اور ان کا ظاہر ہونا تضرعات عبودیت پر موقوف ہے۔ پس ایک برس تک میرے پاس توقف کر اور یہ تیرے لئے بہتر ہے تا کہ خدا تعالیٰ تجھے نشان دکھائے اور یقین اور سکینت بخشے اور اسی طرح ہم خدا تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں۔ پس اگر تو طالب ہے تو اس وقت تک صبر کر۔ مگر میری نصیحت نے اس کے دل میں اثر نہ کیا اور بیہودہ گوئی سے باز نہ آیا۔ تب میں نے کہا کہ اے شخص! اگر تو صبر نہیں کر سکتا اور جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور ہماری تجویز کو پسند نہیں کرتا تو تیرا اختیار ہے کہ تو چلا جا اور ہمارے الہام کی انتظار کرتا رہ۔ تب وہ غصہ کی حالت میں چلا گیا ﴿۲۴﴾

ظہور آں موقوف بر تضرعاتِ عبودیت مے باشد۔ لہٰذا باید کہ یک سال تمام نزد من مکث بکنی کہ خدا ترا نشانے بنماید و سکینت و طمانیت بر تو فرود آید۔ ہم چنین از خداوند امید داریم کہ اگر طالب صادق استی تا آن زمان شکیبائی بگزیں مگر اندرزمن در وے نگرفت و ہرزہ گفتن آغاز کرد ناچار گفتم کہ اگر نمے توانی کہ بہ شکیبی و آمادہ بر رفتن استی و تجویز مرا قبول نکنی اختیار داری برو والہام مرا منتظر باش و چشم در راہ بنشین۔ آخر او خشم آگین از پیش من برخاست۔ و ازاں بعد ﴿۲۴﴾

الکلام. ثم جعل یذکرنی فی محافل بتوھین وتحقیر، وأراد أن یجز أمری ویُریہ قومَہ کشیء حقیر ومتاع کقطمیر. فاستعمل الأکاذیب لتکمیل ھذہ الإرادۃ، واشتری الشقاوۃ وبعُد من السعادۃ. وکم من مفتریات افتری، وکم من بھتان أشاعہ من حقد وھوی. وصار شغلہ سبّ نبینا المصطفٰی، وتکذیب کتابنا الذی ھو عین الھدیٰ. وکم من کُتُبٍ أطال المقول فیھا وھذیٰ، وطفق یھتک أعراض العلیّۃ وبدور العُلٰی، ونُخب حضرۃ العزّۃ وأحبّۃ ربنا الأعلٰی، وما خشی

بعد اس کے کوئی کلام نہ کی۔ پھر اس نے یہ کام شروع کیا کہ ہر ایک محفل میں مجھے تحقیر اور توہین سے یاد کرتا اور یہ دل میں ٹھانا کہ میرے کاروبار کو پراگندہ کرے اور قوم کی نظر میں مجھے ایک ذلیل انسان کی طرح دکھلاوے۔ سو اُس نے اِس ارادے کے پورا کرنے کے لئے جھوٹ اور افترا پر کمر باندھی اور بدبختی کو خریدا اور سعادت سے دور جا پڑا اور بہت سے افترا بنائے اور بہت سے بہتان گانٹھے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا شروع کیا اور قرآن شریف کی تکذیب کرنا اپنا پیشہ قرار دیا اور اپنی کتابوں میں اس نے زبان درازی شروع کی اور بزرگوں اور آسمانی چاندوں کی ہتکِ عزّت اُس کا شیوہ ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے پیاروں کو بُرا کہنا اس نے اپنا طریق بنا لیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی

گفتگوئے درمیان نیاورد۔ بعد چندے ایں وتیرہ پیش گرفت کہ ہر جاے رفت در تذلیل و تحقیر من میکوشید و بدی یاد میکرد و براں شد کہ کاروبار مرا برہم زند و در دیدۂ مردم مرا ہیچکارہ وا نماید۔ وجہت حصول ایں کام کمر برافترا ہا و دروغ بافیہا بربست و نبیٔ کریم مارا (صلی اللہ علیہ وسلم) سقط گفتن و دشنام دادن و اہانت و تکذیب قرآن حکیم پیشہ گرفت۔ و برگزیدگان خدا و نجوم سما را در کتب خود نا سزا می گفت۔ خلاصہ ایں گونہ ناہنجاریہا و بے اندامی ہا شعار خود کرد۔

نـكـال الآخـرة والأولى. وهـاجته الـحمية والـنفس الأبيّة على قذف رسـولـنـا خيـر الـورىٰ، فكان لا يخلو وقتـه مـن سبّ سيدنا المجتبٰى، وكان فـى الشتـم كسيـل هامر وماء غامر أو أشـد فى الطغوىٰ. وكانت هذه العذرة كـل حين فى شفتيه، وجنون الغيظ فى عينيه، وما خاف وما انتهىٰ. فالحاصل أنـه كـان يـريـد أن يُـحقّر الإسلام فى أعيـن الـنـاس وعـامة الورىٰ، ويشيع بينهـم تـعـليم الخناس ويـصرف عن الهدىٰ. وكان اللّٰه يريد أن يجفأ قدره ويُـرى الـنـاس قذره، ويُـرى الـرّائين آيتـه الـكبـرىٰ. فـلـمـا تـجلّـى ربنـا لـلـميـقات، وجاء وقت الآيات، كتب إلـيَّ عـلـى عزم السخرية والاستهزاء، وقـال أين آيتك ووعدك. ألم تظهر حـقيـقة الافتـراء؟ وغـلّـظ عـلـيَّ

ہانڈی کو پھوڑے اور اس کی پلیدی لوگوں پر ظاہر کرے اور ایک بڑا نشان دکھاوے

پس جبکہ خدا تعالیٰ کے وعدے اور نشان کا وقت قریب آیا تو اس شخص نے ٹھٹھے سے میری طرف ایک خط لکھا کہ تمہارے نشان کہاں گئے اور کیا اب تک تمہارا افترا ظاہر نہ ہوا اور

اما خدا خواست کہ طبلش از زیر گلیم برون آید و طشتش از بام بہ زیر افتد۔ ونجاستش را بر مردم اظہار دہد و نشانے وا نماید۔ چوں آں وقت وعدۂ خدا و نشان فراز آمد آں ہندو مرا خطے نوشت پُر از

کما ھی عادۃ السفھاء، وأخذنی بالعنف کالغرماء، وجرّأہ مشرکو ھذہ القریۃ علی مطالبۃ الآیۃ، وکانوا یعللونہ بالقصص الباطلۃ لیزول منہ الرعب ویأخذہ نوم الغفلۃ. وکانوا ینفخون فی آذانہ أن ھذا الرجل کاذب مکّار، فلا یأخذک رعبہ ولا اسبطرار. فواللّٰہ ما أھراق دمہ إلا ھذہ الکذابون، فإنھم أغروہ علیَّ وکانوا یحلفون، وما أحسنوا إلیہ بزورھم بل کانوا یسیئون. فقسٰی قلبہ بکلماتھم، وآمن بمفتریاتھم، وتلطّخ برجس الشیاطین، و

جیسا کہ کمینوں کی عادت ہوتی ہے اپنی تحریر میں بہت کچھ سختی کی اور مجھے اپنا مدیون قرار دے کر ملامت شروع کی اور اس گاؤں کے ہندوؤں نے اس کو نشانوں کے طلب کے لئے دلیر کیا اور باطل کہانیاں پیش کر کے اس کا ڈھارس باندھا تا کہ اس رعب کو دور کریں جو اس پر پڑا ہوا تھا اور یہ قادیان کے لوگ اس کے کانوں میں پھونکتے رہے کہ یہ شخص تو جھوٹا اور مکّار ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تو اس کے رعب کے نیچے آجائے۔ اور مجھے خدا کی قسم ہے کہ اُس کے قتل کرنے والے یہی قادیان کے لوگ ہیں کیونکہ ان لوگوں نے ہی میری دشمنی اور مقابلہ کے لئے اس کو دلیر کیا اور قسمیں کھا کھا کر اس کو تسلی دی۔ مگر ان لوگوں نے ان باتوں کے ساتھ اُس سے نیکی نہیں کی بلکہ بدی کی۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کی بہت سی باتیں سننے سے اس کا دل سخت ہو گیا اور وہ ان کے افتراؤں کو مان گیا اور ان کی پلیدی سے آلودہ ہو گیا

استہزا کہ نشانہائے شما چہ شد و آیا ہنوز پردہ از روئے دروغ و زور شما برنخاستہ۔ و چوں پست نژاد اں دراں نامہ دقیقۂ از سفاہت و یاوہ گوئی فرو نگذاشت۔ و مرا مدیون خود قرار دادہ از ہیچ گونہ زجر و توبیخ دریغ نفرمود۔ ہندو زادہ ہائے ایں دِہ برائے طلب نشان دلیرش ساختند و افسانہائے ہرزہ در گوشش انداختہ پشت وے را توانا کردند و بکوشیدند کہ آں بیم و ہراس کہ بروے دست یافتہ بود از درونش بدر رود و در گوشش میدمیدند کہ ایں کس کاذب محض است زنہار از وے خوفے در دلت راہ مبادا۔ و بخدا قاتلانش اہالئے ایں دِہ بودہ اند۔ زیرا کہ ایں مردم او را بر مقاومت من برداشتند و سوگندہا یاد کردہ تقویت وے نمودند۔ اے دریغ ایں مردم در جائے خیر شرے و ضررے باو رسانیدند۔ آخر دلش

صار أشد خصومة فی الدّین. وكان فی أول أمره مال إلی صحبتی، لعله یری أمارات حقیّتی، فبطّأ به هؤلاء خوفًا من أثر الصحبة، وقالوا ما تطلب منه وإنا نحن من أهل التجربة. وهو تبوّء القادیان إلی شهر تام، وأخذ أنواع مفتریات من لئام، حتی أوقدوه كنار الجحیم، وسوّدوا قلبه ولا كسواد اللیل البهیم، ثم رحل بعد أخذ هذه التعالیم. وطفق یطالب منی آیة من الآیات، وقد اضطرمت فی قلبه نار المعادات، وكان یُنكر فی

اور سخت جھگڑا شروع کر دیا۔ اور وہ ابتدا میں میری صحبت کی طرف مائل ہو گیا تھا اور امید رکھتا تھا کہ میں نشان دیکھوں۔ پس یہ لوگ اس کے مزاحم ہوئے اور اس ارادہ سے اُس کو ہٹا دیا تا اثر صحبت سے متاثر نہ ہو جائے اور اس کو کہا کہ تو اِن کی صحبت میں رہ کر کیا کرے گا اور ہم تو اس کی نسبت اہل تجربہ ہیں۔ اور وہ قادیان میں قریباً ایک مہینہ تک ٹھہرا اور بہت سے افترا اُس نے اپنے دل میں بٹھائے اور جہنم کی آگ کی طرح ان لوگوں نے اس کو افروختہ کیا اور اس کے دل کو رات کی طرح سیاہ کر دیا۔ اور پھر وہ ان تعلیموں کو پا کر چلا گیا اور مجھ سے نشانوں کا طلب کرنا شروع کیا اور اس کے دل میں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں سے اپنے دل میں انکاری

از کثرت گفت وشنید سخت شد و ہمہ دروغ زنیہا و ہرزہ کاریہائے آنان را راست دانست و پیکار درشتی پیش گرفت۔ امّا اولاً رو مائل بصحبت من بودہ متوقع آں بود کہ نشانے ازمن بہ بیند۔ ولے ایں مردم مانع آمدہ ازاں ارادہ اش باز داشتند کہ نباید از رفتار و گفتار من متاثر بشود و گفتند نشستنت پیش ایں کس چہ حاصل کہ ما ساکنان ایں دِہ و ہمسایگان ونسبت بایں کس صاحب تجربت وخبرت می باشیم۔ او یک ماہ در قادیان مکث نمود و انبار افتراہا در نزد خود فراہم آورد۔ و اہالئے ایں دِہ چوں دوزخش بیفر وختند و دل وے را چوں شب تار سیاہ گردانیدند۔ آخر او ایں ہمہ آموختہ ازیں جا برفت ونشان ازمن طلب می کرد۔ و آتش عداوت سراپائے وے را بگرفت۔ و او بر نشانہائے خدا

نفسه من عجائب ربّ السماوات، وأصرّ على الطلب ليكون له وقعٌ في أعين المشركين والمشركات. ولما قصد الرحيل وختم القال والقيل. رأيت أنّي مقيم في صحن مكان كالشجعان، وفي يدي رمح ذابل حديد السنان، كثير البريق واللمعان، وأراه أمام عيني ميّتًا على التراب، وأطعن رأسه بنيّة الإنصاب، ويتلألأ سناني عند كل طعني ويبرق كالشهاب، ثم قال قائل ذهب وما يرجع قطّ إلى هذه الحداب. فوالله ما رجع حتى نعاه إلينا بعض الأصحاب. وتفصيل هذه القصة

تھا۔اور مجھ سے اس لئے نشان طلب کرتا تھا کہ تا ہندوؤں کے دلوں میں اس کی عزت پیدا ہو۔ اور جب وہ قادیان سے چلا گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان میں مَیں کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک باریک نیزہ ہے جو بہت چمک رہا ہے اور میں نے اس کو ایک مُردہ پایا جو میرے آگے پڑا ہے اور میں اس نیزہ سے اس کے سر کو اِدھر اُدھر کرتا ہوں۔تب ایک بولنے والے نے آواز دی کہ یہ چلا گیا اور پھر قادیان میں کبھی نہیں آئے گا۔سو درحقیقت وہ پھر واپس نہ آیا یہاں تک کہ ہم نے اُس کے مرنے کی خبر سنی اور اس قصہ کی تفصیل یوں ہے کہ

انکار تمام داشت واز من جہت آں طلب میکرد کہ وقعے در دل ہنود پیدا بکند۔ و چوں از قادیاں برفت در خواب می بینم در میدانے ایستادہ ام و نیزہ تیز درخشاں در دست من است و مے بینم لیکھرام را مردہ وارے در پیش من افتادہ است با نوک نیزہ سرش را تقلیب مے کنم۔ ناگہاں گویندۂ آواز بداد کہ ایں رفت است و دیگر بقادیاں باز نخواہد آمد۔ و بحقیقت ہم چنین پدیدار شد و ہر چہ بعد از رفتنش دیگر بقادیان آمد آن خبر ہلاکش بود۔ تفصیل ایں اجمال و کشف این مقال آنکہ چون ازیں جا ﴿۲۵﴾

أنـه لـمـا فـصل من هذه البقعة، جعل يـصـرّ عـلـى تطلّب آى الرحمن، مع السبّ والشتم وكثير من الهذيان. فـخـررت أمام الحضرة، وتبصبصت لـلّـه ذى العزّة، ودعوت اللّه فى آناء الـلـيـل بـالتضرّع والابتهال، وأقبلت عـلـى ربّـى بـذوبان المهجة وتكسر البـال. فـألـهـمـنـى ربّـى أنـه سيُقتل بـعـذاب شـديـد، بـحربة فى ست سنة فـى يـوم قـرب يـوم الـعيد بـإذن اللّـه الـوحـيـد. فـأخـبـرتـه عن هذا الإلهام، فـما خاف بل زاد فى السبّ وتوهين الإسـلام، وكـتـب إلـيَّ أنـى أُلـهـمـت أنّـك تـموت بالهيضة إلى ثلٰث سنةٍ.

﴿۲۵﴾ جب وہ اس جگہ سے چلا گیا تو اُس نے نشانوں کو طلب کرنا شروع کیا اور نیز گالیاں دیتا اور بدگوئی کرتا تھا۔ تب میں حضرت عزّت میں گرا اور قہری نشان کے لئے تضرع کیا۔ سو خدا نے مجھے خبر دی کہ وہ ایک عذاب شدید کے ساتھ چھ برس کے اندر قتل کیا جائے گا۔ اور اس کے قتل کا دن عید کے دن سے قریب ہوگا۔ سو اس الہام سے میں نے اُس کو خبر دے دی۔ سو وہ اس الہام کو سن کر اور بھی بدگوئی میں بڑھا اور میری طرف لکھا کہ مجھے بھی الہام ہوا ہے کہ تو تین برس تک ہیضہ سے مرجائے گا۔

رفت وطلب نشان وآغاز دشنام کرد برآستانہ حضرت عزت بروافتادم و برائے نشان قہری زبان ضراعت وابتہال کشودم۔

بنا براں خدا مرا خبر بداد کہ او در مدت شش سال با عذاب الیم کشتہ شود و یوم قتلش قریب از روز عید باشد۔ ازین الہام اعلامش کردم و لے بعد از شنیدن در بدگوئی بیفزود و پیش من خط فرستاد کہ مرا نیز خبر دادہ اند کہ تو در مدت سہ سال از ہیضہ خواہی مُرد۔

وطبع هذا النبأ وشهّره وأشاعه فی أقوام مختلفة. وأرسل إلیَّ أوراقه التی کانت کأضحوکة، وکتبه فی بعض کُتُبه وذکره فی محافل غیر مرّة. فکتبت إلیه أن الأمر فی أیدی الرحمٰن، فإن کنتَ صادقا فیَرَی صدقَک أهلُ الزمان. وإن کان الصدق فی قولی فسیظهره بالفضل والإحسان، إنه مع الذین اتقوا والذین صدقوا فی القول والبیان، إنه لا ینصر الکاذبین. فمضی زمان علی نبأه الکاذب بخیر وعافیة، وما تغیر منّا جزء من شعرة واحدة. ولمّا قرُب میقات ربّی فی أمر حمامه،

اور اس خبر کو اُس نے لوگوں میں مشہور کر دیا اور مجھے اس پیشگوئی کے اشتہار بھیجے اور کئی مجلسوں میں اس کا ذکر کیا۔ تب میں نے اس کی طرف لکھا کہ تمام بات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ سو اگر تو اپنی پیشگوئی میں سچا ہے تو تیری سچائی خدا تعالیٰ ظاہر کر دے گا۔ اور اگر میری بات سچ ہے تو اس کو اپنے فضل اور احسان سے ظاہر فرمائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیز گار ہیں اور سچ بولتے ہیں اور جھوٹوں کی وہ مدد نہیں کرتا۔ سو اس کی جھوٹی پیشگوئی کا زمانہ بخیر و عافیت گذر گیا اور ایک بال بھی ہمارا بیکا نہ ہوا۔ اور جب اس کی موت کے بارے میں میرے ربّ کا وعدہ نزدیک آیا

و ایں خبر را در اقوام مختلفہ اشاعت کرد و اشتہار مشتمل بر آں خبر غیب مرا فرستاد۔ و او را نوشتم کہ سر رشتہ امور در دست رحمٰن است۔ اگر راستی بجانب تست قریب است کہ راستیٔ تو آشکار شود۔ و اگر من صادقم پس انشاء اللہ فضل و نصرت او دست مرا خواہد گرفت زیرا کہ خدا با آں مردم مے باشد کہ از و بترسند و راست بگویند و او گاہے حمایت کاذبان نکردہ و نکند۔ آخر خبر دورغ وے چون گوزشتر بر باد رفت و در مدت مقرر کردہ او وقت ما بسلامت گذشت و یک موز یا نے نشد۔ اما چوں دربارۂ مرگ وے میعاد پروردگار من فراز آمد۔

واتت عليه السنة الخامسة من أيّامه، وكان يضحك ويقيس إلهامى على زور كلامه. اتفق أنّه دخل عليه رجل من المسافرين، وأظهر أنه كان من قومه الآريين، ثم أدخله فى الإسلام بعض الخادعين، والآن جاء متندّما كالطالبين الخائفين، ويريد أن يرجع إلى دين آبائه ويترك المسلمين. ومدحه وقال أنت كذا وكذا وللقوم كالرأس، وأيقظت كثيرا من النعاس، وقد انتشر ذكرك وسمع كمالك فى الردّ على الإسلام، فجئتك من أقصى البلاد لأستفيض من فيضك التام. والناس منعونى فما استقلت

اور پانچواں برس اس پیشگوئی کا گذرنے لگا تو یہ اتفاق پیش آیا کہ ایک مسافر اس کے ملنے کے لئے آیا اور ظاہر کیا کہ وہ ہندو اس کی قوم میں سے ہے اور کسی نے دھوکا دے کر اس کو مسلمان کر دیا تھا اور اب اُس کو اس حرکت سے ندامت پیدا ہوئی ہے اور اس لئے آیا ہے کہ تا پھر اپنے باپ دادا کے دین میں داخل ہو اور اسلام کو چھوڑ دے اور یہ کہہ کر پھر اس کی تعریف شروع کی کہ تو ایسا اور ایسا ہے اور بہتوں کو تُو نے خواب غفلت سے جگایا ہے اور تیرے نام کی بہت شہرت ہوئی ہے اور معلوم ہوا کہ اسلام کا ردّ لکھنے میں تجھے کمال ہے اس لئے میں دور سے تجھ سے فیض پانے کے لئے آیا ہوں ۔ اور لوگوں نے منع کیا مگر میں نے اپنے ارادے میں

وسال پنجم بر خبر غیب سپری شد۔ چناں اتفاق افتاد کہ غریبے برائے دیدنش رفت و وانمود کہ او ہندو نژاد و از اہل ملت وے می باشد۔ سالے چند است باغوائے بعضے ناکساں مسلمان شدہ بود حالا بر فعل خود پشیمان و ازاں حرکت دست تاسف گزآن بخدمت والا حاضر آمدہ کہ بر دست میمون توبہ کند و دیگر مذہب آباء را بگزیند و پشت پا بر اسلام بزند۔ ایں بگفت و در مدح و تمجیدش ترانہ سنجیدن گرفت کہ تو چنانی و چنیں کہ بسیارے را از خواب غفلت بیدار کردی و نام نامی تو شہرتے عجیب یافتہ۔ ترا در رد اسلام ید طولیٰ است۔ ازین جاست کہ جہت استفاضہ از راہ دُور

من الإرادة، ووصلت حضرتك للاستفادة، بيد أني اسير في بعض الشبهات، وأرجو أن تقيل لي عثاري وتكشف عقد المعضلات، ثم أدخل في دين آبائي وأترك الإسلام، فهذا هو الغرض وما أطول الكلام. فأمعن ليكرام نظره في توسمه و سرّح الطرف في ميسمه، فلبس عليه أمره قدرُ الرحمٰن، وظن أنه من الصادقين ومن الإخوان. فتلقّاه مُرحّبًا وقال رجعت إلى دار الفلاح، وامتزج به كالماء والراح، وأنزله في كنف الاهتمام، و تصدّى له بالاعزاز والإكرام.

سستی نہیں کی ۔مگر یہ بات ہے کہ چند شبہے میرے دل میں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ تو میری لغزش کو معاف کرے اور میرے یہ عقدے حل کردے۔ پھر میں اسلام کو چھوڑ کر اپنے باپ دادے کے دین میں داخل ہو جاؤں گا۔

تب لیکھرام نے اس کو خوب غور سے دیکھا اور خدا تعالیٰ نے اس مسافر کا دلی ارادہ اُس پر پوشیدہ کر دیا اور اس نے سمجھا کہ یہ سچا اور ہمارے بھائیوں میں سے ہے۔ سو اس نے مرحبا کہہ کر اس کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ یوں ملا جیسا کہ پانی اور شراب ملتے ہیں اور اپنی غمخواری کی پناہ میں اُس کو لے لیا اور اعزاز اور اکرام کے ساتھ پیش آیا۔

پیش تو آمدہ ام۔ ہر چند مردم بمنع مرا پیش آمدند۔ باز نیا مدم و آہنگ چست خود راست نہ نمودم۔ بلے شکوکے چند در دلم خلجانے دارد۔ امید دارم کہ از خطاء وزلت من درگذری و گرہ مرا بکشائی باز اسلام را ترک گفتہ کیش پدران را خواہم گزید۔ لیکھرام چوں ایں قصہ از وے بشنید سراپائے ویرا نیکو بدید۔ وخدا نیت آں غریب را بروے مستور کرد و اورا صادق گماں نمود۔ خلاصہ مسئلت ویرا پذیرفت و باوے چوں شکر با شیر بیامیخت وقوم خود را دربارۂ

ثم جعل يُخبر قومه كالفرحين المبشرين، وينادى أنه ارتدّ من دين المسلمين. وأكل معه وتغدّى، وما درى أنه سيتردّى، وكان هو يُخفى مولده ومنبعه، لكى يُجهل مربعه. وكان يسير فى المصر مواريًا عن الخلق عيانه، ومخفيا مقره ومكانه. حتى انتهى الأمر إلى يوم موعود، فدخل عليه على غرارته كمحب و ودود. وأمهله ريثما يصفوا الوقت من الحضار، ويذهب من جاء من الزُوّار. ثم سطا عليه كرجل فاتك كميش الهيجاء، وجنّبه بسكين بلغ إلى الأحشاء، و

پھر اپنی قوم کو خوش خوش خبر دیتا پھرا اور بتلاتا پھرا کہ یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا پھر ہندو دین قبول کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور وہ شخص اس سے اپنا مولد چھپاتا رہا تا اس کے گھر کی اطلاع نہ ہو اور وہ شہر میں چھپا چھپا پھرتا تھا اور اس کا قرارگاہ کسی کو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ لیکھرام کے اجل مقدر کا دن پہنچ گیا۔ اور یہ شخص اُس دن اُس کی عین غفلت کے وقت دوستوں کی طرح اُس کے پاس گیا اور اس کو اس قدر مہلت دی کہ جس میں حاضر باشوں سے فراغت ہو جائے اور جو ملنے کے لئے آئے ہیں وہ چلے جائیں ۔ جب اس کے لئے فرصت کا وقت نکل آیا اور لیکھرام کو اس نے غفلت میں پایا تب یکدفعہ اُس پر ایک چابک دست انسان کی طرح حملہ کیا اور کارد

اومژدہ ہا بداد کہ ایں دین اسلام پذیرفتہ بود۔ حالیا آمدہ است کہ دیگر کیش ہنود را قبول نماید۔ وآں کس مولد خود را بروے پوشیدہ داشت و در شہر نہان و پوشیدہ میزیست۔ حتی احدے آگاہ از قرارگاہش نبود۔ تا ایں کہ لیکھرام را اجل مقدر فرارسید۔ آں کس در زیّ دوستاں و روزے علی الغفلہ در پیش وے برفت و در انتظار آں نشست کہ مجلس از حاضراں پرداز دو عسل از غوغائے مگس مامون گردد۔ چوں وقت فرصت بدست آمد و لیکھرام را غافل یافت بیک ناگہ چوں شیر گرسنہ بروے برجست و با کارد تیز شکمش را

﴿۲۶﴾ أشرعـه إلى الأمعـاء ، حتى قطعها وتركها فی سيل الدم كالغثاء. وكان ﴿۲۶﴾
هذا يومٌ بعد يوم العيد ☆ كما قُرّر من الله فی المواعيد. وإذا ظن القاتل أنه أخرج نفسه الخسيسة، فهرب وترك داره الخبيثة، ثم غاب عن أعين الناس كالملائكة. وما رآه أحد إلى هذه المدّة، فما أعلم أصعد إلى السماء أو ستره الله بالرّداء. وأمّا المقتول فدُقّ بجروح، ولكن كانت فيه بقية روح، وقال احملونی إلى دار الشفاء، فحملوه وما وجدوا فيه أحدًا من الأطباء، فقال يا أسفى على قسمتی، قد

کے ساتھ اس کی پسلی توڑ کر اس کا رد کو انتڑیوں تک پہنچا دیا اور پھر انتڑیوں کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے کیا کہ وہ خون کے اوپر ایسا تیرتی تھیں جیسے کہ سیلاب کے اوپر خس و خاشاک تیرتا ہے اور یہ دن عید کے دن سے دوسرا دن تھا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ میں مقرر تھا اور جب قاتل نے دیکھا کہ اس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ سو وہ اس کے گھر کو چھوڑ کر بھاگا پھر فرشتوں کی طرح آنکھوں سے غائب ہو گیا اور اس وقت تک کسی کو اس کا نشان نہ ملا۔ نہ معلوم کہ وہ آسمان پر چلا گیا یا خدا نے اس کو اپنی چادر کے نیچے ڈھانک لیا اور مقتول زخموں سے کوفتہ کیا گیا مگر ابھی اس میں جان باقی تھی۔ تب اس نے کہا کہ مجھے ہسپتال میں لے چلو۔ سو اس کو لے گئے اور وہاں ڈاکٹر کو نہ پایا۔ تب مقتول نے کہا وائے میری قسمت میری بدبختی سے ڈاکٹر

﴿۲۶﴾ چاک زد بمثابہ کہ رودہ ہارا از ہم بُرید و آں روز روز دوم از عید اضحیٰ[۱] بُود بر حسب آنچہ در مواعید الٰہیہ قرار یافتہ بود۔ وقاتل چون از کارش پیر داخت آن خانہ را بگذاشت و چون فرشتہ از دیدۂ مردم پنہاں شد و تا کنوں از وے اثرے و خبرے در دست نیست۔ خدا داند بہ آسمان بالا شد یا خدایش در زیر چادر خود بپوشید۔ خلاصہ مقتول اگرچہ از ریش و آسیب از بس کوفتہ و خستہ گردید و لے ہنوز روان در تنش ماندہ بود عزیزاں در رسیدند و در دار الشفاء بُردند۔ ڈاکٹر یعنی طبیب آں زمان در اینجا نبود۔ مقتول زار نالید و گفت آہ نگوں بختی من ڈاکٹر ہم این جا

☆ قتل ليكهرام فی اليوم الثانی من عيد الفطر. وكان يوم السبت ٦ مارچ ١٨٩٧ء ، ٢ شوال ١٣١۴ من الهجرة المقدسة. منه

[۱] نوٹ۔ نقل بمطابق اصل ہے۔ درست عید الفطر ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حاشیہ میں عید الفطر تحریر فرمایا ہے۔ (ناشر)

غـاب الأطبـاء مـن شـقـوتـی. ثـم جـاء ہ الـطبيـب بـعـد تـمـادی الأوقات. وما بقى فيه إلّا رمق الحياة. فعمل أعمالًا وما زاد إلّا نكالًا، وقال الموت شمير والبـرء عسيـر، وانـقطع الرجاء وزاد البـرحـاء. حتـى إذا جثـم ليـلة هذه الـواقـعة، فجعل الحليلة ثيّبا، وشرب كـأس الـمـنيّة، ووقـع فـی أحـواض غُثَيـم، ورأى جـزاء ظـلـم وضيـم، وكـذالک يـجـزی الـلّٰـه الظالمين. فارتفعت الأصوات من البكاء، وبلغ الـصـراخ إلـى السـمـاء، وسمعتُ أن عيـنـاه استـعبـرت فـی آخر حينه بما رأی آية الـحـق بعين يـقـيـنـه. و أصبح قـومـه قـد طـارت حـواسهم، وضلّ قيـاسهـم، بـمـا أبـاد الـلّٰـه نجيّهم،

بھی حاضر نہیں ۔ پھر ایک مدت کے بعد ڈاکٹر آیا اور اپنا عمل کیا مگر بے سود تھا اور ڈاکٹر نے اشارہ کر دیا کہ جانبری مشکل ہے۔ پھر جب آدھی رات گزر گئی تو لیکھرام نے موت کا پیالہ پی لیا۔

اور میں نے سنا ہے کہ مرتے وقت اس کی آنکھیں پُر آب تھیں کیونکہ خدا کی پیشگوئی کا پورا ہونا اس کو یاد آیا۔ اور اس کی موت کے بعد اس کی قوم کے حواس اڑ گئے کیونکہ موت نے ان کے ایک منتخب آدمی کو لے لیا۔

موجود نہ مے باشد۔ بعد از زمانے دراز ڈاکٹر آمد و ہر چہ توانست چارۂ کار نمود۔ و لے چوں نیمۂ از شب سپری شد لیکھرام جام تلخ مرگ بنوشید۔ شنیدہ ام کہ وقت مرگ سرِ اشک از دیدہ اش رواں شد۔ چہ صدق وقوع خبر غیب بخاطر وے خطور کرد۔ قوم بر مرگ وے از بس سراسیمہ و آشفتہ شدند

واستری الموت سریّھم، وکانوا یتیھون فی الأرض مقترین مستقرین، لعلھم یجدوا أثرا من قاتل أو یلاقوا بعض المخبرین. ولمّا استیأسوا فقال بعضھم إن ھذا إلّا سرّ ربّ العالمین، و لم یزل أسفھم یتزاید والأمر علیھم یتکاءد وصاروا کالمجانین وکانوا لا یُفرّقون بین الدّجیٰ والضّحیٰ، وزال تدلّلھم من الشجیٰ بما تمت الحجۃ علیھم وفدحھم دیون المسلمین. وحسبوا موتہ نکبۃ عظیمۃ، ونائیۃ عمیمۃ، وأُرجف المسلمون وقیل إن الآریۃ سیقتلون أحدًا من سراۃ الإسلام لیأخذوا

اور وہ تلاش میں دِہ بدِہ اور شہر بشہر پھرنے لگے تا کہ قاتل کا ان کو سراغ ملے یا کسی مخبر کی ملاقات ہو۔ اور جب نومید ہو گئے تو بعض نے کہا کہ یہ تو خاص خدا کا بھید ہے اور اُن کا غم بڑھتا گیا اور کام میں مشکلات بڑھتی گئیں۔ اور دیوانوں کی طرح ہو گئے اور مارے غم کے تاریکی اور روشنی میں فرق نہیں کر سکتے تھے اور اُن کا تمام ناز غم سے جاتا رہا۔ کیونکہ اُن پر حجت پوری ہوگئی اور وہ مسلمانوں کے قرض کے زیر بار ہو گئے اور اس کی موت کو انہوں نے بڑی مصیبت سمجھا اور ایک عام حادثہ خیال کیا۔ اور لوگوں نے یہ خبریں بھی اڑائیں کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے معززین

زیرا کہ مرگ برگزیدہ ایشاں را از میانۂ ایشاں درربود و در طلب قاتل دِہ بدِہ وقریہ بقریہ گردیدند۔ چوں یاس برایشاں چیرہ شد بعضے گمان کردند کہ ایں کارِ خداست۔ خلاصہ کوہ اندوہ برسرِ شاں فرود آمد و دشواریہا وپیچیدگیہا رونمود و چوں دیوانگان گردیدند۔ حتی کہ از شدۃ غم والم روز را از شب باز نہ می شناختند و ہمہ راحت و ناز شاں بسوز وگداز مبدّل شد زیرا کہ حجۃ اللہ برایشان تمام شد و دوش ایشاں از دام اہالئ اسلام گراں بار گردید۔ مرگ لیکھرام را داہیہ عظمیٰ پنداشتند وکودک وبرنا در سوگواری اش نشستند ہم درآں زماں درافواہ افتاد کہ ہنودمی گویند کہ یکے را از اعزّہ اسلام خواہند کشت تا دیدہ را از گرفتن

ثأرهم ويشفوا صدورهم بالانتقام. فأمّن اللّٰه المسلمين ممّا كانوا يُحَذّرون، وألقٰى عليهم الرعب فكفّوا الألسن وهُم يخافون، وجعل قلوبهم شتّى فطفقوا يتخاصمون، واللّٰه غالب على أمره ولو كانوا لا يعلمون. ولم تستقم لهم ما سوّلوا من المكائد، ثم استأنفوا مكيدة أخرىٰ كالصائد، وأغروا الحكّام ليدخلوا داری مفتشين، ويطلبوا أثرًا من القاتلين، فخذّل اللّٰه أولياء الطاغوت، وردّ عليهم ما أحكموا من الكيد المنحوت، فرجعوا خائبين كالمجنون المبهوت. ولمّا

میں سے کسی کو ہم بھی قتل کریں گے تا لیکھرام کا بدلہ لیں اور دل میں ٹھنڈ پڑے۔ پس خدا نے ان کے شر سے مسلمانوں کو امن میں رکھا اور ان پر رعب ڈال دیا سو انہوں نے زبانیں بند کر لیں۔ اور خدا نے ان میں آپس میں پھوٹ ڈال دی۔ اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اپنے فریبوں میں انہیں کامیابی نہ ہوئی۔

پھر نئے سرے ایک اور مکر سوچا اور حکام کو میری خانہ تلاشی کے لئے ترغیب دی مگر خدا نے اس میں بھی انہیں نامراد رکھا اور ان ہی کو انجام کار شرمندگی اٹھانا پڑی۔

خون لیکھرام خنک بسازند۔ ولے خدا مسلمانان را از شر شاں مصوں بداشت وشکوہ و رعب بر ایشاں مستولی شد۔ تا زبان ہا در کام درکشیدند۔ وخدا ایشان را در بلائے تشتیت کلمہ مبتلا گردانید و در مکائد و فریبہا چیزے از پیش نبردند۔

آخر مکیدۂ سگالیدند بایں معنی کہ حکام را بر تلاش خانۂ من آوردند۔ ولے ازایں باب ہم زیان ونومیدی بہرۂ آناں شد و غرق خجالت باز گشتند۔

لم تضطرم نيرانهم، ولم تنصرهم أوثانهم، استطلعوا أكابرهم ما عندهم من الآراء، وشاوروهم فى أمر الصلح والمراء. فقالوا لم تبق قوة وما يترقب من جهة نصرة، وقال اخيارهم إلى متٰى هذه التنازعات وقد اختلّ المعاملات. ومع ذالک خوّفهم هول الطاعون وفجأة المنون، فاختاروا السلم فى هذه الأيام. فالحاصل أن هذه الآية آية عظيمة من الله العلّام، هو اللّٰه الذى يجيب المضطر إذا دعاه، ولا يُخيّب من رجاه، ولا يُضيع من استرعاه، له الحمد والجلال والعظمة. ﴿۲۷﴾ ولقد ملكتنا فى آيه الحيرة واغرورقت العين بالدموع،

پھر جبکہ ان کی آگ بھڑک نہ سکی اور ان کے بتوں نے ان کی مدد نہ کی تو پھر وہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے باہم مشورے کرنے لگے اور ان میں سے اچھے آدمیوں نے کہا کہ اب صلح بہتر ہے کیونکہ معاملات میں ابتری واقع ہو گئی۔ اور علاوہ اس کے طاعون نے بھی ان کو ڈرایا۔ سو ان دنوں میں انہوں نے صلح کر لی اور یہ ایک خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ہے۔ وہ وہی قادر خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے اور کبھی امید واروں کو نومید نہیں کرتا۔ اور جو شخص اس کی پناہ چاہتا ہے اس کو ضائع نہیں کرتا اسی کو حمد اور جلال اور عظمت ہے اور اس کے نشانوں پر نظر ڈال کر حیرت دامن گیر ہوتی ہے اور آنکھیں چشم پُر آب ہو جاتی ہیں

خلاصہ چوں ایشانرا میسر نیامد کہ آتش ایشان تواند زبانہ بالا کشد و بتہائے اوشاں از دستگیری فرو ماندند درمیانۂ خود ہا مشورہ کردند کہ با مسلماناں از در آشتی در آیند چہ کلانان انہا دیدند کہ خللے ۔۔۔ در معاملات رو دادہ وعلاوہ ازاں طاعون ہم تہدید و ترس افزود۔ آخر مصالحت درمیان دو قوم واقع شد۔ الغرض ایں نشانے بزرگ ست کہ خدا تعالیٰ بتائید بندہ خود بخود آں قادر خدائے کہ دُعائے مضطران را می شنود و امیدواران را دست رد بر سینہ نمی زند و پناہ جوئندہ را ہلاک و تلف نمی سازد۔ حمد و جلال و عظمت مراد را سزاوار است۔ چوں بریں نشانہا یش نظر کنیم حیرت و شگفت می آید و دیدہ پُر آب میگردد۔

فهل من رشيد ينتفع بهذا المسموع؟ وما هذا إلّا إعجاز خاتم الأنبياء، وشهادة طريّة علٰى صدق نبوّته من حضرة الكبرياء، فتدبّروها يا معشر السعداء، رحمكم اللّٰه فى هذه وفى يوم الجزاء.

ولى آيات أخرىٰ قد تركتها اجتنابا من التطويل، وكفاك هذه إن كنت خائفا من الرب الجليل. واعلم أن الأصول المحكم فى معرفة صدق المأمورين أن تنظر إلى طرق تثبت بها نبوّة النبيين. وما كان نبى إلّا مكر فى أمره المكّارون، وسخر من آيه المستنكرون،

﴿۲۷﴾ پس کیا کوئی رشید ہے جو ان باتوں سے نفع حاصل کرے اور یہ نشان درحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آپ کے صدق نبوت پر ایک تازہ گواہی ہے۔ پس اس میں غور کرو خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کو میں نے بخوف طوالت بیان نہیں کیا اور اگر تجھے کچھ خدا کا خوف ہو تو تیرے لئے یہی بہت ہے اور ماموریں کے پہچاننے کا یہ اصول ہے کہ ان کو اس طریق سے پہچانا جائے جس طریق سے انبیاء کی نبوت پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے میری تکذیب کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا اور استہزا کیا گیا اور

﴿۲۷﴾ آیا رشیدے ہست کہ ازایں پندہا نفعے بردارد۔ بحقیقت ایں معجزۂ نبی کریم ماست (صلی اللہ علیہ وسلم) وبرصدق نبوت وے گواہی تازہ مے باشد۔ نیک اندیشہ بفرمائید تا رحم خدا دست شمارا بگیرد۔

علاوہ ازیں خیلے نشانہائے دیگر ہم دارم کہ اینجا بنوشتن نیاوردم چرا کہ برائے ترسندہ از خدا ہمیں بسیار است۔ واصل شناختن ماموریں ہمان است کہ باآں نبوت انبیاء علیہم السلام شناختہ می شود۔ وتکذیب من چیزے شگرف نہ۔ چہ کہ احدے از انبیاء نیامدہ

وحقّروا شأنها بل كانوا بها يستهزءون، وقالوا فليأت بآية كما أرسل الأولون. مع أنهم رأوا آيات، وشاهدوا تأييدات، فمن الواجب على الأبرار أن يجتنبوا طرق هذه الكفار، ويستقروا سبل المؤمنين، وإن أعرضتم فلن تضرّوا الله شيئا والله غنى عن العالمين.

خاتمة الكتاب

اعلموا أن الروايات فى المهدى والمسيح كثيرة، وجميعها متخالفة و متعارضة، وما اطّلعنا على مسانيد أكثر تلك الآثار، وما علمنا طرق توثيق كثير من الأخبار، والقدر

باوجوداس کے کہ مخالفوں نے نشان اور خدا تعالیٰ کی تائیدیں دیکھیں پھر بھی کہا کہ نشان دکھاؤ۔ پس نیکوں کو چاہیئے کہ ان کفّار کے طریقہ سے پرہیز کریں اور مومنوں کی چال چلیں اور اگر تم منہ پھیرو تو کچھ پرواہ نہیں۔ اللہ کا تم کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

خاتمہ

جاننا چاہیئے کہ مہدی اور مسیح میں بہت سی روایتیں ہیں اور وہ سب کی سب متخالف اور متناقض ہیں۔ اور اکثر روایات کی اسناد پر ہمیں اطلاع نہیں ہوئی اور ان کے پختہ سمجھنے کا ہمیں علم حاصل نہیں ہوا۔ اور قدر مشترک یعنی ظاہر ہونا

کہ تکذیب اونشدہ۔ و باایں ہمہ کہ مکذبان نشانہائے آسمانی و تائیدات ربّانی می بینند باز از استہزاء طلب نشانہا می کنند۔ لہذا ابرار را باید کہ از طریقہ کفار اجتناب ورزند و راہِ مومنان بپویند۔ و اگر رو بگردانید از جلال خدا چہ کاہد چرا کہ او محتاج ثنا نیست۔

خاتمۂ کتاب

پوشیدہ نخواہد بود کہ در بارہ مہدی و مسیح روایات مختلفہ آمدہ و ہمہ اش داغ تخالف و تناقض بر ناصیۂ حال داشتہ است۔

المشترک أعنی ظهور المسیح الحکم المهدی ثابت بدلائل قطعیة، ولیس فیه من کلمات مشککة. وأمّا غیره من الروایات، ففیها اختلافات وتناقضات حیّرت عقول المحدّثین، وأظلمت درایة المتقین، وجنّ لیل الاستهامة علی العالمین. وجمعوا تناقضات فی أقوالهم، وما نقّحوا قولا باستدلالهم، ووقعوا فی دُؤلول کالهائمین. فقیل إن المهدی من بنی العباس، وقیل هو من بنی الفاطمة التی هی من أزکی الناس. وقیل هو رجل من بنی الحسین، وقیل هو من آل رسول الثقلین، وقیل هو رجل من أمّة سیّد الکونین.

ایک شخص کا جس کا نام مسیح اور حَکَم اور مہدی ہے دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شک ڈالنے والا نہیں اور باقی راویتوں میں اختلاف اور تناقض ہے جس میں محدثوں کی عقل حیران ہے اور فقیہوں کی درایت تاریک ہے۔ اور عالموں کے دلوں پر سرگردانی کی رات محیط ہو رہی ہے اور انہوں نے بہت سے تناقض اپنے قولوں میں جمع کئے ہیں اور کسی قول کو دلیل کے ساتھ منقح کر کے بیان نہیں کیا اور گرداب حیرت میں پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ مہدی بنی عباس سے ہو گا اور بعض خیال کرتے ہیں کہ وہ بنی فاطمہ سے ہے اور بعض اس کو بنی حسین سے سمجھتے ہیں۔ اور بعض صرف آل رسول خیال کرتے ہیں اور بعض اس کو امت میں سے ایک انسان قرار دیتے ہیں

وے قدر مشترک یعنی ظہور مسیح حکم کہ مہدی نیز ہست از دلائل قطعیہ بپایۂ ثبوت رسیدہ وغیر آن سائر روایات بمثابۂ ضد یک دیگر افتادہ کہ محدثین از کشودن گرہ سربستگی آنہا دست و پا گم کردہ اند وہیچ قولے را از عیب تناقض رستگار نہ نمودہ وہیچ بیانے را مدلل ومنقح نہ فرمودہ اند۔ چنانچہ بعضے برآنند کہ مہدی از بنی عباس باشد۔ وبعضے از بنی فاطمہ پندارند۔ وبعضے از ولد بنی حسن گویند وبعضے از آل رسول اعتقاد دارند وبعضے او را فردے از افراد امت قرار دہند۔ وبعضے را عقیدہ آنست کہ

وقیل لا مهدی إلّا عیسی، وكذالك اختلف فی نزول عیسٰی، فالقرآن یشهد أنه مات ولحق الموتٰی، وقیل أنه ینزل من السماوات العلٰی، وأنه حیّ وما مات وما فنا، وقال قوم أنه مات كما بیّن الفرقان الحمید، ولا یُخالفه إلّا العنید. وقال هؤلاء انه لا ینزل إلّا علی طور البروز، وذهب إلیه كثیر من المعتزلة وكرام الصوفیه من أهل الرموز. والذین اعتقدوا بنزوله من السماء فهم اختلفوا فی محلّ النزول وتفرقوا فی الآراء ، فقیل إنه ینزل بدمشق عند منارة، ویوافی أهله علی غرارة، وقیل ینزل ببعض معسكر الإسلام، وقیل بأرض وطأها

اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی دوسرا مہدی نہیں عیسیٰ ہی مہدی ہے اور وہی آئے گا اور کوئی نہیں ہوگا اور اسی طرح اور بھی قول ہیں اور اسی طرح مسیح کے نزول میں اختلاف ہے پس قرآن گواہی دیتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے اور وہ زندہ ہیں مرے نہیں اور ایک قوم نے یہ کہا ہے کہ وہ درحقیقت مر گیا ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے اور اس قول کی مخالفت وہی کرے گا جو حق کے مقابل پر ناحق جھگڑتا ہے اور جو لوگ اس کی موت کے قائل ہیں ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مسیح کا نزول بطور بروز کے ہوگا اور معتزلہ اور اکابر صوفیوں کا یہی مذہب ہے ۔اور جو لوگ نزول آسمان کے قائل ہیں ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ وہ دمشق کے منارہ کے پاس نازل ہوگا اور بعض اس کی فرودگاہ لشکر اسلام قرار دیتے ہیں اور بعض وہ جو دجّال کے ظہور کی جگہ ہے

ہیچ مہدی غیر عیسیٰ نخواہد بود۔ ہماں خواہد آمد و دیگرے غیر وے نیست۔ ہم چنین درباب نزول عیسیٰ اختلافات واقع است۔قرآن گواہی دہد کہ حضرت عیسیٰ فوت کرد۔قول دیگر آنکہ او از آسمان نازل بشود و ہنوز زندہ است و نمردہ۔ وقومے برآنند کہ او بحقیقت مردہ است بروفق آنچہ قول قرآن کریم است۔ وخلاف ایں قول کسی راہ رود کہ بمقابل حق ہرزہ ستیرہ کاری کند۔از قائلین مرگ مسیح اکثر برآنند کہ نزولش بطور بروز افتد۔ ومعتزلہ واکابر صوفیہ برہمیں مسلک رفتار کردہ اند۔اما قائلان نزول از آسمان پس بعضے از ایشاں گویند کہ او در نزد منارۂ دمشق فرود آید۔ وبعضے گویند در لشکر اسلام نزول فرماید۔ وبعضے برآنند کہ

الدجّال وعاث فی العوام، وقیل إنه ینزل بمکة أمّ القری، وقیل ینزل بالمسجد الأقصی، وکذالک قیل أقوال أخریٰ. وزادت الاختلافات بزیادة الأقوال حتی صار الوصول إلی الحق کالأمر المحال. وقد ورد فی أخبار خیر الکائنات، علیه أفضل الصلوة والتحیات، أن المسیح یرفع الاختلافات، ویجعله اللّٰه حَکمًا فیحکم فیما شجر بین الأمة من اختلاف الآراء والاعتقادات. فالذین یُحکّمونه فی تنازعاتهم ثم لا یجدوا فی أنفسهم حرجًا مما قضٰی لرفع اختلافاتهم، بل یقبلونه لصفاء نیّاتهم، فأولٰئک هم المؤمنون حقّا وأولئک من المفلحین. ویقول الذین أعرضوا حسبنا ما وجدنا علیه آباء نا ولو کان آباؤهم

اور بعض مکہ معظّمہ اور بعض بیت المقدس اور بعض اور اور جگہیں اس کے نزول کی قرار دیتے ہیں۔

اور احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ان اختلافات کو خود مسیح آ کر دور فرمائے گا۔ اور خدا اس کو فیصلہ کے لئے حَکم مقرر کر دے گا۔ پس جو لوگ اس کو حَکم مان لیں گے اور اس کے فیصلہ سے تنگ دل نہیں ہوں گے اور صفاءِ نیت سے قبول کریں گے وہی سچے مومن ہوں گے۔ اور جو لوگ قبول نہیں کریں گے وہ کہیں گے کہ جس عقیدہ پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا وہی

ظہور او مقام دجال باشد و بعضے مکہ معظّمہ و بعضے بیت المقدّس و ہمچنین مقامات متفرقہ از بہر نزول او تخمین کنند۔ ودر احادیث آمدہ کہ ایں نوع اختلافات را مسیح موعود خود رفع و فصل خواہد کرد۔ آناں کہ او را حَکَم بپذیرند و از قضاء و تحکیم وے تنگی و قبض در دل نیابند مومن آناں باشد۔ و منکران گویند کہ ما را ہماں عقیدہ ہا بس است کہ پدران ما بآنہا

من الخاطئين. وعجبوا أن جاء هم مأمور من ربهم وقالوا إن هذا إلّا من المفترين وقد كانوا من قبل علٰى رأس المائة من المنتظرين. وإنه جاء هم لإعزازهم، وجهّزهم بجهازهم، وآتاهم ما يُفحم قومًا مفسدين. أما عرفوا وقته أو جاء عندهم في غير حين؟ وإن أيام اللّٰه قد أتت، وقرب يوم الفصل فبشرىٰ للذين يقبلونه شاكرين. يريدون أن يطأوا ما أراد اللّٰه أن يُعليه ويُجادلون بغير علم وبرهان مبين. وكتب اللّٰه أن يجعل عباده المرسلين غالبين، فليحاربوا اللّٰه إن كانوا قادرين، وما كان الأمر مشتبها

عقیدہ ہمارے لئے کافی ہے۔اوران کواس بات سے تعجب ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور آ گیا اورانہوں نے کہا یہ تو مفتری آدمی ہے۔اور پہلے صدی کے سر پر انتظار کررہے تھے۔اوروہ ان کو عزت دینے کے لئے آیا اوراس نے ان کا تمام سامان طیار کیا اوروہ وسائل ان کو دیئے جس سے مخالف لا جواب ہو جائیں کیا انہوں نے اس مامور کے وقت کو شناخت نہیں کیا یا وہ ان کے پاس بے وقت آیا ہے۔اور بہ تحقیق خدا تعالیٰ کے دن آ گئے اور فیصلے کا دن قریب ہو گیا۔پس انہیں بشارت ہو کہ جو شکر کے ساتھ قبول کریں۔کیا ان کا یہ ارادہ ہے کہ جس کو خدا بلند کرنا چاہتا ہے اس کو پامال کر دیں اور ناحق بحث مباحثہ کرتے رہیں اور خدا نے تو یہ لکھ چھوڑا ہے کہ اس کے بھیجے ہوئے بندے غالب ہوں گے۔پس کیا وہ خدا سے لڑ سکتے ہیں۔اور بات مشتبہ نہیں تھی مگر

گرویدہ اند۔ وایشاں در شگفت بمانند کہ چگونہ از جانب خدا آمد واورا مفتری و دروغ باف گفتند و بر سر صد چشم درراہش بودند۔ حال آنکہ او از بہر ہمیں آمدہ است کہ آبروئے شان را بیفزاید و سامانے وموادے دردست شاں بداد کہ تا بر اعدائے اسلام بحجت و برہان چیرہ و توانا بشوند۔ آیا ایشان وقت ایں مامور را نہ شناختہ اند یا او نزد ایشاں در غیر وقت آمدہ است۔ ہمانا ایام اللہ آمدہ و یوم فصل قریب است۔مژدہ آنان را کہ از کمال منت پزیری اورا قبول نمایند۔ آیا می خواہند کسے را کہ خدا میخواہد برافراز و پائے برسروے بگذارند و پیکارہائے بیہودہ و پرخاشہائے لا طائل باوے بر پا بدارند۔ وخدا مکتوب کرد است کہ البتہ فرستادہائش منصور

ولـكـن قست قلوبهم فصاروا كـالـعمين. أيهـا الـنـاس. لم تكفرون بـآيـات الـلّٰـه وقد رأيتموها بأعينكم. ألـيـس فيكم رشيد أمين. وإنكم سخرتم من عبد الله المأمور، وكدتم تقتلونه بالسيف المشهور، ولكن الـلّٰـه ألقٰى عليكم رعب السلطنة، ولولا هذه لسطوتم على عباد الله المرسلين، وقد تبين الحق فسوّلت لكم أنفسكم معاذير وما أمعنتم كالخاشعين، فنفوّض أمرنا إلى الله وهو أحكم الحاكمين.	اُن کے دل سخت ہو گئے سو وہ اندھوں کی طرح ہو گئے۔ اے لوگو! کیوں خدا تعالیٰ کے نشانوں سے انکار کرتے ہو اور تم نے ان کو بچشم خود دیکھا۔ کیا تم میں کوئی بھی رشید نہیں۔ اور تم نے خدا کے بندۂ مامور سے ٹھٹھا کیا اور قریب تھا کہ تم اس کو تلوار سے قتل کر دیتے مگر خدا نے تم پر سلطنت کا رعب ڈالا۔ اور اگر یہ **سلطنت** نہ ہوتی تو تم خدا کے مرسلوں پر حملہ کرتے۔ اور حق کھل گیا اور تم نے ناحق عذر تراشے اور کچھ غور نہیں کی۔ سو ہم خدا تعالیٰ کی طرف اپنے کام کو سپرد کرتے ہیں اور وہ احکم الحاکمین ہے۔ فقط

راقم میرزا غلام احمد القادیانی ضلع گورداسپور پنجاب

۲۰؍نومبر ۱۸۹۸ء

ومظفر خواہند بود۔ آیا ایشاں میخواہند کہ پنجہ باپنجۂ خدا بزنند۔ امر واضح وآشکار بود ولے دلہا شاں سخت و دیدہ شاں کور شد مردمان چرا انکار برنشانہائے خدا دارید۔ حال آنکہ بچشم سر مشاہدہ کردید چہ نفسے درمیانۂ شما جامۂ رشد وصلاح در برندارد۔ بر مامور خدا خندہا زدہ اید ونزدیک بود کہ بہ تیغش سر از تن جدا میکردید اگر چنانچہ...... سطوت سلطنتِ برطانیہ نبودے۔ لاریب اگر سایۂ این دولت نمی بود دقیقے از دقائق حملہ کردن بر مرسلان الٰہی فرونمی گذاشتید حق آشکار شد ولے عذر ہائے باطل بربافتید واندیشہ درکار نکردید۔ پس زمام کارہا در دست خدا می سپاریم ودر جمیع امور رجوع باوی آریم و ھو احکم الحاکمین۔ تمت